



مولوی عبدالعق صاحب بی. اے (علیگ)

سنہ ۱۹۲۸ ع

انجمن اُردو پریس - اورنگ آباد (دکن)

ایک ہزار

طبع اول

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
الف-د	مقدمہ	
۱	حمد	۱
۲	نعت	۲
۳	سبب تالیف ذکر میسر	۳
۳	بزرگان میسر کا ورود ہند اور قیام دکن و اکبر آباد	۴
۴	میسر صاحب کے باپ کا ذکر	۵
۵	باپ کی اپنے پیر سے گفتگو دربارہ یزید	۶
۵	باپ کی تلقین عشق	۷
۷	باپ کی سیرت اور ان کے نصائح	۸
۹	لاہور کا جانا اور ایک ریاکار درویش کی ملاقات	۹
۱۰	شاہجہاں آباد دہلی میں آنا	۱۰
۱۲	باپ کی نظر حقیقت اثر کا ایک نوجوان پر اثر خاص	۱۱
۱۳	شادی کی مذمت	۱۲
۱۴	نوجوان کی وارفتگی اور بیوی سے بیزاری	۱۳
۱۴	میسر علی متقی کی تلاش میں نوجوان کی سرگردانی	۱۴
۱۶	نوجوان کا آگرہ پہنچ کر باریاب ہونا	۱۵
۱۷	دنیا فانی اور جسم ناپائیدار ہے اس پر ارشاد مرشد	۱۶
۱۸	فقر اور غنا کا فرق و امتیاز	۱۷
	نوجوان کی تکمیل ریاضت و شہرت، عدوس نو	۱۸
۱۹	کی دق میں وفات	

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	میر صاحب بعمر ہفت سالگی اور نوجوان کی	۱۹
۲۰	رفاقت و محبت	
۲۰	نوجوان کامل کی نظر معرفت اثر کا اثر ایک لڑکے پر	۲۰
۲۲	لڑکے کی بیتابی و سراسیمگی	۲۱
۲۴	میر صاحب کے چچا کی ایک درویش سے عقیدت	۲۲
۲۵	میر صاحب چچا کے ساتھ اُن بزرگ کے ہاں جاتے ہیں	۲۳
۲۵	درویش کی پیشین گوئی میر صاحب کے حق میں	۲۴
۲۶	پند و مو عظمت درویشی	۲۵
۲۶	صوبہ دار شہر کا ملاقات کو آنا اور اُس کو نصیحت	۲۶
۳۳	ایک گوئیے لڑکے کا آنا اور درویش کو زہر دینا	۲۷
۳۵	بایزید درویش کی ملاقات	۲۸
۳۶	بایزید کے کلمات پند	۲۹
۳۸	دوسری ملاقات	۳۰
۴۳	تیسری ملاقات اور درویش کی وفات	۳۱
۴۷	میر تقی کے کلمات معرفت	۳۲
۴۹	حفظ قرآن عم بزرگوار	۳۳
۴۹	نقل عجیب و پیشین گوئی وفات میر متقی	۳۴
۵۱	مسئلہ رویت میں گفتگو	۳۵
۵۱	بیماری و وفات عم بزرگوار	۳۶
	میر تقی نے اپنا لقب عزیز سزا رکھا۔ میر صاحب	۳۷
۵۴	کا رنج و الم	
	احمد بیگ جوان کا آنا اور ارادہ حج کو ترک کر کے	۳۸
۵۵	مرید ہونا اور کسب و ریاضت کے بعد حج کو جانا	
۵۷	وفات میر محمد تقی	۳۹
۶۰	بے سروقی بزرگوار	۴۰
۶۶	حقیقت من دل ریش بعد واقعہ درویش	۴۱
	میر صاحب کا علمی جاننا اور امیر الامرا کا	۴۲
۶۱	روز بروز مستور کرنا	

نمبر شمار	مضمون
۴۳	اسیر الاسرا کے انتقال کے بعد میر صاحب کا دوبارہ دہلی جانا اور اُن کے ساموں سراج الدین علی خان آرزو کی بد سلوکی
۴۴	میر صاحب کی حالت مجنونانہ
۴۵	اطبیا کے معالجے سے میر صاحب کا صحت پانا
۴۶	میر جعفر سے تعلیم حاصل کرنا
۴۷	دیپختیے میں سید سعادت علی کی شاگردی
۴۷	رعایت خان کا توسل
۴۸	شاہ درانی کا دلی پر حملہ کرنا اور شکست کھانا
۵۰	محمد شاہ کا انتقال اور احمد شاہ کا تخت نشین ہونا
۴۸	۴۹
۵۱	صفدر جنگ کی وزارت
۵۲	سادات خان ذوالفقار جنگ اور بخت سنگھ کی نزاع
۵۳	میر صاحب کی نازک مزاجی
۵۴	نواب بہادر کی ملازمت
۵۵	جنگ وزیر ہا افغانیان
۵۶	فیروز جنگ کی وفات اور میر صاحب کا مطول پڑھنا
۵۷	نواب بہادر کا قتل، میر صاحب کی بیکاری اور ۵۲
۵۸	۵۹
۶۰	۶۱
۶۱	۶۲
۶۲	۶۳
۶۳	۶۴
۶۵	۶۶
۶۷	۶۸
۶۷	۶۹
۷۳	۷۴
۷۵	۷۶
۷۷	۷۸
۱۷	۱۸

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	راجہ جگنل کشور سے شکایت روزگار اور راجہ کا میر صاحب کو تسلی دینا اور کچھہ مدت کی پریشانی کے بعد قدر دانی	۶۴
۷۸	چند سانحات کا اجمالی ذکر	۶۵
۸۰	فوج دکن کی چڑھائی دلی پر	۶۶
۸۱	دھوکے سے بادشاہ عالمگیر ثانی اور انتظام الدولہ خان خانان کا قتل	۶۷
۸۱	درانیوں کا دکنیوں کو شکست دینا	۶۸
۸۳	درانیوں کے ہاتھوں شہر کی تباہی	۶۹
۸۵	درانیوں سے دکنیوں کی چھڑپ	۷۰
۸۸	بھاو سردار دکن کا فوج لے کر آنا	۷۱
۸۹	میر صاحب کا راجہ کے ساتھ کاساں جانا اور پریشانیء حال	۷۲
۹۱	درانیوں اور دکنیوں کی مشہور خونریز جنگ	۷۳
۹۳	پانی پت میں	
	راجہ کی وساطت سے شجاع الدولہ کی صفائی وزیر درازی سے	۷۴
۹۸	درانیوں کے حملے سے دلی کی خرابی اور غارت	۷۵
۹۹	گوی کی پر درد داستان	
۱۰۳	میر صاحب کا آگرے جانا	۷۶
	قاسم علی خاں ناظم بنگالہ سے شجاع الدولہ کی بد عہدی	۷۷
۱۰۴	جنواہر سنگھ کی دست درازی اور نجیب الدولہ کی گُو شمالی	۷۸
۱۰۶	حقیقت حال لشکر بادشاہ و وزیر	۷۹
۱۱۰	دکنیوں کی شکست پر شکست اور سلہار راؤ کا شکستہ دل شوکو و قات پانا	۸۰
۱۱۴		

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۹۱۵	دکنیوں اور جواہر سنگھ کی لشکر آرائی - شاہ درانی کی آمد کی خبر سنکر دشمنوں کا صلح کر کے بھاگ جانا	۸۱
۱۱۶	شاہ درانی کا ستلج کے اس طرف تک آنا اور سکھوں کے ہاتھوں سے تنگ آکر واپس جانا	۸۲
۱۱۶	جواہر سنگھ، راجہ مادھو راؤ میں تغاڑے اور جنگ	۸۳
۱۱۷	راجہ مادھو راؤ کا بیمار ہو کر مرجانا اور لڑائی کا خاتمہ	۸۴
۱۱۸	جواہر سنگھ کا قتل، اُس کے بیٹے کی جانشینی اور مارا جانا، کھپڑی سنگھ کا جانشین ہونا	۸۵
۱۱۸	اُبتری اور خانہ جنگی	۸۶
۱۲۱	میر صاحب کا راجہ کی جانب سے بطور ایلچی بادشاہ کے لشکر میں جانا اور عہد و پیمانہ کرنا۔	۸۷
۱۲۱	راجہ سے شکر رنجی	۸۸
۱۲۱	سندھیا کی قوت اور بادشاہ کی ذلت	۸۹
۱۲۲	میر صاحب کا لشکر شاہی کے ہر سرکردے پاس جانا اور مایوس ہونا	۹۰
۱۲۲	بادشاہ کو بھڑکا کر دکنیوں سے لڑنا اور ناکام رہنا	۹۱
۱۲۳	شہر کا سلامت رہنا	۹۲
۱۲۵	مغلوں کا شہر بدر ہونا اور دکنیوں پاس چلے جانا	۹۳
۱۲۷	بادشاہ حسام الدین خان کا مغلوں کے حوالے کر دینا	۹۴
۱۲۸	نجف خان کا بادشاہ کی راے سے جاتوں پر حملہ کرنا اور کامیاب ہونا	۹۵
۱۳۱	بادشاہ ملک کا تیسرا حصہ دینے پر مجبور ہوا	۹۶
۱۳۲	عبدالاحد خان سکھوں سے مل کر راجہ پتھیالہ پر حملہ کرتا ہے اور پھر صلح کر لیتا ہے	۹۷
۱۳۳	نواب شجاع الدولہ قندھار فرنگیوں کے پاس جاتا ہے اور وہ از روے مروت کچھ و الہ آباد واپس دے دیتے ہیں	۹۸

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۳۳	شجاع الدولہ انگریزوں کی مدد سے روہیلوں پر حملہ کرتا ہے اور فتح پاتا ہے	۹۷
۱۳۵	میر صاحب کی خانہ نشینی	۹۸
۱۳۵	وفات شجاع الدولہ	۹۹
۱۳۶	وفات مختار الدولہ اور حسن رضا خاں کی نیابت	۱۰۰
۱۳۶	بادشاہ کی طلبی پر نجف خاں کا آنا اور عبد الاحد خاں کا گرفتار کرنا اور اُس کا مرض سل میں مبتلا ہونا	۱۰۱
۱۳۸	آصف الدولہ کا میر صاحب کو طلب کرنا	۱۰۲
۱۳۹	نواب آصف الدولہ سے ملاقات	۱۰۳
۱۴۰	دہلی میں نجف خاں کا انتقال اور مرزا شفیع کی وزارت	۱۰۴
۱۴۳	گورنر کا لکھنؤ آنا، اُس کا استقبال اور مہمانداری	۱۰۵
۱۴۵	بادشاہ کو فرنگیوں سے ملانے کے لئے اکبر آباد لانا	۱۰۶
۱۴۶	شہزادہ جواد بخت کا نواب وزیر اور فرنگیوں کے پاس آنا	۱۰۷
۱۴۶	گورنر کا واپس کلکتہ جانا اور شاہزادے کو واپس بھیج دینا	۱۰۸
۱۴۷	میر صاحب کا نواب وزیر کے ساتھ شکار میں جانا اور شکار نامہ موزوں کرنا	۱۰۹
۱۴۸	مرہٹوں کا تسلط	۱۱۰
۱۵۰	غلام قادر کا جور و ستم اور بادشاہ کی آنکھیں نکال لینا	۱۱۱
۱۵۱	عبرت و خاتمہ	۱۱۲



اُمید تھی میر اردو کے ان چند مسلم اساتذہ میں سے ہوں جن پر اردو ادب کو ہمیشہ ناز رہے گا۔ اہل ذوق میر صاحب کے کلام کو سر اور آنکھوں سے لگاتے ہیں اور پڑھ پڑھ کر سر دھنتے ہیں۔ جب تک یہ زبان دنیا میں قائم ہے یہ ذوق کبھی کم نہ ہوگا۔ میر صاحب خود بھی اسے سمجھتے تھے، کیا کہہ گئے ہیں —

جانے کا نہیں شور سخن کا مرے ہرگز

نا حشر جہاں میں مرا دیواں رہے گا

یہ محض شاعرانہ تعلق نہیں، حقیقت حال ہے جس سے کسی

کو انکار نہیں ہو سکتا —

اردو ادب کے شائقین میں کون ایسا ہوگا جو اسے باکمال شاعر کے حالات سننے کا مشتاق نہ ہوگا، جس نے اردو شاعری کو (غزل کی حیثیت سے) اہتمام کے ساتھ تک پہنچا دیا تھا اور جس کے بعد اُسے پھر یہ رتبہ کبھی نصیب نہ ہوا۔ پندرہ حالات خود اس کے اپنے لکھے ہوئے۔ آپ بیتمی میں جو سزا ہے وہ جگ بیتمی (تاریخ) میں کہاں۔ مورخ ہرارے لگ ہو اور تحقیق و تلاش میں سہ مارے، آپ بیتمی کے لکھنے والے کو نہیں پہنچ سکتا۔ بعض اوقات اس کے ایک بے ساختہ جملے سے وہ اسرار حل ہو جاتے ہیں جو مدتوں تاریخوں کی ورق گردانی کے بعد بھی میسر نہیں ہوتے۔ اگر ہر شخص جس نے دنیا دیکھی بھالی ہے اور کچھہ کیا بھی ہے اپنی بیتمی آپ لکھہ جایا کرے تو ادب کے خزانے میں یہ جواہرات انمول ہوں۔

(الشفا)

(پ)

ذکر میر ایسا ہی انمول موتی ہے —

اردو میں شعرا کے تذکروں کی کچھہ کسی نہیں، اور کونسا تذکرہ ہے جس نے میر صاحب کا ذکر نہ کیا ہو اور ان کی تعریف کے پل نہ باندھے ہوں مگر حالات کے نام سے وہی چند باتیں ہیں جن سے نہ دل سیر ہوتا ہے اور نہ تحقیق کی پیاس بجھتی ہے۔ بعض ان میں سے میر صاحب کے ہم عصر اور جان پہچان والے بھی ہیں اور بعض ان کے معتقد بھی، لیکن وہ کلام کی تعریف کو حالات کی تحقیق پر زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے خیال سے یہ ہے بھی صحیح؛ آدمی فانی ہے کلام باقی ہے۔ مگر کلام کو آدمی سے جو نعلق ہے وہ کیونکر جدا ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ میر صاحب کے متعلق بہت سی سنی سنائی، غلط سلط روایتیں چلی آتی ہیں جن کے پرکھنے کی کوئی کسوٹی نہ تھی۔ اب ذکر میر کی بدولت بہت سی باتیں جو اندھیرے میں تھیں اُجالے میں آگئیں۔

جیسا کہ اُس زمانے میں رواج تھا، میر صاحب نے یہ کتاب فارسی میں لکھی ہے۔ ان کا تذکرہ نکات الشعرا بھی فارسی ہی میں ہے، لیکن ذکر میر کی زبان زیادہ رنگین، شیریں اور فصیح ہے، کہیں کہیں مسجع اور مقفی ہوگئی ہے مگر سادگی اور بے ساختہ پن اس کا اصلی حسن ہے جو شروع سے آخر تک جلوہ نما ہے۔ جگہ جگہ اپنے والد اور دوسرے بزرگوں کے قول یا ان کی پند و موعظہ یا گفتگو جو سراسر حقانیت اور اخلاق سے منلوہ ایسی پاکیزہ زبان میں اور ایسے موثر طریقے سے بیان کی ہے کہ کتاب میں خاص لطف پیدا ہوگیا ہے۔

میر صاحب کو (جیسا کہ کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا) لڑکپن ہی میں یتیمی کا داغ سہنا پڑا اور ظالم پیمت انہیں وطن سے دئی کھینچ لیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ سلطنت مغلیہ کے اقبال کا آفتاب گھنارہا تھا۔ اور عقل و ہمت اور اخلاق و استقلال اہل ملک سے رخصت ہو چکے تھے۔

دہلی اگردچہ ہندوستان کی جان اور سلطنت مغلیہ کی راج دھانی

(ج)

نہی مگر ہر طرف سے آفات کا نشانہ تھی۔ اس کی حالت اُس عورت کی سی تھی جو بیوہ تو نہیں پر بیواؤں سے کہیں دکھیا رہی ہے۔ الموالعزم تیسرے اور بابر کی اولاد اُن کے مشہور آفات تخت پر بے جان تصویر کی طرح دھری تھی؛ اقبال جواب دے چکا تھا ' ادبار و انحطاط کے سامان ہو چکے تھے اور سیاہ رو زوال گردو پیشہ منڈ لارہا تھا؛ بادشاہ سلامت دست نگر اور امیر امراضمحل اور پریشان تھے۔ سب سے اول نادر شاہ کا حملہ ہوا حملہ کیا تھا خدا کا قہر تھا۔ نادر کی بے پناہ تلوار اور اس کے سپاہیوں کی ہوس ناک غارت گری نے دلی کو نوچ کھسوت کے ویران و برباد کر دیا تھا۔ ابھی یہ کچھ سنجھلنے ہی پائی تھی کہ چند سال بعد احمد شاہ درانی کی چڑھائی ہوئی؛ پھر مرہٹوں، جاٹوں، رھیلوں نے وہ اودھم مچایا کہ رہی سہی بات بھی جانتی رہی۔ غرض ہر طرف خود غرضی، خانہ جنگی، طوائف السلوکی اور ایتربی کا منظر نظر آتا تھا۔ یہ حالات میر صاحب نے اپنی آنکھوں دیکھے اور دیکھے ہی نہیں، اُن کے چر کے سہے اور ان انقلابات کی بدولت ناکام شاعر کی قسمت کی طرح ٹھوکریں کھاتے پھرے۔ یہ دلی کے اقبال کی شہم تھی جس کی سحراب تک طلوع نہیں ہوئی، *—

میر صاحب نے ان تباہیوں اور بربادیوں اور آپس کی خانہ جنگیوں اور خود غرضیوں کے منظر اپنی آنکھوں دیکھے، ان میں شریک رہے، ان کے زخم کھائے اور پھر انہیں اپنی اس آپ بیتی میں ایسے پر درد الفاظ میں بیان کیا ہے کہ آنکھوں کے سامنے اپنے اعمال کا نقشہ پھر جانا ہے۔ میر صاحب نے ان تمام واقعات اور حالات کو بچی صحت اور خوبی سے لکھا ہے اور اُس زمانے کی تاریخ کے لئے یہ کتاب بھی ایک حیثیت رکھتی ہے۔ بعض مقامات پر وہ مورخ کی حیثیت سے رائے بھی دیتے ہیں۔ مثلاً پانی پت کی آخری جنگ میں مرہٹوں کے طریقہ جنگ کے متعلق فرماتے ہیں "حقیقت ہر دو لشکر آنگہ اگڑ دکھنیاں بجنگ گریز کہ

طور قدیم آٹھا بود سی جنگیدند ، اغلب کہ غالب می گردید ند ۔ ہم آس جگہ تاریخی حالات و واقعات پر کچھ لکھنا نہیں چاہتے ، جن لوگوں کو مغلیہ سلطنت کے آخری ایام کی تاریخ کا شوق ہے ان کے لئے یہ حصہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا ۔ یہاں ہم صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس کتاب سے ہمیں میسر صاحب کی زندگی کے متعلق کیا کیا نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں اور کون کون سی غلط فہمیاں رفع ہوتی ہیں ۔

۱۔ آب حیات میں فیز گلزار ابراہیمی میں میسر صاحب کے والد کا نام میسر عبداللہ لکھا ہے ۔ میسر صاحب اس کتاب میں ” جگہ میسر علی متقی لکھتے ہیں اور کہیں ایک مقام پر بھی میسر عبداللہ نہیں آیا ۔ والد کی عادات و خصائل ، اشغال و افکار ، اخلاق و اطوار کو بڑی خوبی سے لکھا ہے اور سب کچھ بے کم و کاست بیان کر دیا ہے ۔ چنانچہ ان کا ذکر کرتے کرتے لکھتے ہوں ” جوان صالحے عاشق پیشہ بود ، دل گرمی داشت ، بخطاب علی متقی امتیاز یافت “ ۔ اس جملے میں خطاب کے لفظ سے کچھ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید اصلی نام کچھ اور ہو ۔ ساری کتاب میں کہیں اس کا اشارہ تک نہیں کہ سوائے اس کے ان کا کوئی اور نام بھی تھا ، جہاں کہیں انہوں نے والد کا ذکر کیا ہے تو علی متقی یا درویش کے نام سے کیا ہے ۔ سید اسان اللہ میسر صاحب کے والد کے مرید خاص تھے ۔ اور گھر بار چھوڑ کر مرشد ہی کے قدموں میں آ پڑے تھے ۔ میسر صاحب کے بچپن کا زمانہ انہیں کے پاس گزرا ، وہ انہیں ہر جگہ عم بزرگوار لکھتے ہیں ۔ وہ ایک درویش سے ملنے جاتے ہیں ، میسر صاحب بھی ان کے ساتھ ہیں ۔ درویش پوچھتا ہے کہ یہ کس کا لڑکا ہے ۔ سید اسان اللہ جواب دیتے ہیں ” فرزند علی متقی “ ۔ اس طرح باپ کے مرنے کے بعد جب پہلی بار دلی گئے اور خواجہ محمد باسط نے انہیں نواب مصائب الدولہ امیرالاسرا کے ہاں پیش کیا اور امیرالامرا نے دریافت کیا کہ یہ کس کا لڑکا ہے تو وہاں بھی یہی نام بتایا

اور وہ فوراً پہچان گئے۔ اُن کے والد کا ایک پیر بھائی ایک مدت کے بعد اُن سے ملنے آقا ہے، وہ پوچھتے ہیں کہ کیسا آنا ہوا تو وہ کہتا ہے کہ پیر میرے خواب میں آئے اور فرمانے لگے ”... اما یکبار برخودن تو باعلی متقی ضرور“۔ غرض ان کے والد کا نام کتاب میں بارہا آیا ہے، میر صاحب کی زبان سے ہو یا کسی دوسرے کی زبان سے، لیکن ہر جگہ علی متقی ہی لکھا ہے۔ اس سے وثوق ہوتا ہے کہ اصلی نام یہی تھا —

۲۔ بعض لوگوں نے اُن کی سیادت میں بھی شبہ کیا ہے جس کا ذکر آب حیات میں مذکور ہے۔ آزاد نے یہ قصہ تذکرہ شورش (غلام حسین) سے نقل کیا ہے جس نے سب سے پہلے یہ افترا باندھا ہے۔ لیکن میر صاحب نے اس کتاب میں ہر مقام پر اپنے والد کے نام کے ساتھ ”میر“ کا لفظ لکھا ہے اور اپنے والد اور دوسروں کی زبانی اپنا نام بھی میر محمّد تقی لکھتے ہیں۔ یہ محض غلط ہے کہ جب انہوں نے میر تخلص کیا تو اُن کے والد نے منع کیا کہ ایسا نہ کرو، ایک دن خواہ مخواہ سید ہو جاؤ گے۔ والد کی وفات کے وقت اُن کی عمر دس گیارہ سال سے زیادہ نہ تھی، اس وقت نہ شعر کہتے تھے اور نہ شعر گوئی کا خیال تھا۔ شعر کا ذوق دلی میں آکر پیدا ہوا۔ یہیں انہوں نے تحصیل علم کی، یہیں شعر کہنا سیکھا اور یہیں اُن کے کلام کو شہرت و قبولیت حاصل ہوئی اور آخر دم تک دلی ہی کو یاد کرتے رہے —

۳۔ یہ ممکن نہیں کہ میر صاحب کا ذکر ہو اور خان آرزو (سراج الدین علی خاں) کا نام نہ آئے۔ خان آرزو فارسی کے بڑے اُستاد اور محقق اور شاعر تھے، کبھی کبھی دیکھتے میں بھی کچھ کہتے لیتے تھے۔ آزاد نے لکھا ہے کہ میر صاحب پہلی بھری سے تھے اور جب وہ مرگئے تو اُن کے والد نے خان آرزو کی ہمشیرہ سے شادی کی۔ لیکن میر صاحب کے بہان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے بڑے بھائی خان آرزو کے حقیقی بھانجے تھے اور میر صاحب

اور ان کے چھوٹے بھائی دوسری بیوی سے تھے - اس سے ظاہر ہے کہ میر علی متقی کی پہلی بیوی خان آرزو کی بہن تھیں - پھر حال اس میں شک نہیں کہ خان آرزو میر صاحب کے سوتیلے ماسوں ہوتے ہوں - تمام تذکروں میں یہ لکھا ہے کہ انہوں نے باپ کے مرنے کے بعد خان آرزو ہی کی آغوش شفقت میں پرورش پائی اور انہیں کے فیض تربیت سے علمی استعداد اور شاعری کا ذوق حاصل کیا - جب میر صاحب کا تذکرہ نکات الشعر * چھپ کر شایع ہوا تو اس بیان پر تصدیق کی مہر لگ گئی - اس کتاب میں میر صاحب نے خان آرزو کا بڑے ادب سے ذکر کیا ہے اور اُن کے کمال اور سخن فہمی کی بیحد تعریف کی ہے اور مرزا معز (فطرت، موسوی خان) کے حال میں انہوں ”استاد و پیر و مرشد بندہ“ لکھا ہے - ان شواہد کو دیکھتے ہوئے آزاد کا یہ قول نہایت ناگوار گزرتا ہے کہ ”خان صاحب حنفی مذہب تھے میر صاحب شیعہ“ اس پر نازک مزاجی غضب! غرض کسی مسئلے پر بگڑ کر الگ ہو گئے + ”قیاس یہی ہوا کہ یہ بھی آزاد کا ایک چٹکلا ہے جو حسب عادت لطف داستان اور رنگینیء بہان کی خاطر لکھ گئے ہیں - لیکن جب یہ کتاب (ذکر میر) ہمارے نظر سے گزری تو معلوم ہوا کہ آزاد بڑی یتیم کی بات لکھ گئے ہیں - میر صاحب خان آرزو کے دل آزار برتاؤ اور بے مروتی کے نہایت شاکہ ہیں - ایک تو لڑکپن اور ناتجربہ کاری، دوسرے یتیمی کا تازہ تازہ داغ، پھر غریب الوطنی اور بے روزگاری، اُس پر بے مروت بھائی اور سنگ دل ماسوں کا یہ سلوک، میر صاحب کی زندگی تلخ ہو گئی - غیور تو وہ بچپن ہی سے تھے، جیسا کہ خود اُن کے والد † نے اس کا اعتراف کیا ہے، اُن کے دل پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ نوبت جنون تک پہنچ گئی -

* یہ تذکرہ انجمن ترقی اردو کی طرف سے شایع ہو چکا ہے

+ آب حیات، تذکرہ میر

‡ دیکھو صفحہ ۹۰ - ۹۱

اب قابل غور یہ ہے کہ میٹر صاحب کے ان دو بیانات میں اس قدر تفاوت اور تضاد کہوں ہے حالانکہ نکات الشعراء بھی دلی ہی میں لکھا گیا اور ذکر میٹر بھی وہیں شروع کی اور سوائے آخر کے کچھ اوراق کے (جس کی صراحت آگے چل کر کی جائے گی) ساری کتاب وہیں لکھی۔ بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تذکرہ میٹر صاحب کے خیال میں ایک ایسی چیز تھی جو مقبول ہونے والی تھی اور چونکہ اس قسم کا یہ پہلا تذکرہ تھا (جیسا کہ میٹر صاحب نے خود تحریر فرمایا ہے) اس لئے یقین تھا کہ لوگ اسے شوق سے پڑھیں گے اور ہرکس و ناکس کے ہاتھ میں جائے گا، انہوں نے اس ناگوار اور بدنما ذاتی اور خانگی قضیے کو چھیڑنا مصلحت نہ سمجھا اور تقاضاے عہدت نے یہی مذاہب خیال کیا کہ اس پر پردہ ڈال دیا جائے، لیکن جب وہ آپ بیٹی لکھنے بیٹھے تو رہا نہ گیا، ساری رام کہانی کہہ سنائی۔ اور سچ بھی ہے وہ آپ بیٹی ہی کیا جس میں بری بھلی جو کچھ بھی گزری ہو صاف صاف نہ لکھ دی جائے، اب وہ واردات قلب ہو یا حالات و واقعات، اپنے ہوں یا دوسرے کے، جو کچھ آنکھوں نے دیکھا یا دل پر گزرا سب ہی لکھنا پڑتا ہے۔ اور یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ کتاب کبھی دوسرے ہاتھوں میں جائے گی یا مقبول ہوگی اور حقیقت بھی یہی ہے، آج تک یہ کتاب گمنامی میں رہی، یہ محض اتفاق ہے کہ آج اس کی اشاعت کا موقع نکل آیا ورنہ جہاں اور بہت سے جواہر پارے خاک میں مل گئے یہ بھی کھوئے مکھڑوں یا کسی عطار کی پڑیوں کی نذر ہو جاتی۔

اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ جو مشہور چلا آتا ہے، خان آرزو میٹر صاحب کے اُستاد تھے صحیح نہیں ہے۔ ہاں وہ اُذنی بات کے قصور وار ضرور ہیں کہ دوبارہ جب دلی آئے تو ماموں ہی کے ہاں آئے تھیرے، چنانچہ فرماتے ہیں ”یعنے چندے پیش او ماندم، کتاپے چند از یاران مشہر خواندم“ اس کے بعد انہوں نے اپنی تعلیم کا حال لکھا ہے کہ کہوں کہ اتفاقی سے راستے میں میٹر جعفر سے ملتے بیٹھے

(م)

ہوئی اور اُن سے فارسی پڑھنی شروع کی، اتفاق سے جب وہ اپنے وطن
پہنچے چلے گئے تو میر سعادت علی سے جو امر وہ کے بادشاہ تھے،
ملاقات ہوئی، انہوں نے میر صاحب کو ریختے میں شعر موزوں کر
نے کی ترغیب دی اور اس وقت سے ان کی شعر گوئی کی ہدایاں پڑی۔
میر صاحب نے بھی ایسی جان توڑ کے محکمت کی اور وہ مشق
بہم پہنچائی کہ تھوڑے ہی عرصے میں اُن کی شہرت سارے شہر میں
پھیل گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی کے شاگرد نہ تھے بلکہ
شاعر پیدا ہوئے تھے۔

۴۔ میر صاحب کے لکھنؤ پہنچنے کا حال بھی عجیب دھنگ سے
بیان کیا گیا ہے اور آزاد نے نمک مرچ لگا کر اُسے ایک افسانہ بنا
دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آزاد کے سحر نگار قام نے اس
وقت اور موقع کی اور میر صاحب کی قطع وضع اور ان کی
بے کسی اور استغنا کی ایسی سچی تصویر کھینچی ہے کہ قرا
ما کا لطف آجاتا ہے اور آنکھوں کے سامنے عذرت کا نقشہ پھر جاتا ہے۔
لیکن لکھنؤ پہنچ کر سارے میں اقربا، مشاعرے میں جانا، اُن کی
پرانی وضع پر اہل مشاعرہ کا ہنسنا اور شمع سامنے آنے پر غزل
میں حسب حال فی البدیہہ اشعار کا پڑھنا حقیقت سے بعید ہے۔
یہ صحیح ہے کہ دلی اُچّے گئی تھی، قدردان اُتھے گئے تھے، اہل
کمال کس میرسی کی حالت میں تھے اور اُن کا تھکا نا صرف ایک
ہی وہ گیا تھا یعنی لکھنؤ کا نوابی دربار جو اُس وقت بہار پر
تھا۔ زمانے کے ہاتھوں ننگ آکر ہر با کمال قدردانی کا بھوکا اپنے
عزیز وطن سے منہ موڑ کر وہیں جا پہنچا تھا۔ میر صاحب
اگرچہ دلی میں تنگ حال اور شکستہ دل تھے مگر پڑے
غیر تھے۔ وہ بعض اور لوگوں کی طرح دوسروں پر باز ہونا یا
احتیاج لے کر پہنچنا اپنی وضع کے خلاف سمجھتے تھے۔
جس طرح شجاع الدولہ نے ازراہ قدردانی مرزا سودا کو
دلی سے بلا بھیجا تھا اسی طرح آصف الدولہ نے نواب سالار جنگ
کو فریاد زان بنا کر بھیجا اور میر صاحب کو لکھنؤ بلا یا۔ لکھنؤ پہنچ

(ط)

نواب سالار جنگ کے ہاں گئے جو اُن کے حال پر پہلے ہی سے سہربان تھے ، انہوں نے فوراً بندگان عالی کی خدمت میں اطلاع کی - چار پانچ روز بعد بندگان عالی مرقوم کی لڑائی کے لئے تشریف لائے میر صاحب بھی وہاں تھے - محض فراست سے سمجھ گئے کہ میر صاحب ہیں ، نہایت لطف و عنایت سے بغل گیر ہوئے اور اپنے ساتھ نشست کے مقام پر لے گئے - اپنے شعر میر صاحب کو مخاطب کر کے سنائے اور پھر میر صاحب سے کلام سننے کی فرمائش کی - مگر میر صاحب نے اپنی غزل کے صرف دو چار ہی شعر سنائے - اس سے ظاہر ہے کہ میر صاحب فقیروں کی طرح لکھنؤ نہیں گئے جیسا کہ آزاد نے بیان کیا ہے بلکہ عزت سے بلائے گئے اور آخر دم تک اسی عزت سے رہے —

۵ - میر صاحب کی بددماغی اور نازک مزاجی کو بھی بڑے مبالغے سے بیان کیا گیا ہے ، لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ نازک مزاج ضرور تھے . اس کا راز اُن کی ابتدائی تربیت اور پرورش اور بعد کے حالات میں ہے - میر صاحب کے والد بڑے پائے کے درویش تھے - لوگ اُن کے قدم لیتے اور ہاتھ چومتے تھے ، بڑے بڑے لوگ ان کے ملنے کی تمنا کرتے تھے - ایسے حالات میں درویش دماغ دار نہ ہو تو ممکن ہے ، لیکن صاحبزادے کے دماغ کا کیا پوچھنا وہ تو آسمان ہی پر ہوتا ہے - سید امان اللہ جو اُن کے والد کے مرید خاص تھے ، میر صاحب انہیں چچا کہتے تھے - سید صاحب نے انہیں بڑے چاؤ چوچلے سے پالا - یہ شب و روز انہیں کے پاس رہتے ، انہیں کے ساتھ کہا نے ، انہیں کے ساتھ سوتے ، جب کبھی کسی درویش سے ملنے جاتے تو میر صاحب کو ساتھ لیتے جاتے اور یہ اُن کی ملاقاتوں اور صحبتوں میں حاضر رہتے - اُن کے والد کی خدمت میں بھی اکابر درویش اور صوفی حاضر ہوتے ، یہ چپکے چپکے سب کچھ دیکھتے اور سنتے رہتے تھے - انہوں نے اس کتاب میں جو اپنے والد کی نلتیں اور دوسرے درویشوں کی باتیں اور اقوال لکھے ہیں وہ سب درویشی میں

(ی)

قویے ہوئے ہیں۔ یہیں سے اُن میں غیرت ، استغنا ، قذاعت اور بے نیازی کی شان پیدا ہونے لگی تھی۔ ابھی دس گیارہ ہی برس کی عمر تھی کہ دھری یتیمی دیکھنی پڑی ، ایک تو چچا جو باپ سے زیادہ ناز بردار تھا داغ مفارقت دے گیا ، دوسرے اُسی سال باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ پھر عزیز واقارب کی طوطاچشمی خصوصاً بھائی کی بے مروتی اور ماموں کی بدسلوکی اور دل آزاری ، اس پر بے سر و سامانی اور پریشانی ، ان سب پر مزید ملک و حکومت کی ناگفتہ بہ حالت ، جہاں آئے دن نئے نئے انقلابات اور دلخراش واقعات ، خانہ جنگیاں اور بربادیاں برپا رہتی تھیں۔ ان سب نے اُن کے دل پر ایسے چو کے دئیے کہ تن بدن کا ایک ایک تار بلبلا اُٹھا۔ اسی نے اُن کے کلام میں فصاحت کے ساتھ وہ سوز و گداز اور درد پیدا کر دیا جو اُن کے بعد آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا۔

آزاد نے خان آرزو سے ناچاقی کی وجہ میر صاحب کی نازک مزاجی ہی قرار دی ہے اگرچہ اُس کے تسلیم کرنے میں کسی قدر تامل ہوتا ہے ، تاہم دوسرے واقعات ایسے موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نازک مزاج ضرور تھے۔ مثلاً سادات خان ذوالفقار جنگ بخشی کے ہاں ملازم ہیں ، ایک روز خان موصوف شب ماہ میں مہتابی پر بیٹھے تھے اور قوال کا لڑکا ان کے سامنے بیٹھا کچھہ گا رہا تھا ، اتنے میں میر صاحب پہنچے ، خان نے کہا میر صاحب اسے اپنے ریختے کے دوچار شعر بتادیتے تو یہ اپنے طور پر درست کر کے گالے گا۔ میر صاحب نے کسی قدر ترش ہو کر کہا کہ سچھہ سے یہ نہیں ہوسکتا ، تو اس نے اپنے سر کی قسم دی اور خوشامد کی تو میر صاحب نے چار و ناچار چند شعر اُسے یاد کرا دیے لیکن یہ بات انہیں ایسی ناگوار گذری کہ اُس کے بعد سے خان صاحب کے ہاں جانا چھوڑ دیا اور خانہ نشین ہو گئے۔ خان موصوف نے بہت منت سماجت کی مگر انہوں نے ایک نہ سنی۔ مگر اُس شخص کی مروت کو دیکھئے کہ اُس نے اُس کا کچھہ خیال نہ کیا

(ک)

اور محض میر صاحب کی خاطر سے اُن کے بھائی میر محمد روضی کو اپنے پاس سے گھوڑا دے کر نوکر رکھ لیا - راجہ جگنل کشور جو محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں وکیل بنگالہ تھے اور بڑے امیر آدمی تھے ، شوق اور قدر داننی سے میر صاحب کو گھر سے اتھا کر اپنے ہاں لے جاتے ہیں اور اپنے شعر اصلاح کے لئے پیش کرتے ہیں مگر میر صاحب اس کے کلام کو قابل اصلاح نہیں سمجھتے اور سب پر خط کھینچ دیتے ہیں - راجہ ناگر مل جو میر صاحب کا بڑا قدر دان تھا اس کی رفاقت محض اس وجہ سے چھوڑ دی کہ جو معاہدہ وہ اس کے ایسے بادشاہی امرا سے کر کے آئے تھے اس پر اس نے عمل نہ کیا - بادشاہ بڑے اشتیاق سے بار بار بلاتے ہیں مگر یہ نہیں جاتے - غرض میر صاحب کو اپنی وضع کا بڑا پاس تھا اور ابتدائی تربیت اور فقر و فاقے نے وضعداری کے ساتھ نازک مزاجی بھی پیدا کر دی تھی -

۶ - اس کتاب میں بعض مقامات ایسے آتے ہیں کہ ان کے پڑھنے کے بعد اُن کی بعض نظموں کی اصل حقیقت معلوم ہوتی ہے اور لطف دو بالا ہو جاتا ہے - مثلاً جب اُن کے سوتیلے ماموں خان آرزو نے اپنے بھانجے (میر صاحب کے بڑے بھائی) کے اشتعال سے انہیں طرح طرح سے ستانا شروع کیا اور اُن کی خصومت اور دل آزاری اور بدسلوکی حد سے بڑھ گئی تو اس بے کسی اور بے نوالی کے عالم میں اُن کے قلب پر اس کا بڑا صدمہ ہوا اور بہت ہی دل شکستہ اور دل گرفتہ رہنے لگے - اس غم و غصے کی حالت میں ان پر ایک جنون کی سی حالت طاری ہو گئی اور انہیں چاند میں ایک عجیب صورت نظر آنے لگی ، اس وہم کے ساتھ وحشت و دیوانگی بڑھنے لگی اور حالت نازک ہو گئی - اس تمام کیفیت کو میر صاحب نے بڑی خوبی سے بیان کیا ہے - اس کے بعد آپ اُن کی مثنوی ” خواب و خیال “ پڑھئے تو اس واردات کی سچی تصویر اور اس خواب کی پوری تعبیر نظر آتی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض خواب و خیال نہیں بلکہ ایک

(ل)

واقعہ تھا جو اُن کے مایوس اور حزیں دل پر گزرا تھا —
اس مثنوی کے شروع میں اپنی پریشان حالی کا ذکر کیا
ہے کہ ہوش سبھالتے ہی اپنے بیگانے ہو گئے ، یاروں نے بے وفائی
کی - اور عزیز و اقربا نے بے سروقی - ناچار وطن چھوڑنا پڑا
اور یہ پہلا وقت تھا جو گھر سے قدم باہر نکالا —

چلا اکبر آباد سے جس گھڑی
درو بام پر چشم حسرت پڑی
کہ ترک وطن پہلے کیوں کر کروں
مگر ہر قدم دل کو پتھر کروں

اب دلی پہنچتے ہیں —

پس از قطع رہ لائے دلی میں بخت
بہت کھینچے یہاں میں نے آزار سخت

جگر چور گردوں سے خون ہو گیا
سجھے رکتے رکتے جنوں ہو گیا

اب اس کے بعد سے جنوں کی کیفیت بیان کی جو

عجیب و غریب ہے —

میر صاحب کو دو بار کاساں جانا پڑا اور دونوں بار پریشان
حالی اُن کے ہمرکاب تھی - پہلی بار ، جب دیکھا شہر کی حالت
دھنے کے قابل نہیں رہی تو راجہ (ناگرمیل) سے اجازت چاہی
کہ شہر چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلا جاتا ہوں ، یہاں دھنے
کی تاب نہیں - راجہ نے اپنی عنایت سے اجازت دی -
میر صاحب تو کئی علیٰ اللہ لواحقیوں کے ساتھ چل کھڑے
ہوئے اور بہ ہزار پریشانی کاماں پہنچے - یہ ذیحصہ کی
آخری تاریخ تھی - عشرہ وہیں بسر کیا اور عاشورے کے روز
وہاں سے آئے چلے - دوسری بار جب راجہ جاتوں کے ہاتھوں
سے قنگ آکر اپنے تمام متوسلوں کے ساتھ قلعے سے نکل کر
کوچ کرتے ہوئے کاماں پہنچتے ہیں تو میر صاحب بھی بہ سبب
ملازمت اس قافلے کے ساتھ تھے - یہ عالم بھی پریشانی کا تھا

(۴)

اور غالباً اسی حالت میں انہوں نے ایک مضمخس لکھا ہے :-

زمانے کی شکایت میں فرماتے ہیں —

کام سے قلعخ کام آتھا یا مرے تئیں

دل میں پیدا نہ پھر آیا مرے تئیں

ہم چشموں کی نظر سے گرایا مرے تئیں

حاصل کہ پیس سرمہ بنایا مرے تئیں

میں مشمت خاک سبجہ سے اے اُس قدر غبار

تلاش معاش میں جگہ جگہ مارے مارے پھرنے کے متعلق

کئی بند لکھے ہیں ، ایک یہ ہے —

جانا جہاں نہ قہا سبجہ ، سو بار واں گیا

ضعف قوی سے دست بدیوار واں گیا

محتاج ہو کے ناں کا طلب گار واں گیا

چارہ نہ دیکھا مضطر و ناچار واں گیا

اِس جان نا توں پہ کیا صبر اختیار

اگے چل کے کہتے ہیں —

حاجت مری روا دل پر درد نے نہ کی

تاثیر اشک سرخ و رخ زرد نے نہ کی

تدبیر ایک دم بھی دم سرو نے نہ کی

دل جو میبری حیف کسی فرن نے نہ کی

طاقت رھی نہ دل میں ، گیا جان سے قرار

اور بند تو دو آخر کے ہیں جو میر صاحب کی حالت اور مزاج

کا سچا نقشہ ہیں —

دل سر بسر خراب ہے تعمیر کیا کروں

اُشفتگیءِ حال کی تعمیر کیا کروں

خونا بہاے چشم کی تقریر کیا کروں

زردیءِ رنگ چہرہ کی تعمیر کیا کروں

اُرا چہ میں چسور میں خباں ہوگئی بہار

حالت تو یہ کہ مجکو غموں سے نہیں فداغ
دل سوزش درونی سے جلتا ہے جوں چراغ

سینہ تمام چاک ہے سارا جگر ہے داغ
ہے نام مجلسوں میں مرا میر بے دماغ
از بسکہ بے دماغی نے پایا ہے اشتہار

اسی طرح سے شہر آشوب اور مستزاد (جو دلی کے حال پر
لکھی ہے) اور خاص کر جو نظم دنیا کے نام سے ہے ان کا لطف
اس کتاب کے پڑھنے کے بعد آتا ہے - آخری نظم (دنیا) کے پڑھنے
کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے گویا اس کتاب کے آخری صفحے کے لفظ
لعظ کو نظم کر دیا ہے - غرض میر صاحب کے کلام کے سمجھنے اور
لطف حاصل کرنے میں بھی اس کتاب سے بہت کچھ
دھمائی ہوتی ہے -

۷ - ذکر میر میں جہاں اُس زمانے کی معاشرت اور حکومت
کے بہت سے واقعات ملتے ہیں وہاں ایک یہ بات بھی صاف نظر
آتی ہے کہ اُس زمانے میں ہندو مسلمان کی کوئی بکٹ ہی
نہ تھی - اُس سے بڑا کونسا زمانہ ہوگا جب نہ ملک میں
ہر طرف خود غرضی، خانہ جنگی، لوت مار کی وبا پھیلی ہوئی تھی
اور روال اور نقطہ ط کا انتہائی وقت آگیا تھا، ناہم ہندو مسلمانوں کے
تعلقات آپس میں ایسے تھے جیسے بھائیوں بھائیوں میں ہوتے ہیں -
وہ لڑتے بھی تھے، ملتے بھی تھے، مگر اس دوستی محبت اور
لڑائی بھڑائی میں مذہب و ملت کا کوئی امتیاز نہ تھا - یہ آفت
اس زمانے کی لائی ہوئی ہے جس میں بدبختی سے دونوں
مبتلا ہیں؛ اس کا انجام سب سمجھے ہوئے ہیں مگر اپنے وہم کے
تھوں لچار ہیں - خود میر صاحب کئی راجوں کے متوسل تھے،
اُن کی مروت اور انسانیت کا ذکر کس محبت اور عزت سے کرتے
ہیں - راجہ ناگڑ مل کی شرافت اور وضعداری دیکھئے، جاتوں
کی چیرہ دستی اور مردم آزاری سے آزدہ ہوکر دلیرانہ قلعہ چھوڑ
باہر نکل کر جاتے ہیں تو اپنے ساتھ بیسی ہزار گھروں کو جو انہیں

(س)

کی وجہ سے آباد تھے اور اکثر اُن کے متوسل تھے اور جن میں ہندو مسلمان سب ہی تھے ، ساتھ لے کر جاتے ہیں ۔ یہ وقت خطرے سے خالی نہ تھا ، میر صاحب لکھتے ہیں ” راجہ نظر برخدا کردہ انچھہ لازمہ سردار یست بکار بردہ باہر دو یسر بچراعت تمام سوار شد و بیرون قلعہ آمد چنان ہمت بامداد عربا گماشت کہ ناموس نگرے ہم انجا نگراشت ۔ از لطف دادار بے ہمال و بہ یمن نیت خرب در دو سہ روز مع این قافلہ گراں داخل کاما گشت “ ۔ اگرچہ ملک کی حالت بہت خراب و خستہ اور ابتر تھی ، عام و خاص ، نواب اور راجہ سب خود غرضی میں مبتلا اور ناعاقبت اندیشی میں گرفتار تھے ، مگر پیرانی وضع داریاں برابر چلی جا رہی تھیں ۔ بزم ہو یا رزم ، غم ہو یا شادی ، معاملات ہوں یا مطائبات اُن میں وہ تنگ دلی اور تعصب نہ تھا جس کا جلوہ ہمیں آج کل نظر آ رہا ہے ۔ بد اخلاقی اُن میں بھی تھی ، بد معاملگی اُس وقت بھی تھی ، غداری اور بے وفائی سے وہ زمانہ بھی خالی نہ تھا ، مگر وہ مہا عیب جسے مذہبی تعصب کہتے ہیں ، اُس سے اُن کے سینے پاک تھے ۔

۱۸۔ میر صاحب بڑے مہذب اور بیا وضع شخص ہیں وہ کہیں مذہب کا ذکر یا بحث نہیں کرتے ، تاہم فہمناً بعض واقعات سے اُن کے مذہب اور مشرب کی جھلک بھی نظر آتی ہے ۔ اپنے والد کے متعلق ایک جگہ لکھتے ہیں ” روزے در خدمت شیخ سوال کرد کہ بندہ انچھہ عقائد خود درست کردہ ام بخداست عالی واضح است ۔ اما در حق حاکم شام چہ فرمایند “ ۔ شیخ نے فرمایا ” کہونگا “ کچھ مدت بعد مذہ اندھوڑے محرم خان خواجہ سرے شاہ جہانزی کی مسجد تشریف لائے ، میرے والد کے نوکر وضو کے لگے پاسی لانے کو دوڑے ، والد خود تہجے اور آفتاب تہ لے کر ہاتھ مت دھند نے لگے ۔ فرما نے لگے ” اے غبی متخی میں عمر بھر کبھی اُس کا نہ زبان پر نہیں لیا تہں “ اس کا شکر کس زبان سے ادا کروں ۔ ۔ ۔ والد کہتے تھے کہ س کے بعد سے میں نے بھی اس کا نہ

- کبھی نہیں لیا —

سیدکان اللہ، کس خوبی اور حکمت سے تلقین کی ہے یہ بزرگ شاہ کلیم اللہ اکبر آبادی، میر علی متقی کے پیر و مرشد تھے۔ اور میر علی متقی کا شیخ سے یہ کہنا کہ ”میر نے جیساکے آپ پر ظاہر ہے، اپنے عقائد درست کر لئے ہیں“ شیخ کے اثر کو ظاہر کرنا ہے۔ میر صاحب بھی آخر اسی باپ کے بیٹے تھے، ابتدا سے درویشوں میں تربیت پائی، خود درویش منس واقع ہوئے تھے، اسی لئے ان کا مشرب وسیع اور دل صاف تھا۔ ایک بار کا ذکر ہے کہ جب میر صاحب سادات خاں ذوالفقار چنگ کے پاس تھے تو ایک لڑائی میں وہ بھی ساتھ تھے، لڑائی قصبہ سامر کے پاس ہوئی جو اجمیر سے بیس کوس ہے۔ غرض ملہار راؤ کے بیچ میں پڑنے سے لڑائی موقوف ہوئی، اور صلح صفائی ہو گئی۔ میر صاحب نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی زیارت کے لئے اجمیر جا پہنچے۔ اس ماجرے کو ان چند الفاظ میں بیان کرتے ہیں، ”من پس از صلح برائے حصول سعادت زیارت درگاہ فاک اشعباء خواجہ بزرگ رفتم“ —

۹ - میر صاحب کی وفات کا سال تو صحیح صحیح معلوم ہے، سنہ ۱۲۲۵ھ (۱۸۱۰ع) میں انتقال ہوا، ناسخ نے تاریخ کہی ہے ”راویلا مرد شہ شاعران“۔ لیکن پیدائش کا سال معلوم نہ ہونے سے ان کی عمر کے متعلق بہت اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ آزاد لکھتے ہیں کہ سو برس کی عمر پائی۔ مصطفیٰ اپنے تذکرے میں لکھتے ہیں ”عمرش تخمیناً قریب بہ ہشتاد است“۔ تذکرے کی تالیف کا سنہ ۱۲۰۹ھ، اس حساب سے تقریباً ۹۶ سال ہو تے ہیں۔ جہاں نے ان کی عمر ۸۰ ہی برس لکھی ہے۔ اگرچہ میر صاحب نے اس کتاب میں اپنی پیدائش کا سنہ نہیں لکھا تاہم بعض حالات اور قرائن ایسے موجود ہیں جن سے ان کی عمر اور پیدائش کا تخمینہ سنہ معلوم ہو سکتا ہے —

جب سہد امان اللہ نا (چلپین میر صاحب عم پورگوار

(۷)

کر کے لکھتے ہیں) انتقال ہوا اور رنج و غم سے ان کی حالت بہت نڈھال ہوئی تو ان کے والد ان کو سمجھانے لگے، اس میں ایک یہ فقرہ بھی فرمایا ”کہ ماہ سن! نہ طفل ہالہ، انحصار اللہ کہ دہ سالہ“ - اور اسی سال میر علی متقی کا بھی انتقال ہو گیا۔ گو یا باپ کی وفات کے بعد ان کی عمر دس سال کی تھی یا زیادہ سے زیادہ گیارہ سال کی ہوگی۔ باپ کے سر جانے سے اس چھوٹی سی عمر میں فکر معاش ہوئی جس کی تلاش میں وہ اکبر آباد کے آس پاس بہت کچھ پھرے۔ جب مایوس ہوئے تو شاہ جہاں آباد کا قصد کیا۔ نواب صمصام الدولہ امیر الامرا نے ان کے باپ کے حقوق کا خیال کر کے میر صاحب کا ایک روپیہ روز مقرر کر دیا اور یہ روزینہ نادر شاہ کے حملے تک ملتا رہا، اس جنگ میں نواب صاحب کے مارے جانے سے بزد ہو گیا۔ نادر کا حملہ سنہ ۱۱۵۱ھ میں ہوا۔ اس کتاب کے اختتام پر میر صاحب نے اپنی عمر ساٹھ سال بتائی ہے اور کتاب کی تاریخ اس قطعہ سے نکالی ہے —

مسمی با سمنی شد اے با ہجر

کہ میں نسخه گردن بعالم سمر

ز تاریخ آکہ شوی بیگماں

فزای عدد بست و ہفت ار بران

کتاب کا نام ”ذکر میر“ ہے جس کے عدد ۱۱۷۰ ہوتے

ہیں، اس میں ۲۷ ملاے تو ۱۱۹۷ ہوے۔ اس میں سے ذکر

ساتھ مذہب کئے تو ان کی پیدائش کا سال تقریباً ۱۱۰۷ھ

نکلتا ہے۔ اس حساب سے نادر کے حملے کے وقت ان کی

عمر کوئی پندرہ سال کی سمجھنی چاہئے۔ اس حادثے

کے بعد وہ پھر ٹھہری جاتے ہیں اور جنگ روز اٹھ ماہوں

خان آرزو کے مہمان ہوتے ہیں۔ ایک مدت کے بعد جب

راجہ ناگرمی کے ہمراہ اکبر آباد جاتے کہ اتناں سرتانیے تر

(ص)

لکھتے ہیں کہ تیس سال بعد وطن میں آنا ہوا، یعنی اس وقت اُن کی عمر ۴۵، ۴۶ برس کی ہوگی —

آب حیات میں لکھا ہے کہ مہر صاحب نے دلی ۱۱۹۰ ھ میں چھوڑی لیکن گلشن ہند (اور گلزار ابراہیم) میں اُن کے لکھنؤ جانے کی تاریخ ۱۱۹۷ لکھی ہے اور لکھا ہے کہ اُس وقت مرزا محمد رفیع سودا اس جہاں فانی سے عالم باقی کو سدھار چکے تھے۔ سودا کا انتقال سنہ ۱۱۹۵ ھ میں ہوا۔ میر حسن اپنے تذکرے میں میر صاحب کا حال لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اُس وقت وہ دلی ہی میں ہیں۔ حسن کے تذکرہ کا سند قالیف ۱۱۹۴ ھ۔ عرض لطف ہی کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب لکھنؤ سنہ ۱۱۹۷ ھ میں پہنچے۔ اس حساب سے میر صاحب کے لکھنؤ پہنچنے اور ذکر میر کے ختم ہونے کا ایک ہی سال ہونا ہے اور اس وقت ان کی عمر ساٹھ تھی۔ اب اگر سنہ پیدائش ۱۱۳۷ ھ اور سنہ وفات ۱۲۲۵ ھ تو میر صاحب کی عمر تقریباً ۸۹ برس ہوتی ہے، بہر حال ۹۰ سے زائد کسی حال میں نہیں اور میری رائے میں یہی صحیح بھی ہے —

۱۰۔ ذکر میر ایک نادر الوجود کتاب ہے۔ ہماری زبان میں ایک نہیں بیسیوں تذکرے شعراً کے لکھے گئے ہیں اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے مگر کسی تذکرے میں اس کتاب کا نام نہیں۔ آزاد نے بہت تفصیل سے میر صاحب کے کلام اور تصنیفات کی فہرست دی ہے مگر ذکر مہر کا ذکر اس میں بھی نہیں۔ سوائے ڈاکٹر سپرنگر کے کہ اس نے اپنی فہرست میں ذکر کیا ہے اور کہیں اس کا پتہ نہیں۔ یہ متضاد اتفاق ہے کہ یہ نواب خان بہادر مولوی بشیر الدین احمد صاحب بانٹی مسلم ہائی اسکول اتاوا کے ہاتھ لگ گئی اور اُن کی عنایت سے ہمیں دیکھنی نصیب ہوئی اور اُس کے تخلیق کرنے کا سرتاج ہے۔ میری مولوی صاحب کے اُس لطف و کرم

کا بیحد مستون ہوں۔ یہ نسخہ بہت صاف اور اچھا لکھا ہوا ہے۔ کتابت سنہ ۱۲۲۲ھ (۱۸۰۸ ع) کی ہے یعنی میر صاحب کی زندگی ہی میں لکھا گیا اور کیا تعجب ہے کہ انہوں نے نسخے کی نقل ہو۔ کہیں کہیں مشکل الفاظ اور متواترات کے معنی بھی دئے ہیں جو ہم نے بجز نسخہ چھاپ دئے ہیں، البتہ مضامین کے عنوان اس میں نہیں تھے وہ ہم نے اضافہ کئے ہیں۔ جب پروفیسر محمد شفیع ایم۔ اے وائس پر انسپل اور یڈنٹل کالج لاہور کو، جو علم و ادب کا خاص ذوق رکھتے ہیں، یہ معلوم ہوا کہ میرا ارادہ اس کتاب کے شایع کرنے کا ہے تو انہوں نے مجھے فوراً لکھا کہ ایک نسخہ اس کا میرے پاس بھی ہے، کہو تو بھیج دوں، چنانچہ انہوں نے میرے لکھے ہوئے نسخہ، جسے مستعار عنایت فرمایا جس کا میں بہت شکر گزار ہوں۔ میں نے کتاب کا چھپنا روک دیا اور اتارے کے نسخے سے مقابلہ کرنا شروع کیا اس سے بعض بعض جگہ بہت مدد ملی۔ پروفیسر صاحب کا نسخہ ایسا اچھا لکھا ہوا نہیں ہے جیسا اتارے کا ہے اور ناقص بھی ہے یعنی ایک چوتھائی سے زائد کم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آخری حصہ میر صاحب نے بعد میں بڑھایا ہے، چنانچہ لکھنؤ خانے کا حال لاہور کے نسخے میں مطلق نہیں۔ جہاں کہیں ان دو نسخوں کی عبارت میں اختلاف تھا، اس اختلاف کو ہم نے حاشیے میں (ن) کا نشان کر کے لکھ دیا ہے۔ کتاب کے آخر میں میر صاحب نے کچھ لطیفے بھی جمع کرائے ہیں، بعض پرانے اور تاریخی ہیں اور بعض خود اُن کے زمانے کے ہیں اور پر ٹھٹھ ہیں۔ مگر افسوس کہ بعض ان میں سے ایسے فکس ہیں کہ اُن کو لکھنا یا بیان کرنا ممکن نہیں، اس سے اُس زمانے کا ذوق معلوم ہوتا ہے ورنہ میر صاحب کی تہذیب اور معانت کا کیا کہنا ہے؛ اس وجہ سے نیز اس لئے کہ یہ ایک غیر متعلق چیز تھی ہم نے یہ لطیفے اس کتاب سے خارج کر دیئے ہیں۔

(۱)

اس کتاب کے پڑھنے کے بعد ایک بات کی حسرت رہ جاتی ہے کہ میر صاحب نے اپنے زمانے کی شعر شاعری، مشاعروں اور ہم عصر شعرا کا مطلق ذکر نہیں کیا، حالانکہ اُس وقت اُردو شاعری کا دلی میں خوب چرچا تھا، خود بادشاہ شاعر اور شاعروں کے قدر داں تھے۔ اس کے علاوہ خواجہ میر درد، میر سوز، سودا، میر حسن، میر اثر اور اور بہت سے نامور شاعر وہاں موجود تھے۔ خود میر صاحب اپنے تذکرے نکات الشعرا میں لکھتے ہیں کہ مجلس ریختہ خواجہ صاحب کے ہاں ہر مہینے ہوتی تھی بعد ازاں اُن کے ایما سے میر صاحب کے ہاں ہر مہینے کی پندرہویں کو ہونے لگی۔ حیرت ہے کہ میر صاحب نے بھول کر بھی اس کا کہیں اشارہ نہیں کیا یا تو اسے میر صاحب کا ضبط سمجھنا چاہئے یا یہ کہ یہ چیزیں انہوں نے نکات الشعرا کے لئے اٹھا رکھی تھیں۔ جو کچھ بھی ہو مگر یہ بات ہے بڑے تعجب کی کہ آپ بیتمی میں اسی چیز کا ذکر نہ آئے جو میر صاحب کا سب سے بڑا کمال ہے اور جس سے اُن کو بقائے دوام ہے —

عبدالحق

حہد | حہد بیحد مر سخوروے را کہ یکہ بیت یکتائی او
 بعالم دوید* و ثنائے لاتعد صنعت کرے را کہ گوهر
 معنی در سلک نظم و نثر کشید۔ قادر سخنے کہ ہزار رنگ
 سخن را جلوہ بر+ زبان میدہد+، تعلیم کرے کہ ہر فرد عاجز
 سخن را زبان میدہد، خالقے کہ خلق عالم را نوآزد، ممانعے کہ
 خاک را آدمی سازد، دارندہ کہ بے لطف او نگاہداشتن " خود
 معال است، نگارندہ" کہ صورت نویسی ⊙ او کرا مجال است۔
 علیہ کہ در احاطہٴ علم او ہر مرکب و بسیط این جاست کہ
 "إن اللہ علیٰ کُلِّ شَیْءٍ مخیط"۔ حکیمے کہ دانائے رازہاست، قدیمے
 کہ ہستی او را سزاست۔ رازقے کہ نان دہد، مالکے کہ جان دہد۔
 رحیمے کہ عذر گنہگار نیوشد، کریمے کہ عطا پاشد و خطا پوشد۔
 شمس یک ذرہ از ظہور او، قہر یک شہہ از نور او۔ چیزے
 نیست کہ بے نور او کنی، غرض کہ "اللہ نور السہوات والارض"۔
 ناز او از بسکہ نیاز را دوست میدارد، ہرکہ سر فرود می آرد
 نو مید نہیگنارد۔ آفرینندہ کہ چہا آفرید، و بینندہ کہ

* اے مشہور شد + اے زبان دادن و تعلیم کردن
 † یعنی یاد می دہد § (ن) و " (ن) داشتن
 ¶ (ن) یہ فقرہ نہیں ہے ⊙ نقل نویسی

نہاں ہمہ کس دید۔ ہر چند چرخ کج رفتار باسن کج بازو اما چشم
 دارم کہ روے مرا بر خاک نیندازد۔ زبانی نیست کہ نام او ازو
 نہی آید؛ جانے نی کہ نغمہٴ وصف او نہی سراید۔ خبیریکہ از
 حل ہمہ کس خبر دارد؛ بصیریکہ ہمہ را در نظر دارد۔ نیازے
 باید کہ گلہاے ناز او چینند؛ چشمے شاید کہ تازہ کاری او بینند۔
 فردیکہ بفرود نیت موصوف؛ احدیکہ بوحدانیت معروف۔ رفیعے
 کہ بدرگاہ ار ملک فرود؛ سہیجے کہ الحاح ہر عاجزے شنود۔
 قلم در زبان چہ قدرت دارد کہ کہالات او یک یک برنگارند۔
 مگر او خود را خود ستاید و از عہدہٴ کہلات خود بر آید۔

نعت | فی + الذعت = درود نا محدود بر فصیحے کہ گوے
 فصاحت از میان بردے۔ و تحیات نا معدود بر بلایجے کہ
 بخدا رسید؛ و بخورد نسپردے۔ شاہے کہ از سر تا پا قدر و
 جلال است۔ ماہے کہ زنگ زدائے کفر و ضلال است۔ پیشوائے کہ
 بے اقتدایے از کارے نہیکشاید۔ رهنمائے کہ بے رہنمائی او
 راہے نہی نہاید۔ امیریکہ فرمان او بجان و دل پذیریم؛ و
 دستگیری کہ اگر دست دہد۔ دنبال او گیریم۔ صبیحے کہ
 صباحت او روشنگر آئینہٴ عالم؛ ملیحے کہ ملاحمت او نمک رخسارے
 آدم۔ نگارے؛ کہ خاک زیر پائے او بہاے جانے بہارے کہ سایہ
 رو عام سبز او جہانے۔ یاری گورے کہ چشم معشریان بر شفاعت
 او؛ فی نی ہر دو جہان را کار با عنایت او۔ صلے اللہ علیہ وآلہ

* روے بر خاک انداختن = مذلت نکردن + (ن) 'فی'
 نہیں ہے آ بخود کردن = مغرور شدن (ن) پہلا فقرہ
 دوسرا فقرہ ہے اور دوسرا فقرہ پہلا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد | حمد بیحد مر سخنورے را کہ یککے بیت یکتائی او
 بعالم دویده* و نڈالے لاتعد صنعت کرے را کہ گوهر
 معنی در سلک نظم و نثر کشید۔ قادر سخنے کہ ہزار رنگ
 سخن را جلوہ بر+ زبان میدهد+* تعلیم کرے کہ ہر فرد عاجز
 سخن را زبان میدهد۔ خالقے کہ خلق عالم را نوازند۔ صانعے کہ
 خاک را آدمی سازند، دارفدۃ کہ بے لطف او نگاہداشتن خود
 معال است، نگارفدۃ ۴ کہ صورت نویسی ۵ او کرا مجال است۔
 علیہے کہ در احاطۃ علم او ہر مرکب و بسیط این جاست کہ
 ”ان اللہ علیٰ کل شیءٍ معیط“۔ حکیمے کہ دانائے رازہاست، قدیمے
 کہ ہستی او را سزاست۔ رازقے کہ نان دہد۔ مالکے کہ جان دہد۔
 رحیمے کہ عذر گنہگار نیوشد۔ کریمے کہ عطا پاشد و خطا پوشد۔
 شمس یک ذرۃ از ظہور او قہر یک شہد از نور او۔ چیزے
 نیست کہ بے نور او کنی۔ غرض کہ اللہ نور السہوات والارض۔۔
 ناز او از بسکہ نیاز را دوست میدارد۔ ہرکہ سر فروں سی آرد
 نو مید نہیگندارد۔ آفرینندۃ کہ چہا آفرید۔ و بینندۃ کہ

* اے مشہور نند - اے زبان دادن و تعلیم کردن
 ۴ یعنی یاد می دہد ۵ ان و (ن) دانستن
 ۴ (ن) یہ فقرہ نہیں ہے ۵ نقل نویسی

نہات ہمہ کس دید۔ ہر چند چرخ کج رفتار بامن کج باز آتا چشم
دارم کہ روے مرا بر خاک نیندازد*۔ زبانے فیست کہ نام او ازو
نہی آید، جانے نی کہ نغمہٴ وصف او نہی سراید۔ خبیریکہ از
حل ہمہ کس خبر دارد، بصیریکہ ہمہ را در نظر دارد۔ نیازے
باید کہ گلہاے ناز او چینند، چشمے شاید کہ تازه کاری او بیند۔
فردیکہ بفرمانیت موصوف، احدیکہ بوحدانیت معروف۔ رفیعے
کہ بدرگاہ او ملک فرود، سہیعی کہ الحاح ہر عاجزے شنود۔
قلم در زبان چہ قدرت دارد کہ کہالات او یک یک بر نگارد،
مگر او خود را خود ستاید و از عہدہٴ کلات خرد بر آید۔

نعت | فی + النعت = درود نامعدود بر فصیحے کہ گوے
فصاحت از میان بردے، و تحیات نامعدود بر بلیغے کہ
بخدا رسیدے و بخورد نسیپردے، شاہے کہ از سر تا پا قدر و
جلال است، ماہے کہ زنگ زدائے کفر و ضلال است۔ پیشوائے کہ
بے اقتدایے او کارے نہیکشاید، رہنمائے کہ بے رہنہائی او
راہے نہی نہاید۔ امیریکہ فرمان او بجان و دل پذیریم، و
دستگیریے کہ اگر دست دہد، دنبال او گیریم۔ صبیحے کہ
صباحت او روشنگر آئینہٴ عالم، ملیحے کہ صلاحیت او نیک رخسارے
آدم۔ نگارے، کہ خاک زیر پایے از بہاے جانے بہارے کہ سایہ
رو عام سبز او جہانے یاری گورے کہ چشم محشریان بر شفاعت
او، نی نی ہر دو جہان را کار با عنایت او۔ صلی اللہ علیہ و آلہ

* روے بر خاک انداختن = مذلت نکردن + (ن) 'فی' نہیں ہے، بخود کردن = مغرور شدن، (ن) پہلا فقرہ دوسرا فقرہ ہے اور دوسرا فقرہ پہلا ہے۔

الطیبین الطاہرین کہ ہر یکے امام المؤمنین و شفیع الہند نمین
 است بعد حمد خالق و دود معبود کل موجود و درود نا محدود
 و ثنائے نا محدود بران صاحب مقام معبود۔

سبب تالیف ذہر میر | میگویند فقیر میر محمد تقی الہتخلص
 بہیر کہ دریں ایام بیکار بودم و در

گوشہ تمہائی بیار۔ احوال خود را متضمن حالات و سوانح
 روزگار و حکایات و نقلہا نگاشتم و بنائے خاتمہ این نسخہ
 موسوم بہ ذکر میر بر لطائف گزاشتم۔ اسید از یاران زمان
 آنست کہ اگر بر خطائے اطلاع یابند چشم عنایت بپوشند و در
 اصلاح بکوشند۔

بزرگان من با دار و دستہ خود از
 ذہر میر کا ورود ہند | اور قیام دکن و اکبر آباد
 ذہر میر کا ورود ہند | اور قیام دکن و اکبر آباد
 ذہر میر کا ورود ہند | اور قیام دکن و اکبر آباد

سفر بر بستہ بسرحد دکن رسیدند۔ ناکشید فیہا کشیدند
 و نا دید فیہا دیدند۔ از آنجا وارد احمد آباد گجرات گشتند۔
 بعضے فروکش کردہ از ہم گذشتند و بعضے ہمت بریں گماشتند
 کہ بیشتر بیایند و بازوے تلاش کشایند۔ چنانچہ جد کلان
 من بہ مستقر خلافت اکبر آباد توطن اختیار کرد۔ این جا

من (ن) را نہیں ہے ۔ ن نہ قوم و قبیلہ
 ذہر (ن) از نہیں ہے ۔ ان رسیدہ □ (ن) شدہ
 □ توقع نمودن و ورود آمدن □ (ن) الخلافت

از آب گردش* بر بستر افتاد† و جهان آب و گل را دعا گفت ‡۔
 از و پسرے باقی ماند کہ جد من باشد، او کھر ہمت بری بستہ
 بتلاش روزگار برخواست۔ بعد از استخوان شکنی ¶ بہ فوجداري
 گرد اکبر آباد سر افزاز گشت۔ آدمیانه میزیست، چون سن
 شریفش بہ پنجاه □ کشید، مزاج از اعتدال منحرف شد۔ چند
 روز بتبرید △ پرداخت، هنوز صحت کامل نشده بود کہ بگوالیار
 رفت، بسبب حرکت عذیفی II کہ در نقاھت سم است، بجا افتاد Q
 و جامہ گذاشت۔ و ♂ او دو پسر داشت۔ کلانے خالی از خلل دماغ
 نبود، جوان مرد و حکایت او پس سر شد ‖ —

میر صاحب کے باپ کا ذکر | پسر خورد کہ پدر من باشد، ترک
 لباس کرد و پادمان کشید۔ تحصیل عام
 ظاہر کہ ہے او ○ بعالم معنی رسیدن دشوار است، در خدمت
 شاہ کلیم المہ اکبر آبادی کہ از کُہل اولیایے آنجا بود، کرد۔ و
 از ریاضت ⊙ شاقہ ہے بہ باطن برد۔ در سعی ترک و تجرید
 تصدیح بیحد کشید، و برہنہائی آن بزرگ بہ سر خانہ ¶

* بمعنی اختلاف ہوا (ن) اے تغیر آب و ہوا
 † بیسار شد ‡ ترک کردن (ن) اے رخصت کرد
 § (ن) 'بر' نہیں ہے ' اے محنت بسیار
 □ (ن) سالگی △ (ن) بتمدبیر II دشوار
 Q بجا افتادن و جامہ گذاشتن یعنی محنت، (قیام) کردن و مردن
 ♂ (ن) 'و' نہیں ہے ‖ یعنی فراموش شد
 ○ (ن) آن ⊙ (ن) ریاضات ¶ بمعنی حد معین

درویشے رسید ع :-

پس از خرابی بسیار دل بدست افتاد

جوان صالحے عاشق پیشہ بود، دل گرمی داشت، بخطاب

علی متقی امتیاز یافت -

نقل است روزے در خدمت شیخ
سوال کرد کہ بندہ انچه عقاید خود
درست کردہ ام، بخدمت عالی واضح

باپ کی اپنے پیر سے
گفتگو در بارہ یزید

است۔ اما در حق حاکم شام چه میفرمایند۔ فرمود "خواهم گفت"۔
بعد مدتی آخر شب کہ هنوز کاکل صبح * پریشان نشدہ بود،
در مسجد محرم خان خواجه سرای شاهجہانی تشریف آورد،
غلامان پدر من دویدند، کہ برای وضوے شیخ آب بہم رسانند۔
پدر خود برخاست و آفتابہ بدست گرفت۔ دست و دهن بآب
کشیدہ گفت کہ اے (علی متقی) نام او در مدت العمر
بوزبان من نیامدہ است، زبان ندارم کہ شکر این بجا آرم۔
پدرم میگفت الحمد للہ کہ ازان باز نام او من ہم نگرفتمہ ام۔

روزو شب بیاد الہی می برداخت۔ حق
تعالی روے او را بر خاک نینداخت۔

باپ کی تلقین عشق

چون دماغش میرسید، میگفت کہ اے پسر عشق بورز□:
عشق است کہ درین کارخانہ متصرف است، اگر عشق نہی بود،
نظم گل صورت نہی بست، بے عشق زندگانی وبال است۔ دن باختہ

* یعنی ضبط الاسود □ اے دست و دو شست (ن) کشید و
□ (ن) بوزبان □ رسیدن دماغ بمعنی شگفتہ شدن
(ن) نوار

عشق بودن کھانست، عشق بسازد، عشق بسوزد، در عالم
 هرچہ هست، ظہور عشق است، آتش سوز عشق است* آب
 رقتار عشق است، خاک قرار عشق است، باد اضطرار عشق
 است، موت مستی عشق است، حیات ہشیاری عشق است،
 شب خواب عشق است، روز بیداری عشق است، مسلم جہال
 عشق است، کافر جلال عشق است، صلاح قرب عشق است، گناہ
 بعد عشق است، بہشت شوق عشق است، دوزخ ذوق عشق است۔
 مقام عشق از عبودیت و عارفیت و زاہدیت و صدیقیت و
 خلوصیت و مشتاقیت و خلیت و حبیبیت برتر است۔
 جمعے بر آئند کہ حرکت آسمانہاں حرکت عشقی است، یعنی
 بہطلوب نہمیرسند و سر گردانند :-

بے عشق نباید بود، بے عشق نباید زیست

پیغمبر کذعانی، عشق پسوے دارد

روز حیران کار، □ شب زندہ دار، اکثر روئے نیاز بر خاک،
 مدام مست شوق، و دامن پاک: چہرہ نورانیش رونق افزای بزم
 صبح خیزان، △ آفتابے بود، اما از سایہ خود ہم گریزان۔
 ہر گاہ بخود آمدے، گفتے: کہ اے پسر عالم ہنگامہ پیش نیست،
 باید کہ بدیں II آستین بیغشانی و گرد علائق بر دامن خود
 نغشانی۔ عشق الہی را پیشہ خود کن، روزے در پیش است،
 اندیشہ خود کن۔ ہر کہ اہل است، میدانے کہ دنیا سہل است۔

* (ن) موخر (ن) مقدمہ (ن) حالت (ن) آسمانی

□ (ن) و (ن) و (ن) △ (ن) 'خیزان' نہیں ہے

II (ن) بریں

زندگانی وہمی* است۔ بنابر وہم گذاشتن آب را با ریسہان بستن است و در بند فسحت امل بودن مہتاب بگز پیمودن+ انداز رفتنی داری، بے خبری: آہ نشوی، فکر زانے بکن؟ تا خرج راہ نشوی+۔ روبکسے آر کہ عالم را آئینہ او میگویند، اختیار خود بکسے سپار کہ او را در خون می جویند، اگرچہ مقصود حاصل است، اما طلب شرط است، ہر چند ہمہ اوست، لیکن ادب شرط است۔ (نکتہ) معیت حق با خلق، چون معیت روح است با جسم، ترا بے او وجودے نہ، و او را بے تو نمودے نہ۔ عالم پیش از ظہور عین او بود و بعد از ظہور او عین عالم است :-

□ مشکل حکایتیست کہ ہر ذرہ عین اوست

اما نہی توان کہ اشارت بدو کنند △

باب کی سیرت اور ان کے فصائح

درہ بيش II درویش پرستے، شکستہ دلے، اشتقاق شکستے، نیاز مند، غریبے، در وطن غریبے، وسیع المہرب،

فقیر کامل، چوں آب در ہر رنگ شامل۔ ہر گاہ سرا در بغل کشیدے، و بنظر شفق رنگ کا می سرا دیدے، گفتے کہ اے سرمایۂ جان این چہ آتشی است کہ در دلت نہانست۔

* (ن) وہمی بيش 'کار دیسودہ کردن' (ن) اے بپہودہ

† (ن) بزادے بکس 'یعنی ہلاک نشوی' (ن) اے

تنگ شدن در راہ □ (ن) نکتہ △ (ن) کند

II (ن) درویش و درویش (ن) و (ن) برنگ

Q (ن) من (ن) آتس

و چه سوزیست کہ ترا با جان است - من خندہ میگردم، او
میگریست، قدر نشناختم تا میزنیست - مردے بود، بحال خودی*
کسے را بار دوشے نشدے -

یکے بعد از نھاذاشراق روعے توجہ بہن آورد و مرا سرگرم بازی
یافت - گفت اے پسر زمانہ آن سیال است یعنی بسیار کم فرصت،
از تربیت خود غافل مشو: درین راہ نشیب و فراز بسیار
است، دیدہ دیدہ برو -

نشان پایے تو فرد حساب زندگیست

قدم شہودہ درین کہنہ خاک دان بردار

این چہ بازی است کہ اختیار کردہ، و چہ ناہمواریست کہ
برخود! ہموار ساختہ، محو کسے شو کہ بلا گردان رنگین
رفتن او آسہانہا رفتہ آن باش کہ قربان ہر آن او دلہا و
جانہا. غمناک لب لے باش کہ ہمیشہ بہار است، آن سادہ □ شو
کہ یک پرکار است - و در آسہان دو رنگ درنگ ندارد،
بشتاب، فرصت غنیمت شہار، و خود را در یاب -

صورت متبرکش، معنی مجسم، در تمام عالم اجسام یک
آدم موقرے کہ عنان اختیار از دست خود ندادہ - متقئے کہ
چشم نامحرمہ بر دست و پائے △ نیفتاد، اگر میدیدے میگفتے
کہ شاید ماک و این عزیز) سر از یک گریبان بر آوردہ اند

* یعنی محو حال (ن) اے وارفتہ حال خود

† (ن) 'بسیار' نہیں ہے (ن) 'خود' نہیں ہے

‡ (ن) اے والد و عاشق □ (ن) اے غبار △ (ن) او

٤ کنایہ از انصاف

الطیبین اطہرین کہ ہر یکے امام المؤمنین و شفیع الہند نمین
 است، بعد حمد خالق ودود، معبود کل موجود و درود نا محدود
 و ثنائے نا محدود، بران صاحب مقام محدود۔

سبب تالیف ذکر میر | میگوید فقیر میر محمد تقی المتخلص
 بہیر کہ دریں ایام بیگار بودم و در

گوشہ تنہائی بیار۔ احوال خود را* متضمن حالات و سوانح
 روزگار و حکایات و نقلها نگاشتم و بنائے خاتمہ این نسخہ
 مرسوم بہ "ذکر میر" بر لطائف گذاشتم۔ امید از یاران زمان
 آنست کہ اگر بر خطای اطلاع یابند چشم عنایت بپوشند و در
 اصلاح بکوشند۔

بزرگان من با دار و دستہ خود از
 نا مساعدت ایام کہ صبح در این
 اوقات شام می نہاید از حجاز رخت

سفر بر بستہ بسرحد دکن رسیدند۔ نا کشید فیہا کشیدند
 و نا دیدنیہا دیدند۔ از آنجا وارد احمدآباد گجرات گشتند۔
 بعضے فروکش کردہ □ از ہم گذشتند و بعضے ہمت بریں گماشتند
 کہ پیشتر بیایند و بازوے تلاش کشایند۔ چنانچہ جد کلان
 من بہ مستقر خلافت △ اکبرآباد توطن اختیار کرد۔ این جا

* (ن) 'را' نہیں ہے (ن) 'ان' بہ قوم و قبیلہ
 † (ن) 'از' نہیں ہے 'ان' رسیدہ □ (ن) شدہ
 □ توقف نمودن و فرود آمدن △ (ن) الخلافت

از آب گردش* بر بستر افتاد† و جهان آب و گل را دعا گفت‡۔
 از و پسرے باقی ماند کہ جد من باشد، او کھر ہمت بری§ بستہ
 بتلاش روزگار برخواست۔ بعد از استخوان شکنی¶ بہ فوجداری
 کرد اکبر آباد سر افراز گشت۔ آدھیانہ میزیست، چون سن
 شریفش بہ پنجاہ□ کشید، مزاج از اعتدال منحرف شد۔ چند
 روز بتبرید△ پرداخت، ہنوز صحت کامل نشدہ بود کہ بگوالیار
 رفت، بسبب حرکت عنیفی∩ کہ در نقاہت سم است، بجا افتاد∩
 و جامہ گذاشت۔ و∩ او دو پسر داشت۔ کلانے خالی از خلل دماغ
 نبود، جوان مرد و حکایت او پس سر شد∩۔

میر صاحب کے باپ کا ذکر | پسر خورد کہ پدر من باشد، ترک
 لباس کرد و پادمان کشید۔ تحصیل علم
 ظاہر کہ بے او∩ بعالم معنی رسیدن دشوار است، در خدمت
 شاہ کلیم الہ اکبر آبادی کہ از گھل اولیایے آنجا بود، کرد۔ و
 از ریاضت∩ شاقہ پے بہ باطن برد۔ در سعی ترک و تجرید
 تصدیح بیحد کشید، و برہنہائی آن بزرگ بہ سر خانہ∩

* بمعنی اختلاف ہوا (ن) اے تغیر آب و ہوا
 † بیسار شد ترک کردن (ن) اے رخصت کرد
 ‡ (ن) 'بر' نہیں ہے " اے محنت بسیار
 □ (ن) سالگی △ (ن) بتمدبیر ∩ دشوار
 ∩ بجا افتادن و جامہ گذاشتن یعنی مکث (قیام) کردن و مردن
 ∩ (ن) 'و' نہیں ہے ∩ یعنی فراموش شد
 ∩ (ن) آن ∩ (ن) ریاضات ∩ بمعنی حد معین

درویشے رسیدے ع :-

پس از خرابی بسیار دل بدست افتاد

جوان صالحے عاشق پیشہ بود، دل گرمی داشت، بخطاب

علی متقی امتیاز یافت -

فعل است روزے در خدمت شیخ
سوال کرد کہ بندہ آنچه عقاید خود
درست کردہ ام، بخدمت عالی واضح

باپ کی اپنے پیر سے
گفتگو در بارہ یزید

است۔ اما در حق حاکم شام چه میفرمایند۔ فرمود "خواهم گفت"۔
بعد مدتی آخر شب کہ هنوز کاکل صبح* پریشان نشده بود،
در مسجد محرم خان خواجه سرای شاهجہانی تشریف آورد،
غلامان پدر من دویدند، کہ برای وضوے شیخ آب بہم رسانند۔
پدر خود برخاست و آفتابہ بدست گرفت۔ دست و دهن بآب
کشیدہ+ گفت کہ اے (علی متقی) نام او در مدت العمر
بزبان+ من نیامدہ است، زبان ندارم کہ شکر این بجا آر۔
پدرم میگفت الحمد للہ کہ ازاں باز نام او من ہم فگرفته ام۔

روز و شب بیاد الہی من پرداخت حق
تعالیٰ روے او را برخاک فینداخت۔

باپ کی تلقین عشق

چون دماغش میرسیدہ+ میگفت کہ اے پسر عشق بورز□:
عشق است کہ درین کارخانہ متصرف است، اگر عشق نہی بود،
نظم کل صورت نہی بست، بے عشق زندگانی وبال است۔ دل باختہ

* یعنی ضبط الاسود | اے دست و روشست (ن) کشید و

| (ن) بزبان | رسیدن دماغ بمعنی شگفتہ شدن

□ (ن) نواز

عشق بودن کمالست، عشق بسازد، عشق بسوزد، در عالم
 هرچہ هست، ظہور عشق است، آتش سوز عشق است* آب
 رفتار عشق است، خاک قرار عشق است، باد اضطراب عشق
 است، موت مستی عشق است، حیات ہشیاری عشق است،
 شب خواب عشق است، روز بیداری عشق است، مسلم جہال
 عشق است، کافر جلال عشق است، صلاح قرب عشق است، گناہ
 بعد عشق است، بہشت شوق عشق است، دوزخ ذوق عشق است۔
 مقام عشق از عبودیت و عارفیت و زاهدیت و صدیقیت و
 خلوصیت و مشتاقیت و خلیت^۱ و حبیبیت برتر است۔
 جمعے بر آند کہ حرکت آسمانہا، حرکت عشقی است، یعنی
 بہطلوب نمیبرسند و سرگرد آند۔

بے عشق نباید بود،^۲ بے عشق نباید زیست

پیغمبر کنعانی، عشق پسرے دارد

روز حیران کار، □ شب زندہ دار، اکثر روئے نیاز بر خاک،
 مدام مست شوق، و دامن پاک: چہرہ نورانیش رونق افزای بزم
 صبح خیزان، △، آفتابے بود، اما از سایہ خود ہم گریزان۔
 ہرگاہ بخود آمدے، گفتے: کہ اے پسر عالم ہنگامہ پیش نیست،
 باید کہ بدیں II آستین بیغشانی و گرد علائق بر دامن خود
 فشنانی۔ عشق الہی را ہمیشہ خود کن، روزے در پیش است،
 اندیشہ خود کن۔ ہر کہ اہل است، میداند کہ دنیا سہل است۔

* (ن) موخر،^۱ (ن) مقدم، (ن) حالیت، (ن) آسمانی

□ (ن) و (ن) و △ (ن) خیزان، نہیں ہے

II (ن) بریں

زندگانی وہمی* است۔ بنابر وہم گذاشتن آب را با ریسہاں بستن است و در بند فسحت امل بودن مہتاب بگز پیہودن۔ انداز رفتنی داری، بے خبر! آہ نشوی، فکر زائے بکن! تا خرج راہ نشوی۔ رو بکسے آر کہ عالم را آئینہ او میگویند، اختیار خود بکسے سپار کہ او را در خود می جویند، اگرچہ مقصود حاصل است، اما طلب شرط است، ہر چند ہمہ اوست، لیکن ادب شرط است۔ (نکتہ) معیت حق با حلق، چوں معیت روح است با جسم: ترا بے او وجودے نہ، و اورا بے تو نمودے نہ۔ عالم پیش از ظہور عین او بود و بعد از ظہور او عین عالم است :-

□ مشکل حکایتیست کہ ہر ذرہ عین اوست

اما نہی توان کہ اشارت بدو کنند △

دربیش II درویش پرستے، شکستہ دلی، مشتاق شکستے، نیاز مند عجب ہے، در وطن غریبے، وسیع المشرب،	باپ کی سیرت اور ان کے نصائح
---	-----------------------------

فقیر کامل، چوں آب در ہر رنگ شامل۔ ہر گاہ مرا در بغل کشیدے، و بنظر شہقت رنگ، کاشی سواہر دیدے، گفتے کہ اے سرمایۂ جان این چہ تھے است کہ در دلت فہانست۔

* (ن) وہمی بیس کار دیہودہ کردن (ن) اے بیہودہ

ب (ن) بزادے بندس، یعنی ہڈک نشوی (ن) اے

تنگ شدن در راہ (ن) نکتہ △ (ن) کفد

II (ن) درویش و درویش (ن) و (ن) بزرگ

و (ن) من (ن) آنس

و چه سوزیست که ترا با جان است - من خذک میگردم' او
میگریست؛ قدر نشناختم تا میزبست - مردے بود بحال خودی*
کسے را بار دوشے نشدے -

یکے بعد از نماز اشراق روے توجه بہن آورد و مرا سرگرم بازی
یافت - گفت اے پسر زمانہ آن سیال است یعنی بسیار کم فرصت
از تربیت خود غافل مشو؛ درین راه نشیب و فراز بسیار
است، دیدہ دیدہ برو :-

نشان پائے تو فرد حساب زندگیست

قدم شہرہ درین کہنہ خاک دان بردار

این چه بازی است کہ اختیار کردے؛ و چه ناهمواریست کہ
برخود ہموار ساختے - محو کسے شو کہ بلا گردان رنگین
رفتن او آسمانہا رفتے؛ آن باش کہ قربان ہر آن او دلہا و
جانہا - عندایم اے باش کہ ہمیشہ بہار است؛ آن سادے □ شو
کہ یک پرکار است - و در آسمان دو رنگ درنگ ندارد؛
بشتاب فرصت غنیمت شمار؛ و خود را در یاب -

صورت متبرکش معنی مجسم در تہام عالم اجسام یک
آدم مؤقرے کہ عنان اختیار از دست خود ندادے - متقے کہ
چشم نامحرم بر دست و پائے Δ نیفتان اگر میدیدے میگفتے
کہ شاید ماک (این عزیز) سر از یک گریبان بر آورده اند

* یعنی محو حال (ن) اے وارفتہ حال خود

+ (ن) 'بسیار' نہیں ہے + (ن) 'خود' نہیں ہے

□ (ن) اے غبار Δ (ن) او

کئی (ن) اے واللہ و عاشق

() کنایہ از انکاد

و رفتگان ہم پائے استقامت باہن خوبی کم فشردہ اند*
 باخلاق سنجیدہ، متصف باوصات حمیدہ، طبعش مشکل
 جانش درد مند، مژگان نم، حال درہم —

نقل ست یک روز سرکن پر
 بخانہ در آمد، کہنہ داہے فشتہ
 برد؛ کثت اے داہ امر: ز بسیار گرسنہ
 ام؛ طاقت صبر ندارم اگر پارہ فانی

لاہور کا جانا اور ایک
 ریاکار درویش کی
 ملاقات

بہم رسد زندہ میمانم - او گفت فقدان اسباب است - باز گفت
 گرسند ام - داہ برخاستہ رفت روز بذل آرد و روغن آورد تا
 فان پہزد - ابن بار بے طاقتی بسیار کرد، داہ بے داغ شد
 و گفت کہ صاحب این فقیر نیست، ابن جانز را دخلی نیست -
 گفت اے داہ تو با دل جمع فان پہز، من برائے دیدن درویش
 بہ لاہور میروم ☒ و سالیکہ از گریۃ شبش لکہ ابرترے شدہ
 بود، برداشت و پا براہ گذاشت - چون داہ دید بے مزہ △ شد
 میروہ دویدہ ○ و گریہ کنان در دامن آویخت ہبچ فائدہ نکرد،
 ناچار آہے بر آئینہ ریخت II - ہرجا کہ فروں می آمد رزاقیت
 خدائے کریم کار میگرد - بعد از چندے بد لاہور رسید و آن درویش
 ریاکار را دید، بر کنار رود خانہ کہ بہ "راوی" شہرت دارد
 نشستہ می ماند و عالمی را باب میرا ند: بنام خفشان نمود

* (ن) 'اند، نہیں ہے + (ن) بر + مقطرب
 ☒ ماما (ن) اے مزہ ☒ (ن) و ملاقات کردہ می آیم
 △ (ن) اے داہ داغ ○ (ن) دوید ○ آب بر آئینہ ریختن رسمست
 از قہد شگون یعنی رونده رون و نیاید ○ یعنی فریب می دان

مشہور ہوں۔ چند الفاظ زبان داری ہر زبان داشت، نا فہمے چند کہ نہی فہمیدند پیش او خط بہ بینی میکشیدند۔ گفت کہ من تائید دین معہد علیہ الصلوٰۃ والسلام میکنم، بے حقیقتان مرا مغوی میدانند۔ پدرم ہر آشفت و گفت کہ اے بے تہ دین پیغمبر ما محتاج تائید ہمچو توے نیست، فہمیدہ بگو کہ اینجا شمشیر در میان است، مبادا کہ کشتہ شوی۔ آخر در اول ملاقات صحبت بے مزہ* شد۔ بتوش روی تہاسی از آنجا برخاستہ در تکیہ فقیرے شب گزرانید۔ چون صبح سفید شد آن سیہ گلیم از در معذرت در آمد۔ پدر من گفت کہ حالا سوئے ندارم، دیروز سفید گفتمہ ام† اسروز سفید تر خواہم گفت۔ چون پردہ از روے کار برخاست بے لطف است، برو سر خود گیر، نشود کہ بدہن ہا افتی‡۔ ہر چند از عرق خجالت تر آمد؟ اما بسیار از آب بد ہر آمد۔ وقتیکہ آن آ مجلس بے لطف ہر شکست () —

دفعۃً این عزیز بار سفرے کہ نداشت توکلت علی اللہ ہر بست و در عرصۃ دہ دوازده △ روز از کروراہ ()

بشاهجہان آباد دہلی رسید و بخنہ قہرالدین خان پسر شیخ عبدالعزیز عزت کہ دیوان صوبہ بود و قرابت قریبہ داشت

شاهجہان آباد دہلی
میں آفا

- * (ن) قروتی (بے مزہ) † بے پردہ گفتمہ ام
‡ بدہن افتادہ رسوا می شود () یعنی شرمندہ شد
(ن) خجالت (ن) صحبت بے مزہ پاشیدہ شد و
() یعنی تمام شد △ (ن) دوازده نہیں ہے
() بمعنی راہ

رحل اقامت انداخت. عزیزان شهر هجوم آوردند و باعث ^{تلاش} تمام آب بدستش ریختند* - آن مرد را که شراب عشق از هوش برده بود، اگر نشستم بے خود نشستم و اگر برخاستم چون مست سر انداز بر خواستم، مستانه و بیخودانه حرف سر کرده، دم جانسوزش آتش شوق بر کرده† - بسیاری دست ارادت بدست او دادند، اکثرے بتثیر نگاهش از پا افتادند، غسالهٔ وضوے او از کمال رسوخ میگریفتند و به بیماران شهر میدادند، هر که میخورد به می شد. از بس گریستی، گریه اش در گلو گره گشتی، ناله که از دلش سر بر زدے - از آسمان گزشتے - آوازه در افتاد که درویشے باین حالت رازک شهر است. امرا التماس ملاقات نمودند قبول نکرد که من فقیر و شما امیر، میان من و شما نسبت نمی گذجد. امیرالامرا صمصام الدوله نظر بر حق سابق باز آغاز کرد که مرا از دلالت دیدار محروم نباید گذاشت، اگر از لطف اشاره رزق این رو سیاه داخل صحبت رؤسفیدان شود. تبسوس کرد و گفت برای ملاقات مناسبت شرط است، امید که معذور داری و بحال خودم را گذاری. چون از کثرت خلق تنگ شد، دل شب، برخواست، و بعد از نماز تہجد از شهر بدر زد. هر چند در تلاشش، نفس سوختند، اما بگرد او فرسیدند، و نقش پانچیکه نشان از و دهد، ندیدند. (لمصنفه)

* کفایه از خدمت کردن † یعنی مشتعل نمودن
 ‡ (ن) 'ببر' نہیں ہے † نصف شب ‡ (ن) تلاش

بیابان کار کے گہرے فاک تنگ

کہ عیسیٰ از سر سوزن* برون شد

در دو سه روز به بیابانہ کہ سه منزلے اکبر آباد شہریست
قدیم و آبادی شرفاست، غریبانہ وارد شد، و بیکسانہ بر در
مسجدے نشست —

(حکایت) سید پسرے، لالہ رخسارے،
خوش پر کارے، † بنظر در آمد، چشمے
چرانده و از جذبہٴ (کاملاًش بسوے
خود کشید، تغیرے در احوال آن

باپ کی نظر حقیقت
اثر کا ایک نوجوان
پر اثر خاص

غیرت پری راہ یافت، چون پدیدار † بے ہوش افتان و سر
در پالے این دیوانہ رش نہاد - عزیزان فہمیدند کہ حال پسر
کہ دگر گونست، از تاثیر نظر دروش جگر خون است -
گفتند، "رحمے بر حال این جوان کن" - دم آجے طلبید و
دعای برو سمید - چون آب از دلو فرو ریخت ♀، آن پسر
بخود آمد و معتقدانہ زانو زدہ ☒ گفت، "اگر چندے مہمان
من باشند و قدمے کہ بردارند، بر چشم نیاز مند گذارند، عین
بندہ نوازیست؛ و گرنہ در عالمے کہ حضرت تشریف دارند،
ناز پیش نہی رود، کہ آنجا بے نیاززیست" - فرمود کہ

* از سر سوزن برون شدن کنایہ از راہ مشکل گذار بآسانی رفتن

+ سر † سینہ بر آمدہ جوان ‡ نما می کرد

(ن) جذب † بمعنی دیوانہ ♂ (ن) کہ، نہیں ہ

♀ (ن) رفت ☒ بمعنی دو زانو

”در عالم دوستی مضایقه ندارد - اما من * بسریا نشستہ ام +
 فردا رفتنی در پیش دارم - حاضران گفتند ”ما تابع مزاجیم“
 مبالغہ کردن سوء ادبست، لیکن این قدر هست کہ اگر بخانہ
 این پسر تشریف شریف ارزانی فرمایند، و چیزے تناول
 نہایند، دور از عنایتے نخواهد بود۔“

چون پاس عزت اکابران آنجا منظور داشت، گفت ”قبول
 است، اما خاطر فقیر گاہے شاد و گاہے ملول است، کسی متعرض
 احوال نشود۔“ گفتند ”چہ یارا، و کرا گوارا، اگر خلات مزاج
 بہ ظہور آید، این سعادت بشقاوت گر آید۔“ غرض کہ آن
 جماعت بخانہ پسر برد و این مرد ہم آنجا چیز خورد - اتفاقاً
 همان شب شب † کہ خدائی او بود، پارے از شب گذشتہ، با
 کہ خدایان شہر پیش آمد و گفت ”اگر حضرت ہم قدم رنجہ
 فرمایند و رونق بزم عروسی فرایند، موجب سر بلندیت۔“
 گفتا ”مبارکست - اما افسوس کہ خدائی مانع خدا
 پرستیست ○“

شادی کی مذمت | (فائدہ) اے عزیز نہیدانی کہ لفظ
 داماد، مرکب است از دام و کلمہ آن،

کہ فارسیان بر اے نسبت آرنده، از عالم آبان و نوشاک: یعنی هر
 کہ کدخدا شد، گرفتار دام بلا شد: من مردے ام وارستہ، و چون

* ان (ن) من، نہیں ہے + آماد، رفتنی † (ن) شب
 نہیں ہے ○ (ن) ا دسی است ‡ (ن) می آرنده

برق ازین دامگہ جستہ، سرا باین کارها چہ کار؛ برو کہ آمد
 درین امر فاجار است، بندہ نیز در ابتدای جوانی از شراب
 عیش مست بودم، آخر غیر از خمار کہ رنجیست* حاصلے
 قدیدم؛ چون خدای عزوجل ازین گرفتاری رها ٹیم دان،
 خون را بمسہار † دوختم و بسان شمع بر سر یک پا سوختم؛
 اکنون تودہ خاکسترے بیش نیستم، دل کجا کہ ہوس انگیزد،
 دماغ کوکہ فقیر بہر تہاشا برخیزد۔ ازین مشعلہا کہ ہمراہ تو
 اند، ہوس قتیلہ می آید۔ تو کہ غزالے عجب است، کہ رم
 فہمی کنی، اگر فہم درستی داری، بکنہ این فکتہ برس کہ ”اللہ
 بیس باقی ہوس“ —

الحاصل آن پسر بخانہ عروس در آمد
 و این فقیر لاژ بالی از شہر بر آمد۔
 در مدت یک و فہم روز بہ اکبر آباد
 رسید، و با دل جمع در خانہ خود وا کشید۔

نوجوان کی وارفتگی
 اور بیوی سے بیزارگی

(حکایت شوق) وقتی کہ آن جوان گل
 رخسار و آن سرو قد رو رفتار، آگاہ شد،
 کہ درویش دل آگاہ شد عروس را
 بخانہ آورد و آنجا آب ہم نخورد،

میرو علی متقی کی تلاش
 میں نوجوان کی
 سرگردانی

یعنے ہمان دم اشک ریزان، اقتان و خیزان، سر بصحرا نہاد و قدم
 در تلاش او کشاد۔ ہر کرا در راہ میدید، احوال درویش می پرسید،
 گاہے این طرف، گاہے آن طرف می شتافت۔ پا سبزے ‡ کہ ازو

* (ان) کہ رنجیست، نہیں ہے † یعنی محکم ‡ یعنی راہبر

نشان دهد، فی‌اقت، ناچار آه از جگر برکشید و گفت ای خضر
 راه چون من نابلدی رو نه‌ای تو هر طرف سرگردانم، از طرفی
 بر آ، از خاک برگرفته باشی، اگر بدین افتادگی دستگیری
 نمائی، گنجی یافته باشم. اگر در این خرابه به نظر درائی،
 جیبی که گل درو می انداختم. چایست؛ سربکه بر باش فاز
 داشتیم. برو خاکست: رحمی که پائے رفتنم کوتاهی همی کند
 لطفی که جز آوارگی کسی همراهی نمی کند، وقت است از لطف
 بی پایان در یاب، حورشیدی، آخر بر ذره خود به تاب، چه واقع
 شد که آسودگی از من رو بتافت؛ چه پیش آمد که آوارگی
 مرا دریافت. (له‌صنغه)

سخت در کار خویش حیرانم

چه بدن خورد من نمی دانم

چون گرد باد وحشت آماده ام، سگراز طاق دلت افتاده
 ام. هر چند از کم پائے خود در آزارم، اما هنوز سر توقع
 میخارم؛ گر بدشتم، آوارگی را غم دور بکھسارم سنگداعم: رحسارم
 که بر گل تر، نوا خوانی کردی، از تاب آفتاب تفسیده،
 چشمم که بر غزال سیاهی زدی، قریب به سفیدی رسیده.
 تو آفتابی، و من سایه افتاده، تو سوار دولتی و من پا
 پیاده: از هر غباری که بلند می شود، منتظر تو می باش:
 چون بچشم نمی آئی، ناچار از ناله گلو میخراشم: تو تمام

* یعنی فراموش شده ام . یعنی امید دارم . - بمعنی

کفایه کردن " فخر کردی = یعنی امید کلاب

اجزای یعنی کاملی، از حد غافلان چرا غافلۃ - ناله می کشید
 و راه میرفت، گاہے می ایستاد و گاہے میرفت - کہ ناگاہ پیرے
 از پس پشت رو نہوں و زبان بہ لطف و نرمی کشوں کہ
 ”اے جوان کرا میجوئی و اینہا چیست کہ می گوئی، علی متقی
 در اکبر آباد است، برو دست پا چہ مشرے“ - چون این مؤدہ
 بگوش او رسید، دلے کہ در سینہ قرار نہی گرفت، تسلی گردید۔
 قدم بہ آرمیدگی در راہ نہاد، لب بہ ادائے شکر الہی
 کشاد —

شب در میان داخل شہر مذکور نہد	نوجوان کا گروہ پہنچا کر باریاب ہرنا
نشان جوین، نام پیرسان، رسید و بقدمیوس مستعد + گشت - اشک	

شادی برخسارہ او کہ رنگ مہتابی داشت، دوید، رنج نا کامی
 براحت حصول کامی کہ در خیالش نبود، انجامید۔ درویش جگر +
 ریش، نظارے برجھانش کرد کہ ہمان نظر پاک صاحب کھانش
 کرد: لطفے فرمون، کہ بہ تحریر نہی دناجد، داندھی کرد، کہ بہ
 گفتن راست نہی آید۔ سرش در کنار کشید، و از لطف بے اندازہ
 پرسید کہ ”اے میر امن الدہ! بسیار در آب و آتش؟
 بودی، یعنی گرم و سرد زمانہ آزمودی، غم جدائی اقران نخواستھی
 خورد، خانہان من خانہان تو، من و غلامان ہمہ از آن تو، خذکی
 کہ طرفہ دریائے بجوئی خویش بستہ، شادیکہ چون سرو دان

* یعنی مضطرب مسو - (ن) مستعد + (ن) دل

۶ (ن) آتش و آب

بالا زده برجسته باید که در جمع کنی، و دروازه را بر روی خود کشی، چندے بخود فروری تا خدا را سوع خود کشی —

(فائده) بشنو که وقت دخواه است،
و نکته ها در راه؛ جامه که عبارت از
جسم باشد، عاریتی است، لباس عاریت
را پاک باید داشت و جان را که اشارت

دنیا فانی اور جسم
فائدار ہے۔ اس پر
ارشاد موشد

با تست، در بند این و آن نباید گذاشت (لهصغه)

پاس جان کن تن ندارد اعتبار
قالب خاکی مزارے بیش نیست

خود را مبین و در خود کامل کن، نظر بر خدا دار و
توکل کن، نیازے بهمرسان که نیاز دوام بکار نمی آید؛
گداخته شو که دل بیگداز کاری نمی کشاید۔ بخود سپردن*
عیب است، کارها را بخدا سپار، و از خود زبون ترے را،
هم بدست کم بر مدار، غرور بد نهود است: زینهار زینهار از و
رو بگردانی، مشق نیازے کن که بدل چسپیدنی بهمرسانی تا
توانی علائق را بر گردن خود میند، بعبت خود را زیر این بار
مپسند، دل از نقش غیر به پرداز، تا خانه را رفت وروب نه کنی
قابل مہمان نشود، با موافق ونا موافق بساز تا آدم اخلاق پیدا
نه کند، افسان نشود۔ رفتگی۔ با همه کس کن که همین مذهب
درویش است؛ چون غریبان بسر بر، که رفتنی در پیش است:
عالم پرسگا هیست آنجا رسم دیر ماندن نیست: عالہیان

ماتھیمان اندہ برائے تسلی ایشان دمے بایست؛ این دشت خوفناک
 است، این جامار و مور* بعصا راہ میروند، در فکر زاد رہ باش
 کہ قافلہ ناگاہ میروند۔ خواہی کہ صحیح بر آئی، ازین بیمار
 خانہ آب حکیمانہ بخور، طعام پرهیزانہ —

فقرا اور غذا کا فرق
 و امتیاز

(نکتہ) فقیر آنست احتیاج بہ چیزے
 کہ داشتہ باشد فدا شدہ باشد، و غنی
 آنکہ مہلکت عدم بغیر از خود
 گذاشتہ باشد۔ فقر بہا سی افتد ”الد غنی وانتم الفقراء“۔
 بدانکہ درین چہن یک گل تر است اما بہ ہزار رنگ جلوہ گر
 است؛ یعنی یکے است دلدار و جلوہ ہا بسیار۔

معشوق در حقیقت گر بنگری یکے است
 ہر کس بہ جلوہ دل خود شاد سی کند

یکے را بہ بین و یکے را بدان
 یکے را بجو و یکے را بخوان

دوئی کجاست ز نیرنگ احوالی بگذر
 کہ یک نگاہ میان دو چشم مشترکست

برو چیز بخور و بخواب، کہ از گرد راہ رسیدہ، پارا
 بفرارغت دراز کن کہ معنت بے حد کشیدہ۔ بہ غلامے اشارت
 کرد کہ بالش نرم زیر سرش بگذار و خود را در ہیچ وقت
 از خدمت او معاف ندارد —

* کنایہ از جائے خطرناک + (ن) ’از‘ نہیں ہے
 † (ن) ’باشد‘ نہیں ہے

حاصل که آن عزیز بفریاد دل می ماند
و پدرم برادر عزیزش می خواند؛
صبح و شام بخدمت درویش آمده،
و کسب کمال کرده - یک لحظه از

نوجوان کی تکمیل
ریاضت و شهرت، عروس
نوکى دق میں وفات

مراعات خاطر او غافل نهی بود، هر روز درے از مقامات
درویشی بر رخس می کشود - به اندک مدت فقیر کامل شده، کارش
بجای کشید که اگر چشمک زدی، عجائبات نمودے و اگر
آستین افشانده، کرامت ظاهر شده - آقران او چون خبر
یافتند، مشتاقانه از وطن شتافتند - همسرش برنج باریک*
مبتلا گشت و بعد از چندے ازین عالم در گزشت -

القصة آوازہ درویشی این مرد بلند شده، خلق برو گرد آمدند؛
عزالت گزید و در ملاقات مردم مصلحت ندید - چون سالے برین
بگذشت، پدرم گفته فرستاد که اکنون در فیض بروے عالمیان
باید کشاد - شام که از حجره خود بر آمد، باند ازیکه ملک تر آمد،
درویش را سلام داد و در قدم افتاد، گفت اے سید عجب
سکه درست - مردی که سکه بزر کردی - هوس آدم را سگ
روے بیخ (X) می نهاید، و نفس سرگن (O) سر شخ (S) توسنگ
قناعت بر شکم بستنی و تهننا بر تهننا سکستی - ع
این کار از تو آید و مردان چنین کنند

* یعنی دق ٢ یعنی وضع مضبوط ٣ کاو خوب
سر انجام کردن (X) یعنی مضطرب (O) فتنه ٤ سرکش

من دران آیام هفت ساله بودم با خودم مانوس ساخت و در گریبانم انداخت، یعنی با مادر و پدرم نگذاشت و بغر زندی خویشم برداشت؛

میر صاحب بعمر هفت سالگی اورنوجوان کی رفاقت و محبت

لمحہ از خود جدایم نمی کرد، و بناز و نعم می پرورد۔ چنانچہ روز شب با او می ماندم و قرآن شریف، به خدمت او می خواندم —

(نقل) روزے برائے سیر جمعہ بازار رفتہ بود، نظرش

بر پسر روغن فروشے افتاد، جوان چرے * بود۔

دل از دست داد، پائے ثبات کہ داشت از پیش رفت، یعنی تاب نیاورد و از خویش رفت۔ چون روئے دل † ازوندید، دست بدل ‡ برگردید۔ ہر چند

نوجوان کامل کی نظر معرفت اثر کا اثر ایک لڑکے پر

به ضبط خود می پرداخت، اما دل بیتاب باونہی ساخت۔ دست بر دوش غلام داشتے تا قدم بر زمین گذاشتے۔ بدین سان راه می رفت، با خود می گفت، اے عزیز! کسے این چنین بد می بازو کہ تو باختی؛ و خود را رسوائے کوچہ و بازار ساختی۔ یا آن عنان داری، یا این بے اختیاری!۔ حرکتے کہ تو کردی، از طفلی نشود، راهے کہ تو رفتی، کورے نرود۔ دل ہمچو چیزے فبود کہ کسے تواضع طفل تہ بازار کند، دل تغثہ کسے شدی

* دولتمند + یعنی التفات † یعنی بے قرار
(ن) بر دل نہادہ

که در آفتاب گرم * بیرون نیامده؛ وارفتہ + شخصی
 گر دیدی که در پیئے دل گامے نرفته - این چشم گریاں تر شود،
 گوئی که منتظر بود، همین که دید بدل چسپیدہ- و این دل
 طپان تو گردن ههانا که بهانه می جست، همین که دیدہ من
 باشد، طپیدہ - چشم را تا کے نگه دارم، از دل تا کجا خبر دارم
 در جوانی چشم نه کشودم، اکنون پر افشانی نهودم ۱) اگر خود
 راجح می کنم دل از طپیدن قیامت می انگیزد، وگر بضبط می
 پردازم، اشک سیلاب سیلاب میریزد - حیرانم که چه سازم و چه
 تدبیر نهایم، تا این گره سخت از کار خود کشایم، چاره بجز
 توجه پیر ۲) نمی بینم، هر چه بادا باد، میروم و می نشینم -
 بهمان حالت تباہی، در دیدہ اشک، و بر لب آہی، نزدیک بنہار
 شام، دست بر دوش غلام، در صحبت درویش آمد - حاضران
 برائے او جا کشاند ۳) - اشارت کرد، تار صدر مجلسش جا دادند -
 گفت که اے برادر کجا بودی؟ امروز دیر تر روی نهودی -
 عرض کرد که برائے سیر جمعہ بازار رفته بودم، فرمود مگر نه
 شنیدہ بودی (لمصنفه)

مستمند عشق میدانند که سواد می کند

دیدن طفلان ته بازار رسوا می کند

برو، از تاریکدان خود تا هشت شبانه روز بیرون میا، و سر
 این داستان زینهار مکشا - حق تعالی کریم است، شاید که اورا

* از خانه + یعنی عاشق + یعنی علاقه پیدا کرد

۱) تقلید جوانان کردن ۲) (ن) درویش ۳) یعنی تعظیم کردند

بیارد و ترا عزیز نگہدارد —

لڑکے کی بیبتابی و
سراسیمگی

اتفاق چنین افتاد، کہ ہنوز یک ہفتہ
نشده بود کہ شامگہ آن ماہ دو ہفتہ
از منزل خود برآمد و بے تاب بر دکان

فشست۔ پا دکافتے * استادہ ہوں، پرسیدہ چہ حال داری کہ امشب
برنگ دیگر بنظر می آئی، و بیقرار تومی نہائی؟۔ گفت حالتی
کہ می کشم، نہی توانم برزبان آورد، اما ترا آشنا میدانم، اگر باتو
گفته شود مضائقہ ندارد۔ امروز روز ششم است کہ درویشی
ازین راہ می گذشت، چشمش بر عنائی من افتاد، ساعتی بخود
فرورفتہ باستاد، من کہ پیش خود برپا بودم، ملتفت نشدم،
ناچار دم سرن، ازدل گرم بر آورد و رفت۔ حالیا صورت او از
نظرم نہیرون، و خیالش از خاطر من محو نہیشود؛ اگر بیدارم
شوقش نہی گذارد و گر در خوابم چشم بر نہی دارد۔ چہ سازم
و دل را بچہ پردا زم؟۔ نامش از کہ پرسم، نشانش از کہ جویم،
ره را بکجا بوم، غم را بکہ گویم؟۔ گفت، آن درویشی است
فام بر آورد، مردے است بخود نسپرد، خلقے بر آستانش
رو نہاد، عالمے دست ارادت باوداد، برادر خورد علی متقی
کہ مشہور آفاق است و در زیر این سقف منقش طاق۔
آستانہ او کہ خاکش تبرک میبردند بیرون شہر پناہ متصل
عیدگاہ است، ہمراہ من بیا و از بند غم برآ۔ غرضکہ آن مرد

کم بغل* جوانرا بحضرت پدرم آورد - حقیقت حال شنیده گفت
 که آخر عشق بے پروا حیف+ بے پروائی گرفت - ایها بغلامے کرد
 کہ برو، و با برادر عزیز بگوید کہ بیا، مطلوب تو ترا
 می جوید - هر گاه این اشارت معالبشارت بآن جگر خسته،
 در بروے خود بسته، رسید، دست افشان و پایے کوبان از
 کلبهٔ احزان بیرون دوید - نخستین سر نیاز را بیایے بوس
 پیر بر افراخت - آن گاه دست شوق در بغل جوان انداخت، یعنی
 بکام دل در بر کشید و آن نخل مراں را بهراں خود دید - پیر
 هر دو را دست بسر کرد تا بطور خود بنشستند † - چون صحبت
 در گیر شد و سر حرّت و ا، درویش گفت کہ اے جوان رعنا! من
 فقیر ام و دل بے مدعا دارم؛ وابستهٔ زلف خود ام، فغواهی
 دانست، خدا داند کہ سر رشتهٔ دل در کجا بند است؛ و این جان
 سراپا، خواهش، بر اے چه آرزو مند - زینهار برخود نه جنبی ‡
 و حرّت بسر زلف □ نونی، مبادا کہ افسوس کنی - درویشان
 اگر چه از دائرهٔ سپهر واژون بیرون اند، اما ایشان را بیک
 پرکار نهیگذارند؛ یعنی احوال ما مردم مختلف است - برو کہ
 رنجے کشیده باشی - گفت کہ رنجے کشیدم لیکن گنجے یافتم -
 جاروب کشی این آستان را شرف می دانم - اُسید کہ محروم
 نه گذاری و چشم لطف از من برداری - هر صبح می آمد و
 می نشست، کمر خدمت بر میان جان می بست -

* کم مایه + بمنی از مقام † (ن) بنشینند و باهم گپ زنند
 ‡ (ن) همه † یعنی مغرور نشوی □ یعنی نه از سخن نکتی
 ؛ یعنی بیک طور نمی گذارند

یکے درویش در حالتے نشستہ بود، جوان بسر وقت او افتاد، جوان عزیزش خواند و برابر خود بہ نشانہ - نظرے در کارش کرد، کہ بکام دل رسید - و بہمان لقب شہرہ عالم گردید - اکابران شہر عزتش می کردند، مریدان خاص رشک برو می بردند - آخر برو حالتے طاری شد کہ بے دہل * رقص میدان معنی شد آرے، چون نظر درویشان اثر می کند، خاک ناچیز را زر می کند —

(حکایت) درویش جگر ریش یعنی
 عم بزرگوار، در ہفتہ یک بار، برائے
 دیدن فقیرے ”احسان اللہ“ نام

میر صاحب کے چچا کی
 ایک درویش سے عقیدت

کہ بادشاہ خود بود، می رفت - چار دیواری سیم گل † کردہ -
 بکمال پاکیزگی، در بند دیوارہائے بلند، مشہور بہ تکیہ فقیر،
 آن طرف عید گاہ اکبر آباد، داشت - بر دروازہ آن دل برشتہ -
 این دو مصرع بزر نبشتہ :-

خاطر آسودہ خواہی راہ آمد شد بہ بند

چاک در پیراہن دیوار از دست در است

ہو کہ در او را میزد و آواز می داد، خودش می آمد و لب
 بہ جواب می کشاد کہ احسان اللہ در خانہ نیست، زود برو،
 این جا مالیت —

* بے دہل رقص کنایہ از پہلوان زبردست

† یعنی سفیدی

یکے عم من قصد دیدن او کرد و مرا
 همراه برد۔ چون نزدیک بہ دروازه
 رسید، ہمان جواب شنید، یعنی
 احسان الہ درخانہ نیست۔ این مرد

میر صاحب چچا کے
 ساتھ اُن بزرگ کے
 ہاں جاتے ہیں

گفت، اگر احسان الہ نیست، امان الہ است۔ خندید و در را
 وا کرد۔ جوانے دیدم، شیر اندام، خورشید سوار، ہیبت حق از
 جہتہ او نمودار؛ چادر یزدی بر سر، آفتابی در کمر، چشم سرخش؛
 آب چشم از عالمے گرفتہ، شیر از عشق الہی بر درش خوابیدہ،
 مضافہ بہ میان آمد۔ در سایۂ اراک * بے تاک بنشستند و
 احوال ہم دیگر گرفتند۔ گفت کہ اے میر امان الہ من کہ در
 بروے خود کشیدہ ام، آدمی باب صحبت نہ دیدہ ام، دل ترا
 بسیار میخواید، تا نہی آئی میکاہد۔ بارے این پسر از کیست؟
 گفتا، فرزند علی متقی و * گریبان انداختہ عاصی است۔
 فرمود کہ این بچہ هنوز سوزہ بال است †۔

درویش کی پیشین گوئی | اما چنیں معلوم سی شود کہ اگر بخوبی
 پر بر آورد، بیک پرواز آن طرف
 تر آسہان خواهد رفت۔ باین بابا بگو،
 میر صاحب کے حق میں

بدیدان درویشان ہمت بر گہارد کہ ملاقات ایشان برکت
 بسیاری دارد۔ پارۂ نان خشک در آب تر کردہ بخورد من ۱۵۰
 طعمایے باین لذت نخوردہ بودم۔ هنوز ذائقہ من بیاد او خمیازہ
 می کشد و مزہ او فراموش نہی شود۔

* بمعنی درخت پیلو - (ن) و در † یعنی نو بر آوردہ

پند و موعظت درویش | (نکته) گفت که اے یار عزیز! معرفت
الہی، غزال وحشی، این صحرائے

پر غبار است؛ و جسم آدمی مرکب و جان او شہسوار، اگر صید
شد، از ضایع شدن مرکب چہ میرون، و گر مرکب رو بعدم کون
و آن صید ہم رم کون، حسرتے دست بہم میدہد کہ عذاب الیم
تر از و نباشد۔ عذاب قبر عبارت از ہمین حال است —

(موعظہ) بیا و بگذر از غرور و هوس، نفس شوم سگیست
ہر زہ مرس؛ * اگر بگفتہ او راہ رفتی، بریسمان او بچاہ
رفتی، † و گر بخود کشی ‡ از خود بگذری، راہے بسر کوچہ
آدمیت بری۔ نادان قباحت طول امل را در نہی یابد، عاقل
از پئے خون ریسمان نہی تابد —

(نکته) آسمان خیمہ شب بازی است، اشکال عجیب و
صور غریب ازین پردہ برون می آیند و می روند۔ ابن آمدن
و رفتن باختیار شکل و صورت فیست، سرشتہ کار بدست
دیگرے هست۔ دل بدنیا نہ نہی کہ دنیا زان بے حفاظیست ○
چون پدر از میان میروند، ہم بستر پسر می شود۔ کسافیکہ
اہل سیرت اند و غیرت دارند، مطلقاً روے توجہ باین نہی
آرند۔ (حرفہای فقیرانہ) شیخان ربائی، از راہ خود نہائی،
باین عہر کوتاہ کہ تا چشم بہم میزنی، بپایان می رسد،

* بمعنی رس و ہرزہ مرس بمعنی ہرزہ گرد —

† یعنی بسبب او بچلا گرفتار شدی ‡ جہد بلوغ

○ یعنی دشمنی خود نمیکند ○ یعنی بے شدم

خر خود را چه قدر دراز بسته اند* و در چار دیواری عناصر، که عبارت از دنیا باشد، و از سر او زود باید برخواست، چون خشت چسان مربع نشسته اند، بمعنی بے خبر و بظاهر هوشیار اند، یعنی از ته کار خبر ندارند، خلوت با صفای ایشان، سراسر کدورت است - ملاقات با چنین مردم، چه ضرورت است - شایسته صحبت آن بینوایان برگ بندند که بار سایهٔ درخت هم بر خود نمی پسندند؛ یا آن فقیران برهنه تن اند که با خدا در یک پیرهن† اند؛ یا آن پهلوانان فطعی پوش اند که در جهاد نفس اماره می کوشند؛ یا درویشان جگر ریش، بیگانهٔ یار و خویش، سرهای فیاز بر خاک، چون آب روان پاک، شیران این آجام، ☉ خون دل آشام، بگردند و نمیجوشند، سیل اند و نمی خروشدند؛ خاک شویان سر کوچهٔ صحبت، نهد سویان بیابان وحشت، بندگان با خدا واصل، دورگردان نزدیک بدل، دل داده گان جلوهٔ یار، خاک اُفتاده گان سایهٔ دیوار، آشنایان بصر حقیقت، مجردان بادیهٔ طریقت؛ آوارگان بمنزل رسیده، آفتاب از سایهٔ شان دمیده؛ خاک نشیمان بر فلک رفته، عزلت گزینان نام گرفته؛ ☉ آشفگان دشت سهر و وفا، غنچهٔ خسپان گلزار حیا؛ سنگ سخت بالین سر، علامت شیدائی در بر، سنگ بر شکم بندند و فداوند، نان خود را بر شیشه نهالند؛ △ طعام لذیذ اگر دست دهد، بسوی

* یعنی مغرور اند † یعنی متعهد اند ☉ بسعنهٔ بوشه

☉ یعنی مشهور △ یعنی حریص نیستند

او نگرایند، نان جوان* را بنان خورش پیر تناول نمایند؛
 طرفه زرد رخساراند، نام برگشته بیهارانده؛ مزاج غیوری
 دارند، برای دیدن کسی که می میرند، بسوی او نمی بینند -
 در سر غرور دارند تا تیغ ناز معشوق نه نشینند، از پا نمی
 نشینند - محبوب حقیقی که متحد با اویند، از کمال شوق روز
 و شبش میجویند - جنگ آوراند که به هفتاد و دو ملت
 سر بسر کرده اند؛ کیهیا گرانند که خاک ناچیز را هزار بار
 زر کرده اند - متصرف این کارخانه درویشانند، یعنی هر چه
 هستند، همین ایشانند - آنچه خواهی دست بدعا افراشته
 میدهند، یعنی حاصل هر دو جهان دست برداشته میدهند -
 سخن درویشان بگو، همت ازیشان بگو تا باشی ازیشان باش
 (یعنی ازان درویشان باش) راه در بای نگر دار حقیقت که
 قفل است؛ کلید آن زبان ایشان، سجاده بر آب افکندن و بے
 اندیشه رفتن تصرف درویشان -

چون شام خلدید گفت ای یار عزیز! نماز مغرب رسید،
 اگر چه دل نمی خواهد که ترا دل دهم اما پیش از غروب
 آفتاب و طلوع که وقت خضوع و خشوع است، نمیتوان نشست؛
 برو، سلام من بعلی متقی خواهی رسانید - دست بسر کرد
 و در را بر بست - عم من از آنجا که آمد پیش پدرم رفت
 و سلام فقیر گفت - هر دو دست را بسر برد و فرمود که دیدن

* نان گرم + یعنی صلح کرده اند † یعنی راه بسته است
 ○ یعنی شام شد ○ یعنی رخصت کند

احسان اللہ را احسان اللہ باید شہود و میوقته باش و سلام من
 فیروز می گفتہ باش۔ روز چہارم دست مرا گزرتہ باز بدرش رفت
 و دستک زد؛ آواز داد کہ در خانہ نیستم۔ گفت، اگر نیستی
 بارے کیستی کہ بخانہ آشنای من جا گرفتہ؟ - خندہ کرد و در
 را گُشاد۔ سعادت عجیبی دست بہم داد، یعنی * سخنان فخر
 شنیدیم، و لطف بسیاری ازو دیدیم۔ گفت کہ اے یار عزیز
 عشق از روزے کہ مرا بر کار بستہ است + و نقش محبت
 درست در نام نشستہ، ہیچ چیز اینجا بچشم من نہی آید و
 دل مطلقاً بدنیا نہی گواید۔ تجرد پیشہام، بے اندیشہام، اگر
 عالمے برہم خورد؛ جمعیت خاطرہم پرا گندہ نشود۔ و اگر آسمانے
 بر زمین بیفتد، دالے کہ دارم، از جا فرود۔ ہر گاہ چشم می بندم،
 فظو بروے کسی می کشایم، کہ از گل صد پردہ نازک تراست
 یعنی از نگاہ کرم رنگ می بازد، چون سر بگریبان فرو
 می روم، تہاشائے دلبرے می شوم، کہ جلوہ او از برق ہزار
 مرتبہ شوخ تراست۔ یعنی دمے بادلم نہی سازد۔ محشر خرام من
 اگر خرامد، عالمے تہ و بالا گردن۔ بلند بالائے من، چون قد بر
 افرازد، قیامت برپا شود۔ خاک راہ او شو کہ سران را تاج
 سر گردی، پائمال او باش کہ سرمہ چشم اہل نظر شوی۔ دالے
 بہرسان کہ او پسندد، جانے پیدا کن کہ باو پیوندد۔ دست
 بدست بہ از خودی دہ کہ ازین راہ، این راہ دور دست
 بدست † است † † زینہار دست بر سردست منہ کہ چون دست

* (ن) بسے + یعنی مرا مقرر کردہ است † یعنی نزدیک

‡ (ن) آید † یعنی بے کار مپاش

و پاخشک شوند ، راه پست است —

(فکته) اے یار عزیز! مرگ عجب استحاله ایست کہ در پیش است ، از خصمانہ خود غافل مباش ، یعنی خود را بہ چشم دشمن بہ بین کہ دوستی ہمیں است- حال جان ہشیار ، بعد مفارقت بدن ، حال مستی است ، معشوق در گذار ، چون آنجا تجدد امثال نیست ، پس از روزگار دراز ، آن مستی کہ عبارت از لوٹ دنیا بانند ، زایل شود ؛ دفعتاً ذوق وصل را در یابد- و اے بر حال جان نا آگاہ کہ ازین عالم دور افتد و بآن عالم نسبت نداشته باشد ، متاسف بہاند ؛ ہمیں دو حال را عارف دوزخ و بہشت میخواند —

(موعظہ) اے یار عزیز! دل اگر درد خور است در خور است ، غم اگر دل خور است ، شایستہ تر است ؛ دل معززون سی جویند نہ شایستہ طرب ؛ جان درد ناک میخوانند نہ درمان طلب ؛ روے نیاز بسوئے او آر کہ بے نیاز است ، کارها را بہ او سپار کہ کار ساز است ؛ پارا در دامن کش و توکل کن ، سر را بگریبان انداز و قائل کن ؛ اگر جان بہ نیاز آید عنقا است ، دل اگر گداز شود ، کیمیاست - (لہ صنفہ)

مدعا فایاب و راه جستجو دور و دراز

پا بدامن ہمنشیں ناچار میباید کشید

(فکته) اے یار عزیز آن معشوق یکتا پیرهن ، بہر رنگے کہ میخواند ، جامہ سی پوشد- گاہے گل است و گاہے رنگ ، جائے لعل است و جائے سنگ ؛ بعضے از گل دل خوش سی سازند ، برخی با رنگ عشق میبازند ؛ جمعے لعل را معتبر

سیدانہ، جماعتی سنگ را خدا سی خوانند- ہشیار! کہ این مقام منزلة الاقدام است، چشمے باید کے بر غیر او را نشود؛ دلے شاید کہ از جائے خود نرود، دشمن و دوست ہبہ از اوست کہ دلہا در تصرف اوست؛ ہدایت و ضلالت ہر دو مظهر اویند، مست و ہشیار ہبہ اورا میجویند- معراب از ابروے او پیدا آمد، میخانہ از چشم او ہویدا شد؛ مناجاتیان عبادت و طاعت کزیدند، خراباتیان جام برسر کشیدند؛ در معراب بہ اقامت خم باید شد و در شیرہ خانہ * با حال در ہم؛ یعنی مراعات ہر شان لازم؛ و پاس ہر مرتبہ واجب —

(فکتہ) اے یار عزیز! ہستی واجب محتاج برہان نیست۔

ہر کہ بر حق دلیل سی گوید

بچراغ آفتاب سی جوید

ہمیں کہ آفتاب بر آمد، روز شد، اگر مالکے درمیان نباشد، فلک بیفتد، جبل نہ ایستد، خور قتاید، مہ نشتابد، آتش نسوزد، ہوا نہ سازد، ابر نبارد، برق فتازد، آب نرود، گیاہ نشود، گل نہ سد، چمن نخندد، ٹہر نہاید، شجر نہاید۔ حق سبحانہ تعالیٰ را کہ کریم سی گویند، نظر بر غلبہ این صفت، سررشتہ بندگی از دست نہاید داد، کہ آنجا صاحبے است؛ وقتے کہ سی نوازند، خاک را آدمی سی سازد۔ دسے کہ بہ بے نیازی پروردازند، آدمی را خاک۔ پیغمبر ما کہ در شان اوست "اولاک لها خلقت الافلاک" تہام تہام + تہام تہام خواندے

* یعنی میخانہ + (ن) تمام ہمیں ہے —

و این همه ایستاده ماندے کہ قدم مبارکش آساس بہم رساندے۔ کسافیکہ میدیدند، می گفتند یا رسول اللہ چرا کار را بر خود تنگ گرفتے؟ تو انی کہ عالمے را از بند غم و ا رھاندی۔ متبسم شدے ، و فرمودے ، چه باید کرد ، عالم بند گیسٹ۔ عزیز من! نسبت بندگی و صاحبی بسیار نازک است بندگی پیش آر کہ از روئے صاحب شرمندگی نہ کشی —

سخن این جا رسانیدے بود کہ جلو دارے از صوبہ دار شہر رسید و نیاز او التماس نہودے ، گفت کہ نصرت یارخان برائے قدمبوس می رسد۔ فرمود

صوبدار شہر کا ملاقات
کو آنا اور اُس کو
نصیحت

کہ خرش باشد، ہر چند دھن ملاقات فقیران ندارد، اما مرا از روئے او شرم می آید کہ بارها بر گشته رفتہ است ، اگر این بار ہم بزود، خدا داند کہ باز ملاقات شود یا نشود۔ چوں بدروازہ رسید، از قیل فرود آمدے، دویک بسعادت پا بوسی سر بر آسماں رسانیدے پنج اشرفی نذر گذرانیدے گفت کہ ” خوش آمدی و صفا آوردی “۔ عرض کرد کہ زہے طالع من کہ بخدمت شریف رسیدم، و روئے مبارک را بکام دل دیدم۔ چہں روے دل از فقیر دید، رو انداخت، کہ گاہے بہ نگاہے این روسیہ را باید نواخت۔ گفت کہ دل قوی دار کہ روئے تازه داری؛ یعنی خدای عزوجل ترا اینجا بر روئے کار آورده است، اغلب کہ آنجا ہم رو سفید بر آئی۔ شکرانہ این نعمت، رو انداختگان را بنواز یعنی رو از

سنگ و آہن مدار و روئے ایشان بر خاک مینداز؛ از خدا رو *
 دار و بر خود مچین؛ † در کار غربا روئے کسے مبین ‡، زینہار کہ
 از بے کسان رو نقابی، مبادا کہ در عرصات رو نیابی ♪۔ حالا
 برو کہ یار عزیز شیشہ جان و فاذک مزاج است و من در پاسداری
 این مرد لاعلاج۔ صوبہ دار چون غریبان خاکسار پارہ رو بر
 زمین مالیدہ آستانہ فقیر را بکمال اعتقاد بوسید و رفت۔

درہمان حال پسر خوانندہ سادہ روے سرغولہ موئے، عودے رنگے، سیر آہنگے۔ طنبور بردوش، حلقہ زر در گوش از آن راہ گذشت۔ نظر فقیر بر	ایک گویئے لڑکے کا آنا اور درویش کو زہر دینا
---	---

آن افتاد، اختیار دل بدستش داد، بعم من گفت کہ ” این را
 بخوان و بنشان “۔ چون آن پسر آمد و نشست، خود بخود این
 شعر آمدہ، قتلان را در دو گاہ کہ پردہ ایست مشہور و بیگاہ
 میخوانند، بر خواند —

بیاکہ عمر عزیزم بجستجوئے تورفت
 ز دل نرفتی و جانم ز آرزوئے تورفت

فقیر را تواجد دست بہم داد و حظ بسیارے برداشت۔ گفت
 اے عزیز امشب پیش فقیر بہان و چیزہارا کہ میدانی بطور
 خود بخوان۔ التماس نہود کہ سعادت و بر جان منت۔ چون شام

* یعنی شرم دار + یعنی غرور مکن † یعنی رعایت
 ‡ کسے مکن ♪ یعنی عزت نیابی

قریب بود، مارا رخصت کرد و در را بر بسته بیاد الهی به نشست - شنیده شد که فقیر قصد نماز خفتن * نمود، اشرفی‌ها را زیر بالین گذاشت - خواننده سید دل دید و بعد از ساعتی به بازار رفت، کاسه شیرے درو زهر داخل کرده آورد و بهبالغہ پیش از پیش بخورن فقیر دل - بهجور خوردن شیر حالش دگر گشت، دست و پا زدن آغاز نمود، یعنی زهر کار گر افتاد - آن بے چشم و روئے نا درست اشرفیها را گرفت و گریخت - نصف شب آہ آہ دلخراش فقیر خواب از چشم همسائیکان برداشت - مضطرب دویدند، چنان در پردہ گلیم شب پنهان شد کہ به نظر کسی نیامد - چون شب بسر دست آمد، چشم فقیر بطاق افتاد و جان شیریں را بتلخی تھامی دل - اعیان شهر افسوس کنان، پشت دست گزان بر جنازہ او حاضر شدند، و موافق وصیتش در تکیہ فقیر بخاک سپردند - ہنوز آن مکان زیارت گاہ عزیزان ست - (لمصنفہ) —

فلک زین گونه خون بسیار کرد است

عزیزان را بسے آزار کرد است

آسمان خم تنک + عشوہ ہائے لاجوردی دارد، و ناز

ہائے ہر مزی: ہر روز با خاک افتاد گان می ستیزد، ہر شب

فتنہ تازہ می انگیزد - کسی را بزہر ہلاہل ہلاک می سازد،

و کسی را بہ تیغ ستم بخاک می اندازد - مستان شوق را باید

کہ از گردش این ایمن نشوند، تا سخت نخورند از جائے خود
فرود —

<p>(حکایت) عم مرا ذوق صحبت درویشان و شوق دیدن این جگر ریشان بیشتر بود۔ روزے از شخصی</p>	<p>بایزید درویش کی ملاقات</p>
---	-----------------------------------

شنید کہ درویشے بایزید نام، متصل سرائے گیلانی، کہ بنایش
سیلاب بہ آب رسانیدہ ہوں، در یکے از حجرہ ہائے او، کہ چون
دل عاشقان ہزار رہ دارد، افتادہ میباشد، دیدنی است۔ چون
از و نشان درویش یافت، دلش را آرزو گرفت و ہمہ
چیز از فکر افتاد۔ مرا از سر وا کردہ، بسرعت تہام
رفت۔ حوانے دید، بلند بالا، با کھال استغنا، ملکہ وارن
این عالم، فی نی عزیز تر از جان آدم، بالش از سنگ، بستر از
خاک، ہر ساعت مہیای ہلاک، شکستہ دل و کشادہ رو، برشتہ
جان و فتیلہ مو، دلدادہ، خاک افتادہ، خود را بخدا سپردہ،
راہے بکام دل بردہ، اگر خوش چشمے از پیش او رفتے، بالائے
چشمہ ابرو نگفتے، با کسے بر نخوردے، بہ بے کسی بسر بردے۔
چشم را اکثر اوقات بستہ میداشت و دل را بے یار حق
نہی گذاشت، فان را برغبیت ندیدے، آب را از گلو بریدے۔
باریک بین و مشکل پسند۔ در لباس قلندران برگ بند۔
پرسید کہ چہ نام داری، و از کجائی؟ درد مند و عاشق پیشہ
می نہائی!۔ گفتا، ”این جائیم و میرا من الدہ نام دارم۔“
گفت بنشین کہ با تو دمسے چند خوش برارم۔ می گفت کہ

چون زبان باژی* بمیان آمد، سر کرد کہ اے عزیز راہ ہا بریدم،
 رنجہا کشیدم، از خود رمیدم، در کوچہا دویدم، چون ابر ایستادم،
 چون برق افتادم، عہرے سرگردان شدم، مدتے دل پریشان شدم،
 چندے با چشم تر گشتم، آوارۂ دشت و درگشتم، شبہا نغفتم،
 روزہا نغفتم، دست در دامن امیران زدم، سر بر دروازۂ
 فقیران زدم، تا آن شوخ چشم را بر من گذرے افتاد و بحال
 دگر گون گشتہ من نظرے کرد :-

دیر بر سر آن غزال دور گرد آمد مرا

از طپیدن ہاے دل پہلو بدرد آمد مرا

اگر سی خواہی کہ در زمرۂ سختی کشان او باشی، باید
 کہ دل از آہن و جگر از سنگ تراشی—

با یزید کے کلمات پند | (سخنان غریب) اے عزیزاگر آن محبوب
 سراپا ناز پیش چشم است، بہشت
 جاوید: و اگر از نظر رفت، ہمان دوزخ عاشق نا امید- بدانکہ
 سر کلافہ پیدا نہی شود، یعنی بر ما ہیچ ہویدانیست - نہیدانم
 کہ زاهدان ریاضت پیشہ چہ در سر دارند و بے خودان شوق
 آن مست سرانداز از کہ خبر- جمعی را خلش خواہشے، جماعتے
 را کاوش کاششے، کسانیکہ حق شناسند متبرا از امید- و یاسند،
 عزیزانیکہ نا خدایند، دلدادگان رضایند: جان عاشقان را کہ
 بتلخی کاراست، خون ایشان شیرین بسیار است- رنج را بر
 خود گوارا کن تا شایان راحت شوی: کار را بسیار با خود

تنگ بگیر تا بفراغت روی- دل برداشتن ازین عالم خوب است؛ اگر معرفت حق میسر نشود، اینهم خوبست- عمارت دنیا در گر دیدنی* است، بنای این بر وهم گذاشته اند؛ طاق آسمان فیلی افتادنی است در هوایش معلق داشته اند- اگر به مقصود رسیدنی خواهی، در دل راه کن، هرچه از دست کوه خدمت بر آید، لنگ کن؛ اگر آشنای دریائی، ته دار حقیقت نمی توانی شد؛ بارے بر کران باش، یعنی اگر دفعتماً بر مردن خود قادر نیستی، آمادهٔ دان جان باش- خود را از قید دیر و مسجد و رهان؛ یعنی با خدا باش و در همه جا بهمان—

(فائده) عارفان دو گروه اند؛ مردم یک جماعت نقش دیوار اند؛ گوئی که زبان ندارند- یعنی حیران تازه کاری آن صنعت گر پرکار اند؛ دیده اند؛ آنچه دیده اند؛ فهمیده اند؛ آنچه فهمیده اند- مردمان جماعت دیگر را چون بادام، زبان مغز دار است؛ یعنی هر یک زبان دان چشم سخن گوی دلدار است هر گاه شرح طرز دیدن او می کنی؛ هزار رنگ لب می کشاید؛ کیفیت مژگان بهم رونش بصد زبان ادا می نماید؛ چنانچه کمالات آن مست ناز از حد شمار افزون؛ کلمات این بے اختیار هم از حیز بیان بیرون- اول صحبت بود زود برخاست؛ رنج فقیر زیاده برین نخواست پیش پدرم آمد؛ و احوال او همگی بیان نمود- و گفت :-

هر گلی را رنگ و بوے دیگری است

درویشان اهل بخیه؛ کجا بهم می رسند؛ اکثرش می دیده باش-

* یعنی خراب شدنی + یعنی هم مشرب

یکے بعد از نہاڑ پیشین، قصد دیدن او کرد و سرا همراه برد۔ درویش به عنایت تھامس بر خواند، رو باروے خود به عزت بنشانند۔ چون خوردن سال بودم، روبہ عم من کرد و کلاہ از سرم برداشت، یعنی متفحص احوال شد۔ التھامس فہود کہ فرزند علی متقی است۔ گفت چه پرسیدنت، پدر این بابا مردیست کلان کار، دانائے اسرار، خورشید آسمان، درویشے مشہور جہان، جان درویشی، دریائے است کز و گوہر تر بیرون می آید۔ ما فقیران، کنار خشک داریم، از ما چه می کشاید۔ اے پسر! بعد از نیاز من خواہی گفت کہ کوتاہی از شوق بے پایان نیست، شکستہ پائے کوچہ نمی دہد، وز بخت کم مدد نیز گذر نیست،[†] می خواہد کہ ازین خرابہ سر بیرون نہ نہد، تو قلندر مضبوط الاحوال، من بہ نسبت تو کوچک ابدال، در حق چون من بے سرو پای بشرط مساعدت وقت دعائے۔ طرح سخن بطور دیگر انداخت، عم بزرگوار را مخاطب ساخت۔ کہ اے عزیز ہمہ گوش شو و سخن فقیران بشنو۔

(نکتہ) عبادت ما برائے ما ست۔ آنجا خدائی ست کرا پروا ست؛ طاعت ما این ہمہ نیست کہ بر خود بچینم و برو تکیہ کردہ بنشینم؛ اگر بپذیرند، احسان بہشت[‡] کنند، ما بندہ ایم ور بحساب نگیرند، جز این نمی توان گفت کہ

* کنایہ از افلاس † یعنی رضانیست

‡ یعنی احسان کلی کنند

شرمندہ ایم، اینکہ نفس ترا چیزے قرار دادہ شومی محض
 است، چون خوب بکنہ خود رسی، محرومی محض؛ آن سرو ناز
 مائل رنگین رفتن خود است و جلوہ او بہزار رنگ سر گرم آمد و
 شد؛ چہ گہان بردہ، چہ قرار دادہ، چہ خیال کردہ، بچہ دل نہادہ؟
 گاہے گل در آب می افگند*؛ گاہے گل بر سر خاک میزند+،
 زینہار کہ دل شکنی کسی نہ کنی و سنگ ستم بر شیشہ نرنی۔
 دل را کہ عرش می گویند، ازین راہ است کہ منزل خاص آن
 ماہ است :-

نیازارم ز خود هرگز د لے را
 کہ می ترسم دروجاے تو باشد

(نکتہ) اے عزیز آن محبوب محبت دوست است، یعنی
 با عاشقان سرے دارد و با آن بے پروائی بحال ایشان نظری؛
 چون مراقب میگردند، در دل جلوہ گر است، چون چشم
 می بندند، در پیش نظر۔ از ہر دریکہ می خواهند می آید،
 بہر رنگے کہ می جویند، رو می نہاید؛ انقباض و انبساط وابستہ
 بحال ایشان است؛ اگر خوش می شوند، گرفتگی ازین چہن
 میروہ، و گر محزون می گردند، غنچہ وانہی شود؛ اما طور
 ایشان از راہ و روش بیرون، معشوق در آغوش و نالہا ہہہ
 خون؛ گاہے متفکر، گاہے متحیر، قرار نہیگردند۔ تسلی نہی شوند۔
 خدا داند کہ از خدا چہ می خواهند، خواہشے ندارند و
 می کاہند: نشنیدہ؟ —

* یعنی فتنہ می انگیزد + یعنی عزت می کند

(حکایت تھیولی) کہ در عہد موسیٰ علیہ السلام خشک سال شد، مردم در معرض تلف افتادند، گفتند کہ یا موسیٰ در جناب احدیت عرض کن کہ باران نہی بارد، خلق عالم تاب تعب نہ آرد؛ مفت ہلاک میشوند و برباد فنا میروند۔ موسیٰ علیہ السلام بر طور رفت، عرض داد، خطاب آمد کہ «کُلُّ خَسْبٍ*» پریشان گوے دارم کہ در فلان گلخن افتادہ می باشد باکب زن او خوش داشتتم، از چندے رو بآسہان نہی کند، و بطور خود حرت تمیزند، نزول باران موقوف برواشدن اوست۔۔۔ چون ازاں جناب این جواب شنید، بسوے ہمان گلخن شتافت۔ بارے آن بلاش شوق را دریافت۔ مردے دید، بالائے تودہ خاکستر، گلیم سیاھے در بر، از سرتا پا ہمہ ذوق، مستغرق دریائے شوق، یکہ بیت دیوان تجرید، فرد اول جریدہ تغرید۔ بہجرد دو چار شدن زبان بکشاک کہ یا موسیٰ گذرت بر مزابل از چہ افتاد، بچہ دل نہادہ کہ اینجا افتادہ؟۔ گفتا کہ امساک باران است، کارے از دست دعائے + کس نہی کشاید، زندگانی دشوار می ماند، روی نیاز بجناب پاک حق بردہ بودم، چنین ظاہر شد تو کہ سکوت اختیار کردہ، انقباض است۔ تا بعبادت قدیم سخن سر نہ کنی، ابر را باد فیارد و باران رحمت نہارد؛ خدا را دسے رو بآسہان بہ نشین، چیزے بگو و این بلا را بر چین۔ گفت اے موسیٰ تو آن فریبندہ را نشناختہ، و بطور من دل را در راہ او نباختہ، عبارت آن طرار کنایہ ہا میزند، اشارتش

* کُلُّ خَسْبٍ، کنایہ از کسے ست کہ در گلخن می باشد۔

+ (ن) 'دعائے' نہیں ہے۔

دل بصد جا می افکند - استغفرانہ من بگفتہ او کے راہ میروم ،
 اما اگر پاس رسول او نکنم کافر میشوم ، کہ گفتہ اند : ع

” با خدا دیوانہ باش و با نبی ہشیار باش — “

غرضکہ آن مقید عشق مطلق ، و آن حیرتی کمالات حق ،
 رو بفاک کرد و بساط سخن را بطور خود بہ گسترد - کہ ” اے
 سراپا فریب ، و اے دشمن شکیب ! پیش ازین ابر و باد و باران
 مسخر تو بودند ، اکنون حکم کش * من اند ، کہ اگر من خواہم
 گفت ، باد خواہد وزید ، و ابر خواہد آمد ، بارش خواہد شد -
 بلے حق بر طرف تست ، تر ادخلے نیست ، متصرف این کارخانہ
 منم - بیا ! این فریبندگی را بگذار ، و بر حال خلائق رحم آر - نو
 سہ بار ازین قسم سخنان پویشان گفتہ بود کہ ناگاہ بادے وزید ،
 و آبر سیاہی سفید شد ، سیلاب سیلاب بارید - اے عزیز ! کدام
 معشوق این قدر پاس عاشق می کند - حیف است اگر تعلق
 بدونگیری ، و در طلب آن سرمایہ جان نمیری ؛ دل اگر برآے
 او خون شود بہتر ، جان اگر در راہ او رود خوش تر ؛ معذو او
 برنگے شو کہ برنگ او بر آئی ، بطریقے گم کرد کہ باز
 رو نہ نہائی — رباعی : —

نہ دل بخیال زلف و رو باید داد

نہ جان بہ ہوائے رنگ و بو باید داد

اینجا دل راچہ قدر و جانراچہ محل

خود را ہمہ او کردہ با و باید داد

درین حال وقت نماز عصر* رسید، برخاستم و باو نماز گذاردیم۔ بعد فراغ رو بہشرق نشستم و گفت: اے میرا امان اللہ امروز چیزے خوردہ ام کہ نخوردہ بودم، و دست بہ چنبن طعامے نہ کردہ بودم۔ عم من قدرے † گستاخ شدہ ہوں، گفت اے درویش سبالغہ را حدے و تکلف را نہایتے است، قامتت از بار فاقہا خم است، و سنگ قناعت بر شکم؛ برائے یک نام آب استخوان سی شکنی، نان کوبہ را بہ تیر سی زنی، ہر روز برائے مرگ آمادہ، با صد خرابی درین خرابہ افتادہ، گجا طعام لغیف و کجا تو، از دهن خود زیادہ مگو۔ گفت: واللہ کہ من زیادہ پر و سبک پا نیستم، جائیکہ احتمال دروغ باشد نہ ایستم۔ بشنو کہ از صبح آتش جوع زبانه سی کشید و نفس شوم چون سگ پا سوختہ ‡ می گردید، یعنی سی خواست کہ بشہر بروم و پیش کس و نا کس سائل شوم، بارے سنگ زیر سر گذاشتم، و غیرت خود را بزور نکہداشتم، یکایک موشے نیم نان خشک در دهن گرفتہ بر آمد و درین حجرہ شکستہ تو از دل عاشق در آمد، من کہ بمعنی شیر شرزہ بودم، و بظاہر از فاقہ کشیہا گربہ لاوہ، چون سرا دید، آن نیم نان را انداختہ گریخت، نصف دل خوش برخواستم و برداشتم، آجے میسر نہ ہوں کہ پاکش کنم، منتظر خضرے نشستم، بعد از ساعتے آراز سقائے بگوشم خورد، کوزہ دستہ شکستہ خود را بردہ آب آوردم، و آن نیم نان خشک را شستہ تر کردم و خوردم۔ خدا شاہد است کہ لذت نعیم بہشت سی داد۔

* (ن) مغرب + (ن) بالجملہ † یعنی بے قرار

عزیز من! در سخن درویشان تصنع و تکلف نمی باشد، ایشان شاگرد چرخ دولابی نیستند که اگر صد کوزه بسازند، یکی دسته ندارند، در صحبت این طایفه شیشه بند کردن*، سنگ بدل زدن است، زبان را نگه باید داشت که شکر آب† ایشان شربت شهادت بے ادب می شود - عم بزرگوار از خطاب خجالت کشید، و عذر هرزه چانکی خواست - چون تنبیه یافت بر سر عنایت آمد و گفت که اے عزیز، من ترا از جان عزیز تر دارم، این قدر تنبیه ضرور بود که چانه بیجا زدن‡ از ادب درویشی دور است -

همدران هنگام شب افتاد، رخصت خواستیم، گفت: خدا برو - از آنجا که آمدیم، بخدست شریف پدر رفته سلام و پیام فقیر رسانیدیم - گفت که عنایت ایشان، اگر باز با عم خود بروی، البته نیاز من هم برسانی -

تیسری ملاقات اور درویش کی وفات	صحبت سیم - بخدست او رسیدیم، دیدیم کہ بیحضور است آ و بیک پہلو افتادہ، آہ آہ می کند - چون عم مرا دید، دم
-----------------------------------	--

سرد کشید و پیش خواند و این بیت شفائی بر زبان راند:

پرستاری ندارم بر سر بالین بیمارے
مگر آہم ازین پہلو بآن پہلو بگرداند
پرسید کہ چه حالت است کہ این قدر ملالت است؟ گفت
اے عزیز سینه ام بحدے می سوزد کہ گوئی در درون من کسے

* شیشه بند کردن = استہزا نمودن + یعنی شکر رنجی
† یعنی حرف بیجا زدن + یعنی بیمار است

آتش می افروزد؛ ناله که می کشم، زبانه آن آتش است، آهے که
می کنم، لائحهٔ * ههان شعلهٔ سرکش -

من نهی دانم که دل می سوزد از غم یا جگر
آتش اقتاد است درجای و دودے می کند

اگر مرگ بغریبان من رسد، خوش بهشتی است و گرنه دوزخی
است که نتیجۂ عمل زشتی است - اکدون بار بستن جان فتوح
است، که آمد و رفت دم سوهان روح است - شب بیخوابم و
روز بیتابم، چه سازم، بچه پردازم که تا بهیوم قرار بگیرم .

روز بشب کنم بصد اندرہ سینہ سوز

شب را سحر کنم بامید کدام روز

بادے که می وزد، دامن بر آتش می زند؛ آہے که می خورم
کار روغن می کند، دواے مناسب مناسبتے فدارد، تدبیر موافق
موافقتے نهی کند، اگر بباغم ببری از سوز درون نا خوشم،
ور بعمانم بیندازی من ههان در آتشم، کاش سینۂ من بشکافند
و دل و جگر را زود بر آرند، یا مرا از اینجا ببرند و زنده
بزیر خاک بسپارند --

القصة احوال آن دل سرخته، جگر کباب، تا بزوال آفتاب
بهمین یک وتیره بود - گاهے دست بدیوار داده می ایستاد، گاهے
می نشست و می افتاد، گاهے چشم می گشاد و نومیدانه میدید،
گاهے چون ماهی بے آب می طپید، ناگاه از زبان من شنید که
وقت نماز ظهر رسید - بخضوع و خشوع سجودے برد، "سبحان
ربی الاعلیٰ" گفت و بهرد -

آتش عشقش بسے را سوختست

لیک زین سان کم کسے را سوختست

عم بزرگوار با چند غلام بہ تجہیز و تکفین او بپرداخت
و در همان حجرہ شکستہ تر از دل عاشق مدفون ساخت۔ از
شنیدن این خبر جناب پدرم پشت دست گزید و گفت کہ آدمی
روشنے این چنین لیر پیدا می شود، صد حیف کہ زود رفت۔
(نقل) شبے در خواب عم من آن دلسوختہ از جہان رفتہ
می آمد و می گوید دیدی کہ عشق چہ آتشے در من زد و چنانم*
سوخت، چارہ کار جز مرگ نبود، چون بے تابی جان مرا دیدند،
در بحر موج رحمت انداختند، و با گوهر مقصود ہم کنار
ساختند، یعنی تسلی گردیدم و آرام گرفتم۔ و بکام جان ازان
نگار بہشت رو کام گرفتم۔ از دیدن این واقعہ + وحشتے در مزاج
شریف او پیدا آمد۔ مدتے باکس اُنس نگرفت۔ اکثر اوقات
میگفت کہ بایزید عجب سوختہ جانے بود، داغ جدائی او کہ
بر جان منست، تا زندہ ام، سیاہی نخواہد افکند۔ بر سپیل
حکایت این خواب را بخدمت پدرم نقل کرد، گفت چہ عجب کہ
حق تعالی کریم مطلق است، نشنیدہ۔

(حکایت تمثیلی) کہ عارف ناسی بایزید بسطاسی ہمسیاہ
دیوار بدیوار ترسائی بود و از چہل سال باو آشنائی داشت۔
او هر سحر تختہ می زد و این می گفت کہ اے ترسا ازین
تختہ زدن، در فردوس بروے تو باز نغراہد شد، اگر نجات

میخواهی، بیا اسلام قبول کن - یکی بخاطرش رسیده که بایزید آمد می سهلی نیست، چهل سال است که دعوت اسلام می کنده، خالی از چیزه نخواهد بود - سر زده در مجلس او رفته می گوید: اے شیخ تو که هر صبح می گوئی، مسلمان شو، ضامن نجات من می توانی شد؟ شیخ را حالت سکر بود، کاغذی از کاغذگر طلبید و ضامنی نجات او نوشته، داد، رفت و مسلمان شد - اتفاقاً در همان هفته فجائتاً بمرده، ورثه آن، نوشته شیخ را بگریبان کفن چسپانده، بخاکش سپردند - چون شیخ بخود آمد، بخود فرو رفت - مریدے باعث حیرت پرسید، گفت: در حالت مستی متعهد امرے شده ام که از عهده آن بیرون نمی توانم آمد - گفتا دران حال ترسای دوست روی از دست شیخ ضامنی نجات خود نویسانیده، برده بود، می گویند که مسلمان شد، و مرده - شیخ غش کرد، چون این سخنش بگوش آمد، آب بسیاری بر رویش زدند تا بهوش آمد، سو کرد که من در نجات خود تردید داشتم، این جگر از کجا بهم رساندم که متکفل نجات دیگرے شوم، افتان و خیزان، بگور آن نو مسلمان شده رفت، و متوجه باطن شد - در معامله اش دید که همان کاغذ بدست دارد و میگوید که اے بایزید نوشته تو هیچ بکار من نیامده، پیش از نهودن این پرچه که دست پیچ نجات خود کرده بودم، بطرزی کریم سوے خودم خواند که چشم فرشتگان مقرب، حیران کارمن مانده - موجب دل پریشانیء خود مشو، قلم بند کرده تو این است، بگیر و برو - هر گاه کرم او بدان را این چنینی در می یابد، آن فقیر خود

از خوبان روزگار بود اگر بدریای رحمتش غوطها فخور دے،
این ماجرا آب بردی —

(سخنان فغز) اے برادر عزیز چون دانستی کہ آن گل ہمیشہ بہار* بہزار رنگ بر می آید، و این چمن + رسانیدہ	میرمتقی کے کلمات معرفت
--	---------------------------

اوست و این رنگها ریختہ او؛ اگر بینا نروی، بتامل شو، وگر
قدم کشائی فہمیدہ رو۔ در ہہہ ذرات کائنات پر تو ہمان
آفتاب است، اگر شناسے طرز او شدہ؛ دلت کامیاب است۔
کسے را کہ دیدہ و دل بینا است، سی داند کہ حباب و موج
از دریاست۔ حق بر طرت غافل است، اگر غافل ماند، بر ساحل
افتادہ از دریا چہ داند۔ بیا کہ برخیزیم و از میان رویم
شاید کہ بکام جان ہہہ او شویم۔ موسم جوانی رفت، لطف
زندگانی رفت، عمر ہشت سالگی کشید، پیرانہ سالی در رسید
قامت خم شد، طاقت کم شد، دماغ ضعیف، جسم نحیف، روانی
از طبیعت رفت و تیزی از ہوش، بینائی از چشم و شنوائی
از گوش؛ ذوق بیدوق، دندان بیزور، پا ناتوان، سر بے شور،
موی سفید، دل نامید، رنگ و زنجیر از کھر وا کن، ایام
آرایش فقیری رفت، زنجیر سر در پا کن، هنگام زینت قلندری
گذشت —

(نکتہ) در معاش پاس مشہور کن و در معاد مراعات معقول؛

* گلیست مشہور کہ بہندی سدا گلاب گویند

+ یعنی این چمن ساختہ و پرداختہ اوست

یعنی ظاہر را مطابق باطن * بیار و باطن را مطابق † عقل نہا۔
اگر یار در حرم جلوہ گراست، مسلہان شدن ہنر است؛ مقصود
دل اوست، از ہر دریکہ بر آید، دگر جلوہ او در دیر لاریب
است؛ پس کافر شدن چہ عیب است، منظور چشم اوست از
ہر جا کہ رونہاید۔

بدیر و کعبہ میگردیم گاہ اینجا و گاہ آنجا
کہ مطلب جستجوی اوست خواہ اینجا و خواہ آنجا
(نصیحت درویشانہ) باید کہ عزلت گزینی و چندے
تنہا نشینی سرمہ خفا در چشم کش ‡ و بر ہیچ چیز التفات
مکن۔ نظر بر خدا دار و ہرگز با کسے ملاقات مکن؛ بسیار
با مردم سر در ہوا برخورداری، وقت آنست کہ مژگان برہم زدی
و مردی سر پیچ زدن ۴ تا کجا، غفلت را بگذار، اگر دقیقہ فہمی۔
سر ازین مضمون برار:

دیدہ ام در عالم صحبت ہاے رنگین صد کتاب
کردہ ام یک مصرعہ تنہا نشینی انتخاب
نہیدانم کہ چہ سی سگالی کہ سر زخم خود نہی مائی، پیش
ازین سر گران ہوا و ہوس مہان، سررا از نشہ یاک حق سبک
گردان، نظر برریش سفید شانہ کاری ۵ نہنائی۔ قصد خرق
عادت نکنی، گاؤ در خرمن زور مندی، چون خدا بستن خودرا

* (ن) نقل + (ن) موافق ‡ یعنی سرمہ از چشم نہان
کشتن ۴ غنودن ۵ یعنی بفریب و تملق با کسے
یاری نساے۔

بخریت شهره شهر کردنست- ور بے اراده کرامتے ظاهر شون ، چون شجر شاخ بر دیوار * نکنی که ثمره آن شاخ از پشیمانی برآوردن ، شاه اندازی + را فقیران عیب میدا نند ، یعنی متکبر و مغتر را آدمی نهی خوانند- وقتے که رخصت شد ، با خون قرار داد که آینده جاے نروم و روزے دوبار حاضر شوم —

حفظ قرآن عم بزرگوار	یکی پدرم گفت که اے برادر عزیز : دماغ آخر میروم ، یعنی هر روز ضعیف میشود ، اگر صون حفظ قرآن
------------------------	--

شون ، چه طور است- التماس کرد که خوب ، بخاطر گزشت- چنانچه در مدت یک و نیم سال مصحف مجید را یاد گرفتند—

نقل عجیب و پیشین کوئی وفات میر متقی	(نقل عجیب) روزے باهم نشسته بودند و دور میکردند که درویش " اسد المہ " نام پیراھن نیلی دربر ،
--	---

و کلاه نهد بر سر ، وارد شد- چون دو چار پدرم گشت ، گفت که اے سیرابہیژ کبوں جامہ چرا سفر دور و دراز اختیار کردی و شداید راه ، خوا بیدہ بر خون هموار ساختی ؟ آن عزیز دو بدو در قدم افتاد ، سرش در کنار گرفت ؛ و قریب ؛ خود جا داد- عم من حیران این اختلاط شدہ پر سید کہ این بزرگ کیست ؟ گفتا آشنائے قدیم منست- حیران ترشد و التماس

نمود که برای رابطه این چنین ملاقات بسیار شرط است که این مرد
 را گاهی ندیده‌ام. گفت که من و این مرید یک پییریم، در دو
 سال یکبار بخدمت ایشان حاضر میشد. یکے سوال کردم چه شود
 که آثار مرگ بر من ظاهر شود، تا بکار گور پردازم و دل را بچیز
 دیگر مشغول نسازم ارشاد شد که هر گاه این سیرابه پڑ کبود
 جامه را بینی، یقین به دانی که تا سال دیگر زنده نهانی. دانسته
 باش فرصت عمر من بسیار کم است. عموئی بزرگوار، از استماع
 این کلمات سخت متالم شد و گفت انشاءالله من این واقعه
 را نخواهم دید، یعنی آن روز در جهان نخواهم بود، و این
 غم نخواهم کشید. دمی که با آن تازه وارد سر حرت و اشد،
 نقل کرد که از چندی دوکان من نمی گردید، یعنی سیرابه
 مرا کسی نمی خرید، شب می بیختم روز می انداختم، دم و
 دودی که داشتم، صرف خسارت شد، ناچار دل بدریا افکنده لب
 خشک و چشم تر، بر خاک افتاده بودم، ناگاه خوابم در رود
 دیدم که پییر بر سر استاده است و می گوید که "اے اسدالعه!
 هرچند صعوبت سفر بسیار است و راه دور، اما یکبار
 برخوردارن تو با عالی متقی ضرور؛ در میان من و او اشاره
 ایست همین که تو خواهی رسید، او خواهد فهمید؛ باید که زود
 بروی و از کساک بازاری پریشان دل نشوی، که چون از آنجا
 بر گردی، دکان آنچنان گردد که سیرابه تو تبرک گردد -
 برخاستم، و دوکان را بشاگرد گذاشتم و نیم فان خشک، بطریق
 زاک راه برداشتم باندک زمانی از جهانی به جهانی آمدم، یعنی از

کبود جامہ بالاکبر آباد رسیدم و ترا بہو او دل مشتاق دیدم۔ اکنوں رفتن من باختیار تست ، ہر گاہ خواہی گفت ، انداز آنطرف خواہم کرد۔ پدرم متبسم شد و گفت کہ اے اسدالہ اینہمہ بآہو سوار شدن از برائے چہ ؟ سیرا بہ ضایع نہی شود کہ این ہمہ دست پاچہ می شوی ، از گرد راہ رسیدہ ، رفح بے پایان کشیدہ ، اگر مشتاق ما فقیران نہ ، چندے برائے رفح ماندگی خود بہان شتاب چیست ، رخصت ہم اتفاق میشود ۔ بغلامے اشارت رفت کہ فرش خوابش در حجرہ عم من درست کند و آب بدست او ریزد۔ حاصل کہ ساعتے از خود جدا نہی گذاشت و بد لچوئی و مزاح گوئی می داشت —

(فائدہ) یکے آن مہمان عزیز سوال کرد کہ در مسئلہ رویت ترددے دارم ، خدا خوانان دو جہاعت اند ،

مسئلہ رویت میں
گفتگو

جہاعتے بران است کہ روزے آن غیرت ماہ را چون بہر کامل تہانسا خواہیم کرد۔ عقیدہ جہاعت دیگر اینکہ ادراک آن آفتاب از بصر بشر امکان ندارد۔ فرسود کہ ما فقیران را ہیچ ترددے نیست ، چون مقرر شد کہ او عین عالم است ، بہر جا کہ نظر می افگندیم او بہ نظر می آید ، در ہر کہ می نگریم او رو می نہاید۔ آن معنی بہر صورت جلوہ گر است و دیدار او بشرط نظر میسر۔ القصہ بعہد یک ہفتہ رخصت شد و گل بانگ بر قدم زد۔

(حکایت جانسوز) صبح عید عہوی من تبدیل رحمت کردہ بھصلی رفت ، از آنجا کہ آمد ، در سینہ اش دردے

بیماری و وفات عم
بزرگوار

ظاهر شد؛ بشدتے کہ رنگ رویش شکست و قرار از دل رخت
 بست۔ والد سرا طلبید و گفت دردے دارم کہ بکہاں بے درد ایست،
 یافتہ ام این درد عاقبت ندارد*، و خفگی بہرتبہ ایست کہ
 نفس تنگی می کند، غالباً جان ناتوان طاقت ندارد۔ عبائے †
 را از تن من بکشید ‡ کہ خوش فہمی آید، گلاہم دور بیندازید
 کہ ہر سر گرانی می نہاید، جانم ناتوان است، بیمار من گران
 است ⑤۔ چون شام شد، آن درد عام شد، شور آہ آہش بلند گشت،
 ہہگی یکدل درد مند گشت، دسے کہ بضبط پرداختے، خود را
 غنچہ ساختے، گہے کہ از درد نالان شدے، چون گل پریشان
 شدے، وقتے دلش بسیار گرفتے، آہ آتشناک کشیدے، دود جگر
 کہ کباب گذشتہ ⑥ ہوں، باسہان رسیدے اگر سخن را ندے،
 این رباعی خواندے۔ لہصنفہ: —

وقت است کہ رو بہرگ یکبارہ کنیم
 آن درد نداریم کہ ما چارہ کنیم
 بیماری صعب عشق دارد دل ما
 گر جامہ گذاریم ⑦ کفن پارہ کنیم

چون پاسے از شب گذشت، کار از بے طاقتی برو تنگ شد
 باپیر گفت کہ آخر دل سختی کشیدے، دیدے من کباب سنگ شد ⑧
 تو خود آگاہ راز این میخانے، اگر تہ شیشے از عمر من باقی

* یعنی انجام خوب ندارد + پیراہن کہ زیر جامہ باشد
 † یعنی منم تن دامندار ⑤ یعنی بیماری بشدت دارد
 ⑥ بمعنی ازگار رفتہ یعنی سوختہ ⑦ جامہ گذاشتن
 بمعنی مردن ⑧ نوع از کباب

مانده باشد ، بکسے دیگر بده کہ دُرک نوشی باین درد کشیدن
 جگرے می خواهد، من ازین جان شیرین تلخی مرگ را صد
 مرتبہ گوارا تر می بینم؛ توجہی کن کہ آسان بهیرم، بخشائے
 کہ آرام بگیرم - آخر شب کلاه شب پوش را بہن بخشید و چشم
 از غابہ ناتوانی بپوشید۔ دسے کہ شب شکست⁺ یعنی سفید صبح
 دید، جان الہناک او برابر رسید، موزن مسجد ”اللہ اکبر“
 گفت، آن بیمار شب زندہ دار بغفت؛ یعنی دست بردل
 نہاد و جان بجان آفرین داد —

پیر او دستار بر زمین زد و گریبان درید و ازین واقعہ
 جانکاه انہما بر سینہ برید۔ مرید آتش خاک بر سر و داغ بر جگر،
 با صد پریشانی، چنانکہ میدانی، برسہیات سردہ او پرداختند
 و جنازہ آن درد مند را درست ساختند —

عشق دردی بے دوائے بودہ است

بہر جان و دل بلائے بودہ است

ہرگاہ برائے نماز استنادند، ائمہ بر خاک افتادند، پدرم
 گفت کہ اے ناواقف پاس آشنائی، دیر معلوم شد کہ بیوفائی؛
 آنچنان گرم رفتی کہ سینہ مرا تفتی؛ یاران این چنین نہیروند
 غمخواران بیہروت نمی شوند —

چہ شد آن وفا و عہد یکہ تو وعدہا نہودی

بتو من چہ گفتم بودم، تو بہن چہ گفتم بودی

بزرگان دوش بر تابوت گذاشتند، یعنی بعزت تہامش

برداشتند، آه پیر برسم عالم مردگان، پیش پیش روان، معتقد نش
سیلاب سیلاب سر شک افشان- مرده او را بیرون شهر بردند و
بگوشه باغی بخاک سپردند، گلها افشانند، فاتحه خوانند،
ملالت بپعد کشیدند چاره جز صبر ندیدند -

روز سیزم که عزیزان شهر برای فاتحه آمدند، پدرم گفت کسیکه این چنین عزیزش مرده باشد، اگر او را عزیز مرده گویند می آفتد- از امروز عزیز	میرو متقی نے اپنا لقب عزیز مرده رکھا - میر صاحب کارنج و الم
---	---

مرده می گفته باشند، چنانچه در شهر بهمین لقب شهرت گرفت-
روزه صدبار گریستے، بحال مردگان زیستے - منکھ بغل پرورده
او بروم، حوائج خود را باو می گفتم، با او می خوردم، با او
می خفتم، رزها یاد می کردم، شبها فریاد می کردم- درویش عزیز
مرده بدلجوئی می پرداخت، و بهیچ وجه آرزو دل نمی ساخت،
گاه می گفت که اے پسر من ترا بسیار میخواهم، اما ازین غم
میکاهم، که من دیروز بر سر راهم- گاه می گفت که ماه من! نه طغل
هالته الحمد لله که ده ساله، چه به کافش اُفتاده، آخر درویش
زاده، دل را قری دار، خود را بخدا سپار، شاک بزی و خوش
بهان، مرا طرح کش، خود بدان- جان من! مگر طغل شیرینی که هر
زمان دلگیری، اندیشه خود چرا داری، وارثے چون خدا داری،
رفتگان باز نمی آیند، گزشتگان رو نمی نمایند - اے پسر دنیا
در گذر است و هر کوا می بینی در جناح سفر، نه پنداری

* بمعنی شیر خواره + بمعنی فرمانبردار
‡ در تهیه سفر

کہ جاے بودنت جہان است، این قرار داند مجلس روان ست،
حاضران رفتہ اند، نشستگان گذشتہ اند، غنچہ پیشانی مشو، چون
گل شگفتہ روسی باش، بہار این چہن رفتنی است، بعبت دل
مغراش۔ مقاسر خانہ آفاق را چنان ساختہ اند کہ درو چون تو
بسپارے دل باختہ اند؛ تا واقف راہ و رسم این جا نشوی،
زینہار کہ این راہ نروی؛ در حریفان سخت باز و طرار،
مثلیست۔ قہار و راہ قہار۔ ہر روز ازین قسم سخن کرے،
و بنماز تہاسم پروردے۔

(نقل است) روزے بہ تلخ کامی تہام حلوائے مرگ قسمت می کرے کہ جوانے سرو اندام، احمد بیگ نام، شگری رنگ، دانہ چند شکر انگور بردست گذاشتہ، نذر گزرانید و گفت، تازہ از ولایت	احمد بیگ جوان کا آنا اور اردہ حج کو ترک کر کے مرید ہونا اور کسب و ریاضت کے بعد حج کو جانا
--	---

آمدہ ام و ارادہ حج دارم، چون وارد شہر شدم، آوازہ درویشی
تو شنیدم، مشتاق شدہ بخدست سامی تو رسیدم۔ گفت مگر
فشنیدہ۔

چرا بیپایہ خون اے کعبہ رو نہی آفتی

ہہان توئی کہ بفرسنگ می نہایندت

اولاً خون را در یاب، انگاہ بر اے کعبہ بشتاب، کعبہ عبارت از
دلہائے خستہ درویشان است، و مقصود دست و بخل باین جگر
ریشان، اگر دل ایشان بدست آید، کعبہ مراہ بے سعی نہاید؛

ازین جاست کہ کسے گفتہ، رفتہ است -

ز کعبہ آیم و رشک آیدم بہ خوننابی

کہ از زیارت دلہائے خستہ می آید

دل درویشان جائے خوشیست، این ویرانہ را ہوائے

خوشیست، دل را منزل آن ماہ می گویند، مقصود از ہمین در

می جویند۔ سائلے بہ طواف کعبہ رفتہ بود، کسے را در آنخانہ

ندید، بادل پر آرزو ناکام بر گردید، در ہمان حال گفت:-

کعبہ را دیدم دل من درد تنہائی گداخت

مجاس آرائے کہ مارا خواند خود مہمان کیست

انچہ تو می گوئی محرم حرم نیز ہمین گویند، کسے را کہ

تو می جوئی، کعبہ ہم او را می جوید -

ہر کرا دیدم چو من گم گشتہ تحقیق بود

کعبہ را ہم بے تکلف در بیابان یافتم

گرد دلہا بگرد کہ طواف حرم اینست، بلا گردان خود شو

کہ مطالب عمدہ ہمین است، وجود غیر موجود نیست و کسے

بے او مشہود نہ -

گفتم بحرم محرم این خانہ کد امست

آہستہ بہن گفت کہ بیگانہ کد امست؟

مرا بر جوانی تو رحم می آید کہ رنجہا خواہی کشید و

بہطلب نذواہی رسید، سخن درویشان بگوش جان بشنو، چندے

فروکش کن و ازین جا سرو- جوان چون روے دل از درویش

دید، سر را از فرمان نہ پیچید، یعنی رحل اقامت انداخت

و بر ریاضت شاقہ پرداخت- ذہن سلیمے داشت، کسب کرد و در

مدت هفت ماه بھرتبہ کھال رسید۔ پیرے باین خوبی جوئے باین محبوبی، پیرے باین حالت، جوئے باین کیفیت، پیرے باین کھال، جوئے باین حال، پیرے باین عنایت، جوئے باین ارادت، پیرے باین نظر، جوئے باین اثر، دیدہ رزگار کم دیدہ، و گوش جہانیاں کم شنیدہ۔ روز و شب چون شکر و شیر، یعنی صحبت بسیار در گیر، پیر را دمے نمی گذاشت، بچوان عزیز شہرت داشت۔ اتفاقاً زر توفیقے از جاے بدست پیر آمد، جوان را گفت کہ برین متصرف شو و سفر حجاز برو۔ بعد از نماز صبح زیر پیچ دستار و سجادہ معرابی عنایت کرد و رخصتش نہوں۔

وفات میر محمد متقی

(حکایت جانکاه) روزے درویش عزیز

مردہ برائے عیادت ہمشیرہ زادہ

برادر عزیز کہ محمد باعث نام داشت؛ عالم، فاضل، متصوف، کامل بود، بعالم گنج کہ محلہ ایست مشہور از اکبرآباد، در آفتاب گرم رفت، چون شام بروز سیاہی زدن آغاز کرد، از آن جا بانداز خانہ روان شد، عشائین را در مسجد خود آمدہ ادا نہوں۔ ہرگاہ بر فرش خواب رفت و من حاضر شدم، گفت ”اے پسر حرارت آفتاب در مزاج من تاثیرے کردہ است۔ صداعے دارم، از آثار معلوم می شود کہ تپ خواہم کرد۔ غذائے شب نخورد و خوابید، صبح کہ برخواست، تپے بشدت داشت۔ طبیبیے ”ابوالفتح“ نام معالج قدیم او ہوں، آمد و تبرید کرد، تسکین نیافت، مبالغہ در مہرذات فوق الحد نہوں، سوں مند نیفتاد۔ تب درویش بندی شد، یعنی ہر روز شام می آمد

و تمام شب می ماند، برای تب بستن تدبیرهاے بے شمار می کردند، اما از هیچ یکے این عقده سخت کشاده نشد۔ پس از ماهے مشخص گردید که این تب متشبث بقلب است و استخوانی شده است، یعنی این درویش نحیف که مشتبث استخوانی بیش نیست، مبتلاے رفج باریک است۔ بہن گفت کہ اے پسر! جان من صرف نیاز است و جسم وقف گداز، رغبتے با غذایم نیست اگر می خورم، گرانی می کنده، دوائیکه صبح طبیب می دهد، تا صبح دیگر کفایت است، می خواهم کہ تا بهیرم، ترک غذا بگیرم، پنچ شش دستہ ہاے نرگس از بازار بطلب کہ بشرط حیات گاہ گاہ بو کرده آید۔ بہوجب ارشاد طلب داشتیم و پیش او برابر گذاشتم، ہر گاہ چشم می کشان، دستہ بدست گرفته بو می کرد و می گفت ”الحمد لله کہ سیر شدم“۔ چون بترک غذا پرداخت ما بیکسان را از خود فاسید ساخت، طاقت از دست و پا رفت، کار نا توانی بالا رفت، سخن بسیار کم رانده، نماز باشارت خوانده۔ بیست و یکم رجب حکیم، بعادت قدیم، کاسے تبرید آورد، درویش ابرو ترش کرد و نخورد و آن کاسے دوا را بر زمین زده گفت کہ اے مرده شو برونہ تاثیر دوا از روز اول ظاهر بود، من پاس تو می کردم کہ می خوردم، افسوس کہ نہ فہمیدی، برو دست از من بردار، ناقباحت فہمی مرضی است کہ علاج ندارند۔ انگاہ حافظ محمد حسن برادر کلان مرا کہ برادر اندر * بود، طلب

* (ن) بے مات، برادر اندر برادر، علانی را گیرند کہ از بطن دیگر باشد

نہود و فرمود کہ ”من فقیرم و هیچ ندارم“ مگر سہ صد جلد کتاب، رو بروے من بیاربد، و حصہٴ برادرانہ کردہ بگیرید۔ او التماس کرد کہ من طالب علم، کرم این کار سوا بیشتر* است و این برادران ربطے بکتاب ندارند، کنوارہ ہاے اوراق چیدہ خواہد شد، یکے کاغذ باک خواہد ساخت، یکے در آب خواہد انداخت، اگر پیش من امانت گذارند، خوبست و گرنہ مختار اند۔ پدر از مزاج نا ساز او خبر بود، شانہ گیر شد† و گفت چہ شد کہ ترک لباس کردہ، لیکن کج پلاسی تو ہنوز فرقتہ است، می خواہی کہ طفلان بیچارہ را بازی دہی، و پس از مرگ دل بخرابی ایشان نہی؛ دانستہ باش کہ حق تعالی غیور است، و غیور را دوست میدارد، غالب کہ سیر محکم تقی دست نگر تو نشود، اگر بنوع دیگر پیش خواہی آمد، کاسہ بر سرت خواہد شکست‡ و نقش عزت تو پیش این بابا نخواہد نشست۔ خواہی دید اگر بہراک خواہی رسید، برائے یک جلد کتاب پوست تو خواہد کشید، کم کاسہ شایستہ بے اعتباری است، بخل و حسد دلیل ذلت و خواری است، خوب است کتابہا را بپر و نگاہ دار۔ پس انگاہ روے سخن بہن کرد، گفت کہ اے پسر قرصدار سہ صد روپیہ بدانان بازارم امید کہ قا ادا نکنی مردہ مرا بر نداری کہ من سکہٴ درست‡ مردے بودم و در ہمہ عمر دغا بازی نہ نہودہ ام۔ عوص کردم کہ غیر از

* یعنی کوشش بسیار درین کار دارم + یعنی اعتراض شد

† یعنی رسوا خواہد کرد ‡ یعنی مضبوطالوضع

جلد ہائے کتاب دم و پوستے* بنظر نہی آید، آنها را ببرد در کلان سپردید، ادائیگی قرض چسپاں توانم کرد - چشم پر آب نمود و گفت "خدا کریم است، دل تنگ نیاید شد" - کاغذ زر † در راه است، قریب می رسد، می خواستم که تا رسیدن زر زنده بمانم، اما فرصت عہر کم است، ماندن نہی توانم - در حق من دعا کرد و حوالت با خدا کرد، ساعتی نفس شہر، آخر حساب سپرد ‡ -

—(بے سروتی برادر) —

درویش چون چشم پوشید، جهان در چشم من سیاه گردید، حادثہ عظیمی رو داد، آسمان بر من بیفتاد، دریا دریا گریستم، لنگر از نف دادم §، سر را بر سنگ زدم، بر خاک افتادم - کل و مکمل § بسیار شد، قیامت پدیدار شد، برادر کلان من ترک مردم داری ¶ گرفت و بے چشم و روی ○ اختیار نمود - دید کہ پدر آستین کہنہ داشت □ و بہ بے کسی جامہ گذاشت، قرضخواهان دامن گیر من خواهند شد، پہلو تہی ¶ کرد و گفت کسانیکہ ہمگیر ناز و نعم بودند، آنها دانند و کار آنها، من در حیات پدر دخیل کارے نگشتم، از وقف اولادی لاہم گذشتم، سجادہ نشینان او سلامت باشند، سر را می کنند، وجہہ را میخراشند، آنچه مصلحت وقت خواهد بود، خواهند نمود -

* یعنی سرمایہ + کاغذ ہندی † یعنی مرد
 § یعنی مضطرب شدم § یعنی شور و ہنگامہ
 ¶ یعنی ظاہرداری ○ بمعنی بے حیائی
 □ یعنی افلاس داشت ¶ گزارہ کردن (بمعنی ورثہ)

منگہ تازہ بیکس شدہ ہوں؛ چون سخنان بے تہ او را شناسم؛
غم و غصہ بسپارے خوردم؛ التجا پاو نبردم؛ کھر را محکم بستم؛
نظر بر خدا نشستم - بدانان بازار دو صد روپیہ دیگر آوردند؛
و سہاجت از حد بردند؛ پاس وصیت درویش بود؛ قبول نکردم؛
ہمد را بزبان داشتیم؛ یعنی ملول نکردم —

در ہمین حال آدم سید مکہل خان کہ مرید عم بزرگوار
من بود با ہندوی پانصد روپیہ تازہ سکہ رسید؛ و درد شریک
من کردید؛ سہ صد روپیہ بقرضخواہان داد؛ فارغخطی گرفتیم
و بصد روپیہ درویش را برداشتہ بردم و در پہلوے پیر او
بخاک درآوردم —

— (حقیقت من دل ریش؛ بعد واقعہ درویش) —

بے مروتی ہاے آسمان را دیدم؛ ستہاے روزگار کشیدم؛
نے نے گناہ فلک و جرم زمانہ چیست؛ من ستارہ نداشتم کہ
سایہ چلین آفتابے از سر حد* من رفت؛ ہر چہ کرد؛ طالع من
کرد؛ غیر از دست خود بر سر نیافتم؛ یعنی کسے را سایہ گستو
نیافتم؛ خانہاں برسر غیرت نہادم؛ زینہار بر در کس نہ
ایستادم؛ لبم بحرف طلب آشنا نکردید؛ چشم من بہ بہیچ چیز
ندوید؛ سایہ دست کسے نہ گرفتیم + و سر دستے بہن کسے
نگرفت +؛ یعنی خدای کریم مرا شرمندہ احسان کسے نکرد؛
و دست نگر برادر کہ برسرو من داشت ^۱ نساخت؛ فقل ماتم

* (ن) "حد" نہیں ہے

۱ یعنی امانت کسے نخواستم

+ یعنی کسے امداد نکرد

۱ کنایہ از کپلہ کردن

درویش قسمت ساختم، کار را به لطف خداوند انداختم -
 دم خود* را ببرادر خورد سپردم بتلاش روزگار در اطراف
 شهر استخوان شکستم، لیکن طرفی نه بستم، یعنی چاره کار
 در وطن نیافتیم، ناچار بغربت شتافتیم، رنج راه بر خون هموار
 کردم، شهادت سفر اختیار کردم، بشاهجهان آباء دهلی رسیدم،
 بسیار گردیدم، شفیقے ندیدم —

خواجہ محمد باسط کہ برادر زادہ
 صہمام الدولہ امیر الامرا ہوں عنایتے
 بحال من کرد و پیش نواب ہوں -
 چون سرا دید، پرسید کہ این پسر از

میر صاحب کا دہلی جانا
 اور امیر الامرا کا روزینہ
 مقرر کرنا

کیست؟ گفت از میر محمد علی است، فرمود از آمدن این
 پیدا است کہ ایشان از جهان رفته باشند - پس از افسوس
 بسیار سخن زد کہ آن مرد بر من حقہا داشت - یک رہ پیہ روز
 از سرکار من باین پسر میدادہ باشند - انتہاس نمودم، اگر نواب
 لطف می فرماید دستخط کردہ بدهد کہ جائے سخن متصدیان
 نہاد - انتہاسے کہ نوشتہ بودم، از کیسہ برآوردم - ناگاہ از
 زبان خواجہ مذکور برآمد کہ وقت قلعدان نیست، چون این
 سخن شنیدم، بقاہ قاضی خاندیدم - نواب در روے من دید و سبب
 خندہ پرسید - عرض نمودم کہ این عیار ترا نفہمیدم، اگر
 ایشان می گفتند، قلعدان برادر حاضر نیست، این حرف
 گنج پیش دانست یا آنکہ وقت دستخط نواب نیست بابتی بود،

وقت قلعہدان فیست افشای تازہ است - قلعہدان چوبی پیش
 نہی باشد، وقت و غیر وقت نہیداند، بہر نفریکہ اشارت رود
 برداشته بیارن - نواب بختندہ در آمد و گفت کہ معقول می گوید۔
 غرض تکلیف مرا برخاک نیفنگندہ قلعہدان طلبید، و آن التماس
 بشرط دستخط رسید - روز دربار بادشاہ بود، کھر بستہ
 باستان، بعنایت تھامم میان دان* - تا عہدیکہ فادر شاہ بر
 محکمہ شاہ کہ حالا بفرہوس آرامگاہ ملقب است مسلط شد،
 و نواب مذکور بسبب پیش جنگی گشتہ افتاد، آن روزینہ می
 یافتم، فان و نہک میخوردم، و بسر میبرد۔

بعد این انقلاب باز روزگار سنگین دل کار را بر من تنگ گرفت، کسافیکہ پیش درویش، خاک پای مرا کحل بصر می ساختند، یکبار از نظرم انداختند۔ ناچار بار دیگر بدھلی رسیدم و منتہائی بے منتہائی	امیرالامرا کے انتقال کے بعد میر صاحب کا دوبارہ دھلی جانا اور ان کے ساموں سراج الدین علی خان آرزو کی بد سلوکی
--	---

خالوے برادر کلان کہ سراج الدین علی خان (آرزو) باشد کشیدم،
 یعنی چندے پیش او ماندم و کتابے چند از یاران شہر خواندم -
 چون قابل این شدم کہ مخاطب صحیح کسے می توانم شد،
 نوشتہ اخوان پناه رسید کہ میر محکمہ تقی فتنہ روزگار است
 زمینہار بہ تربیت او نباید پرداخت، و در پردہ دوستی کارش
 باید ساخت۔ آن عزیز دنیا دار واقعی بود، نظر بر خصوصت
 شمشیرہ زدہ خود بد من ندیشید، آوردہ چار می شد،

چار چار می زد* و گر اعراض می کردم فواخوانی می نمود؛
 هر روز چشمش بدنبال من می بود؛[†] اکثر سلوک مدعیانہ
 می کرد - چه بیان کنم کہ ازو چه دیدم؛ چگویم کہ چه حالت
 کشیدم؛ هر چند پنہ دہانی اختیار می کردم؛ او از حلاجی
 دست نمی داشت؛ با صد ہزار احتیاج یک روپیہ ازو
 نمی خواستم؛ اما سلاخی نمی گذاشت - خصمی او اگر بہ تفصیل
 بیان کردہ آید؛ دفترے جداگانہ می باید؛ خاطر گرفتہ من گرفتہ
 تر شد؛ سونا کردم؛[‡] دل تنگم تنگ تر گردید؛ وحشتے پیدا
 کردم؛ در حجرہ کہ می بودم؛ نرش می بستم و باین کثرت غم
 تنها می نشستم - چون ماہ بر می آمد؛ قیامت بر سر می آمد؛
 هر چند از آن هنگام کہ دایہ ام دم رو شستن ماہ ماہ می گفت
 و من بسوی آسمان می دیدم؛ نظرے بہاہ میداشتم؛ لیکن نہ
 باین سرتبہ کہ کارم بدیوانگی کشد و وحشت بجای رسد کہ در
 حجرہ من باندیشہ □ باز کنند و از صحبتہم احتراز نہایند -

(نقل تحفہ) در شب ماہ پیکرے
 خوش صورت؛ با کمال خوبی؛ از جرم
 قہر انداز طرف من می کرد و موجب

میر صاحب کی حالت
 مجنونانہ

بے خودی می شد - بہر طرف کہ چشم می افتاد؛ بران رشک
 پوری می افتاد؛ بہر جا کہ نگاہ می کردم؛ تماشاے آن غیرت حور
 می کردم؛ در و بام و صحن خانہ من ورق تصویر شدہ بود؛ یعنی

† یعنی کناہیہ می کرد
 ‡ یعنی جنون پیدا کردم

* یعنی بہبودہ گوئی می کرد
 † یعنی خرابی من میخواست

ان حیرت افزا از شش جہت رو می فہود، گاہے چون ماہ چہار دہ مقابل، گاہے سیر گاہ او منزل دل۔ اگر نظر بر گل مہتاب می افتاد، آتشے در جان بے تاب می افتاد، ہر شب باو صحبت، ہر صبح بے او وحشت، دسیکہ سفیدہ صبح می دسید، از دل گرم آہ سرد می کشید، یعنی آہ می کرد و انداز ماہ می کرد۔ تہام روز جنون می کردم، دل در یاد او خون می کردم، کف بر لب چون دیوانہ و مست، پارہ ہائے سنگ در دست، سن افتان و خیزان، مردم از من گریزان، تا چار ماہ، آن گل شب افروز رنگ تازہ می ریخت و از فتنہ خرامہا قیامت می انگیخت۔ ناگاہ موسم گل رسید، داغ سودا سیاہ کردید، یعنی چون پدیدار شدم مطلق از کار شدم، صورت آن شکل وہمی در نظر، خیال زلف مشکینش در سر، شایستہ کنارہ گیری شدم، ز فدا فی و زنجیری * شدم —

ہمسر فخرالدین خان کہ مرید درویش
بود، قوابت قریبہ داشت، زر بسیاری
خرچ فہود، پریخوانان افسون دمیدند،

اطبا کے معالجے سے میر
صاحب کا صحت پانا

طیبیان خون کشیدند۔ تدبیر اطبا سون مند افتاد، پائیز
آمد و بہار ریخت، سلسلہ جنون از ہم گسیخت، نقشے کہ
وہم بستہ بود، از صفحہ خاطر محو شد، در سے کہ از جنون
خواندہ بودم، فراموش گشت۔ لب با سکوت مالوت شد، پریشان
گوئی موقوف شد، قر طیب دماغ کردند، جواب افزود، طاقت

رفتہ باز رو نہو، یعنی بحال آمدم و بدخواہی رفت، از پیش نظر آن چہرہ بہتابی رفت، پس از چندے رو بصحت کامل آوردم و شروع بخواندن ترسل* کردم۔

(نقل) روزے بوسر بازار، جز کتابے
در دست نشستہ بودم، جوانے میرجعفر
نام ازان راہ گذشت، نظرش بر من

میرجعفر سے تعلیم
حاصل کرنا

افتاد و تشریف داد۔ بعد از ساعتے گفت کہ اے عزیز دریافتہ
میشود کہ ذوق خواندن داری، من ہم کشتہ کتابم، اما مخاطبے
فہمی یابم، اگر شوق^۱ داشتہ باشی، چندے می رسیدہ باشم۔ گفتم
دستے ندارم کہ خدمتے از من بیاید، اگر لبتہ این رنج بر خود
گوارا کنی، عین بندہ نوازی است۔ گفتا اینقدر ہست کہ تہ پاتا
نہاشد،^۲ پا بیرون نہی گزارم۔ گفتم خدائے کریم آسان خواهد
کرد، اگر چہ من ہم چیزی ندارم۔ پا ورتہائے آن نسخہ درہم را
مطابق سرصفہہائے آیندہ کردہ داد و رفت ازان روز اکثر ملاقات
آن ملک سیرت و آدم صورت اتفاق می افتاد، و بلطف نہایتم
زبان میداد، یعنی دماغ خون می سوخت و سرا چیزے می
آموخت، تا مقدور من فیروز بانش فرم زیر سر او می گذاشتم،
یعنی صورت او بود،^۳ آنچه میسر میداشتیم۔ ناکاہ خطے از وطن
او کہ عظیم آباد بود، رسید و آنچہ رخت خود کام و نا کام
بآن صوب کشید۔

* یعنی مکتوبات می خواہم۔ ۱ (ب) شوق کاملے

۲ یعنی چیزے برائے ناشتا باشد

بعد از چندے با سعادت علی نام،
سیدے کہ از اسروہہ ہون برخوردارم -
آن عزیز مرا تکلیف موزون کردن

ریختے میں
سید سعادت علی کی
شاگردی

ریختہ کہ شعریست بطور شعر فارسی، بزبان اردوے معلیٰ
بادشاہ ہندوستان و دران وقت رواج داشت کرد - خود کشی*
کردم، ر مشق خون بہر تہیہ رساندم کہ موزن ان شهر را مستند
شدم، شعر من در تمام شہر دوید و بگوش خرد و بزرگ
رسید -

یکروز خالوی کنائی بر طعام طلبید،
تقاضی ازو ننہیدم، بیمہزہ شدم دست

رعایت خان کا توسل

در طعام نا کردہ برخاستم - چہن پای چراغے نداشتم، شام
از خانہ او برآمدہ راہ مساحت سامح نیش کرفتم - اتفاقاً راہ
غلط شد، بر حوض قاضی کہ آبگیر حور دی نزدیک بحویلی
وزیرانہا ایک اعتماد مدرسہ رائج است رسیدم و آب کشیدم -
آنجا علیم الدہ نام شخصے پیش آمد و گفت کہ شہا میر محمد تقی
میر نباشید؟ گفتم از چہ ساختی؟ گفتا طور سردانیانہ شہا
مشہور است، رعایت خان کہ پسر عظیم الدہ خان یزنہ
اعتماد الدولہ قہر الدین خان باشد، از روزیکہ زادہ طبع نکتہ
انگیز باو رسیدہ است، مستہر مراب - بیش از بیش دارد:
اگر بدست من آرد دیدہ - - - - - من گردن -
رفتم رد شد کہ میانہ - - - - - رفتم کرد، قہتعی

چہد بلوغ - - - - - سے جرح دانستن یعنی منفع
شدن آرد -

ازو بستم و از قید تنگدستی رستم—

شاہ درانی کا دلی پر حملہ کرنا اور شکست کھانا	ہنگامے کہ شاہ درانی بلاہور آمد و شاہنواز خان پسر ذکریا خان کہ صوبہ دار آنجا بود، گریخت، وزیر
--	--

و صفدر جنگ و ایشر سنگہ پسر راجہ جے سنگہ کہ زمیندار
کلانے بود، بادشاہ زادہ احمد شاہ را باخون گرفته بجنگ او
بر آمدند۔ آن طرف سرھند بو وزیر گولہ رسید و زمیندار
مذکور بس خم زدہ۔ صفدر جنگ و معین الہلک کہ پسر وزیر
شہید باشد، احمد شاہ را سوار کردہ جنگ افغانان زدند۔
من درین سفر باخان منظور ہونم و خدمتھا می نمودم، ہر گاہ
شکست فاحشی بر لشکر افغانان افتاد و گریخت، معین الہلک
ناظم لاهور شد۔ خان مذکور چون عضو از جا رفته، ترک رفاقت
او گرفتہ، با صفدر جنگ روانہ شہر شد —

محمد شاہ کا انتقال اور احمد شاہ کا تخت نشین ہونا	قریب پانی پت کہ شہر بیست مشہور، چہل کروہے شاہ جہان آباد، خبر رسید کہ محمد شاہ بآن جہان خرامید،
--	--

عالمے لکد روزگار خورد۔+ صفدر جنگ لکد برابر زدہ+
چتر و تخت پیش احمد شاہ آورد۔ فوبت سلطنت باو رسید،
با کز و فر قہام داخل شہر شد۔ این جا جاوید خان کہ خواجہ
سوائے باد شاہ مرحوم بود بخطاب نواب بہادر مخاطب گشت

† یعنی گریخت + یعنی پائمال شد

‡ لکد برابر زدہ = تخاصم کردن

و اختیار سلطنت بدست او افتاد۔

ہر روز اختیار جهان پیش دیگریست

دولت مگر گداست کہ ہر روز ہر دریست

صفدر جنگ کی وزارت | وقتیکہ نظام الملک آصفجاہ در دکن فوت گشت، منصب وزارت بہ

صفدر جنگ رسید و سادات خان ذوالفقار جنگ بہ بخشگیری سر فراز گردید۔ امارت وزیر حال بجائے رسید کہ بال و گویاں* او را شاہ ہم نداشت۔ بخشی حال، راجہ بخت سنگد را کہ زمیندار کلان کار نام گرفته بود، و برادر کلانش ابھی† سنگد ریاست جوڈہ پور داشت، نیابت صوبہٴ اجپیر دادہ، بر روی او دوانید۔ راجہٴ مذکور خانرا سردار فوج نمودہ با خود برد۔ در ظاہر سامر کہ قصبہ ایست معروف، بیست کروہ این طرف اجپیر، ہر دو لشکر طرت شدند§ و جنگ توپ خانہ بہیمان آمد۔ مردمان طرف ثانی پاس نہک نکردہ، چون غیرت بہرامان یک روز ہم تن ندادند، تا بجان دادن چہ رسد۔ ناچار رئیس آن طرف ملہار را کہ در سرداران دکن نام برآوردہ مردے بود، درمیان دادہ سر بسر کرد و رفت۔¶ من پس از صلح برائے حصول سعادت زیارت درگاہ فلک اشتباہ خواجہٴ بزرگ رقتم۔ و سیر آن فواہی کردہ برگشتم —

* یعنی شان و شوکت + مشہور † (ن) ابھی

§ یعنی مقابل شدند ‡ یعنی صلح کرد و رفت

سادات خان ذوالفقار | این جا در امرے زبانبازی بمیان آمد،
 جنگ اور بخت سنگہ | راجہ بخت سنگہ ابرو قرش کرد،
 کی نزاع | صحبت خان و او* قروتی شد†۔

ستار قلی خان کشمیری کہ صورت بازی بیش نبود، برو صد
 دهن † خواند، کار بنزاع کشید، خان صرفہ خون ندیدہ، مرا
 فرستاد و عذر دہ زبانی ‡ خواست۔ رفتم و از جانب او
 مصحف خوردم § کہ آئندہ چنین نخواهد شد، اما دلش آہ
 نخورد ¶ و صرفہ نداد □۔ زر تنخواہ مردمان رسالہ ہمگی
 فرستاد و خیر باک کرد۔ بارے بخیر گذشت، خان از آن جا
 و اسوختہ † بشہر آمد، و چندے در خانہ نشست۔

(نقل) شب ماہ بر مہتابی پسر |
 خوانندہ رو بروے خان نشستہ بود و |
 می خواند، چون مرا دید، گفت کہ |
 میر صاحب کی |
 نازک سزاجی |

میر صاحب دو سہ شعر ریختہ خود با این بیاموزید کہ این
 طفل در بستہ ○ بکار درست کردہ بخواند۔ گفتم کہ من نقش
 این کارندارم ○۔ گفت شہارا بسر من۔ چون پایے تبعیت
 درمیان بود، ناچار حکم او کشیدم۔ پنج شعر ریختہ باو آموختم۔
 اما بسیار بر طبع نازک من گران آمد، آخر بعد از دو سہ روز
 خانہ نشین گشتم۔ ہر چند لطف فرمود، نرفتم و ترک آن روزگار

* (ن) 'خان و او' نہیں ہے † یعنی صحبت بے مزہ شد
 ‡ یعنی صد قسم سخن بے ہرزہ گوئی § یعنی قسم خوردم
 ¶ اعتبار نکرد □ یعنی فرصت نداد † یعنی اعراض کردہ
 ○ نام بددہ ایست ○ از عہدہ کار بر نیامدن

گرفتیم - سروت ذاتی آن مرد نگذاشت کہ فقیر را ناکام گذارد - برادر م میر محمد رضی را نظر بر فریاد من اسپ از خانه خود داد و نوکر کرد - چون پس از مدت مدید رفتہ ملاقات نمودم، عذر بسیاری نمود، گفتیم، "گذشتہ را صلوات" —

نواب بہادر کی ملازمت
 ہر گاہ چندے بر این گذشت تلاش
 روزگار بخانہ نواب بہادر کردم و
 نوکر شدم - اسد یار خان بخشی فوج او احوال مرا نقل کردہ
 اسپ و تکلیف نوکری معات کذا نید - پاس من از حد بیشتر
 می کرد و پہلو می داد؛* خدایش خیر دہاد —

جنگ وزیر با افغانان
 ایامے کہ قائم خان پسر محمد خان
 بنکش بجنگ رھیلہ ہا کشتہ شد
 و صفدر جنگ برائے ضبط کردن خانہ او رفت، من بتقریبی
 باسحاق خان نجم الدولہ جہت سیر آن طرف رفتیم - چون با
 احمد خان برادر خورد قائم خان جنگ عظیم روداد، فوج
 وزیر شکست خورد و اسحاق خان گُشتہ افتاد، بآن لشکر
 شکستہ باز بشہر رسیدم و تصدیح بے حد کشیدم - وزیر بار
 دیگر لشکر کشید و افغانان را مغلوب ساختہ بہ تسلط تھام
 در حضور آمد —

فیروز جنگ کی وفات
 اور میر صاحب کا
 مطول کا پڑھنا
 در حینے کہ ذوالفقار جنگ میر بخشی
 بسبب خصومت نواب بہادر از پایہ
 خود افتاد و نویت امیرالاسرائی

بہ غازی الدین خان فیروز جنگ، پسر آصف جاہ رسید۔ او
برائے نظم و نسق صوبۂ دکن رفت و در راہ ہیضہ کردہ در
گذشت۔ خلعت بخشیدگری عہدالہلک پسرش پوشید۔ بندہ ترک
ملاقات عزیزان گرفتہ، بخواندن مطول مشغول شدم۔

نواب بہادر کا قتل،	موسمے کہ صفدر جنگ نواب بہادر
میر صاحب کی بیکاری	را بہ دغا گشت روزگار عالمے برہم
اور مہا فراین دیوان	خورد، من نیز بیکار شدم۔ مہا فراین
وزیر کی ملازمت	دیوان وزیر بدست داروغۂ دیوان

خانۂ خود، میر نجم الدین علی (سلام) تخلص، کہ پسر میر
شرف الدین علی (پیام) بود، چیزے فرستاد، و باشتیاق بسیار
سرا طلبید۔ دست در دامن پہلو دار* او زدم و چند ماہ
بفراغت گذرانیدم۔

وزیر کی بغاوت اور	ہنوز خون خواجہ سراے مظلوم
بادشاہ اور وزیر میں	نخوابیدہ بود کہ روزگار سراے زدہ
جنگ اور وزیر کی	فتنۂ عجیبے را از خواب بیدار ساخت
شکست	و طرح ہنگامۂ عظیمے انداخت، یعنی

وزیر را توہمے پیدا شد، سر از فرمان بادشاہ پیچید۔ ہر چند
بدر صلح زند، اما سر از غرور ثروت فرود نیاورد، ناچار
بادشاہ از پسے او رسن تابید، آخر از شہر برآمد، آمادۂ جنگ
خداوند نعمت شد۔ این جا عہدالہلک نبیرۂ آصف جاہ کہ منصب
بخشیدگری داشت و انتظام الدولہ خالوے او پسر اعتہادالدولہ
شہید، و دیگر سرداران فوج بادشاہی بحفاظت شہر

* یعنی دامن فراخ

پرداختند - شهر کهنه تمام بغارت رفت، تا شش ماه جنگ در میان بود - اگرچه بالقوه خصمانه او نداشتند، لیکن کسان فوج شاه آنچنان با فشرده که کار را پیش بردند - پائے ثبات وزیر سرکش از پیش بدر رفت، ناچار پیغام صلح فرستاد، بادشاه هزیمت او را غنیمت دانسته دستوری صوبه اش داد - وزیر انتظام الدوله شد -

دربین ایام، من از فاساعدت ایام، همسائگی خالو گذاشته نظر برین که مرا بچشم کم خواهد دید، در حویلی امیر خان مرحوم (که امیر کلان عهد	مامون کی همسائگی چهور کر امیر خان کی حویلی میں سکونت اختیار کی
---	---

محمد شاهی بود، و صوبه داری الدآباد، و رگ خواب سلطنت در دست داشت، و انجام تخلص اوست، بخوش سلیقهگی و طلاقت لسان زبان زد مردم است، و موجب مهم علی محمد روهیلہ شد، بادشاه را برآورد، او را بگیر آورد، * بود، انجام کار از دست یکی از نوکران خود بر دروازه دیوان خاص گشته شد) - سکونت اختیار کرد و بلطائف الحیل بسر برد - عهده الهلک در اندک مدت زور بهم رسانیده، سرداران دکن را از خود ساخته، بجوم رفاقت صفدر جنگ، بر سورج مل که زمیندار زور آورے بود، لشکر کشید، و از سر تجموی، قلعه او محاصره کرده کار را تنگ گرفت؛ پسر سلهار در همان جنگ کشته افتاد - زمیندار مذکور نوشت و خواندے

با وزیر داشت، این معنی سبب نفاق طرفین شد - بادشاه بر آمده، بست گروه آنطرف آب جهن قریب سکندرآباد خیمه کرد - روزی شام خبر رسید که سرداران دکن و عهده‌الملك با سورج مل طرح آشتی انداخته، باراده غارت دائره لشکر بادشاه، حاضر یراق جنگ * گردیده دویده اند، قریب است که برسند - بادشاه بهصلحت صمصام الدوله میرآتش و حرام کوزه چند که بکار پردازان بخشی گری ساخته بودند، فاسوس را هم گذاشته، مضطرب و سراسیمه گریخت - آنجا نزدیک بصبح فوج دکن رسید و لشکر را هگی بغارت برده، متعاقب آمدند، و آنروز آب خیمه ها زدند - نسق شد که از مردمان بادشاهی کسی در قلعه نماند، اگرچه آن حرام توشه ها پیشتر ازین برخاسته رفته بودند - بعد از بندوبست عهده‌الملك آمد و قلمدان وزارت گرفت - وزیر مغز خر + خورده، از غردلی † بکنجه خزید و بادشاه خرد گم کرده، متوجه باغ گردید - بعد از ساعتی یاران غدار بغدر دستگیر نمودند و میل در چشمش کشیده نمیره بهادر شاه را بر تخت نشاندند و عالمگیر ثانیخ خواندند - مردمان بی ته در عرصه در آمدند، هرچه شد بیجاشد - صمصام الدوله که از عقل بهره نداشت امیرالامرا شد - من در این سفر وحشت اثر با احمدشاه بودم، آمده عزلت اختیار نمودم -

درین حال که صفدر جنگ بساطحیات در پیچیده ریاست صوبه

* بمعنی مهیا † بمعنی احمق - ‡ بزدلی -

بشجاع الدولہ پسر او قرار یافت*، خالوے من بادیه پیمائے طمع شد، یعنی در لشکر شجاع الدولہ باین توقع رفت کہ برادران اسحاق خان شهید آن جا هستند، نظر بر حقوق سابق رعایتے خواهند کرد، جز باد بدستش نیاسد، لکہ زمانہ خورد و ہم آنجا مرد، مردے او را آوردند و در حوبلیش بخاک سپردند۔

بعد از دو سه ماہ راجہ جگل کشور
کہ در وقت سہمہ شاہ، کیل بنگالہ
بود و بضرورت تہام میگزرانید، مرا از
خانہ برداشته برد و تکلیف اصلاح شعر خود کرد۔ قابلیت
اصلاح ندیدم بر اکثر تصنیفات او خط کشیدم۔

راجہ فاگر مل کا عہدے
نیابت وزارت پر
سرافراز ہونا
در این هنگام راجہ فاگر مل کہ در
سلطنت فردوس آرام گاہ بدایونی
خالصہ و تن ممتاز بود، بہ نیابت

وزارت، خطاب مہاراجگی و عہدۃ الہلکی سرفراز شد۔ چون
مظلومان شہر را در خانہ خود جا میداد و بداد ایشان می رسید،
کار آن سر کردہ بدشمنی کشید: اگر بہ دربار میرفت، خودش
با حزم تہام و کمال طہطراق و فوج او ہمہ حاضر یراق، فریب
یاران بد پرداز، نہی خورد، ببالاچاقی† بسر می برد۔ درین
ولا صہصام الدولہ کہ عبارت از میر بخشی حال باشد، بہرض
سل در گذشت۔ پسرش کہ بے حقیقت محض است بجای او

* (ن) رسید

† (ن) بے تہ

- بالاچاقی یعنی غلبہ

مقرر شد —

در این اثنا شاه درانی که هزیمت خورده از سرهند رفته بود و در سر خیال هندوستان داشت، بالشکرے	شاه درانی کا دوسرا حملہ
--	----------------------------

گوان به لاهور آمد. وضیح و شریف آنجا چه ستمها که نکشیدند و چه جفاها که ندیدند. چون مانعے نبود، از آنجا قصد شهر نمود. یعنی معین الهلک پیشتر مغلوب شده، بعد از چندے از اسب افتاد و رو بوادے عدم نهاد، و از آمد آمد از بنگ از کله یاران پرید.* از بادشاه و وزیر هیچ نہ شد، آخر برسم پذیرے او رفته قید شدند. راجه ناگر مل با بعضے رؤسا مثل سعدالدین خان سامان، غیرے برائے حفظ خود بقاعه جات سورج مل رفت. قریب یک ماه بر شهر سختی مصادره ماند. انگاه شاه بعالمگیر سلطنت بخشیده، وزیر را با خود گرفت و انداز اکبر آباد کرد. فوج او دست غارت کشان، متھرا کہ ہڑدہ کروہ این طرف شہری بود با کھال رونق و آبادی، قتل شد. چون هوا متعفن گردید، شاه از خوف طاعون معاملات سورج مل ملتوی گذاشته دفعۃً کوچید و دختر محمد شاه را بعبالۃ نکاح در آوردہ بالا بالا رفت. عمادالہلک در نواح اکبر آباد ماند. نجیب الدولہ کہ در جنگ صفدر جنگ نوکر وزیر شدہ بود، ترقی نہایان کردہ میر بخشے گردید و مختار سلطنت شد.

† پیشوا شدن

* حواس باختہ ہونا

راجہ ناگرمل کا مصلحت سے فوج دکن کو شہر سے نکال دینا	این جا راجہ ناگرمل با سردار* دکن بر خوردہ، وزیر و احمد خان و آنها را بر نجیب الدولہ برد- او شہر بند
---	---

گشت، جنگ توپ خانہ بمیان آمد۔ بعضے از سرداران کہ برائے خویش بودند، باندک غلبہ انداز خرابی شہر میکردند۔ راجہ مذکور کہ مدعایش جز نیک نامی وزیر هیچ نبود، برائے مہانعت برکار سوار شدہ † آنها را باز میداشت و می گفت کہ بر شہر زدن شہا بر قالب زدنت ‡، فوج دکن ناموس عالمے برباد خواهد داد، شہا برہ بند □ این کار نہ آید، نہ نتود کہ شہر بغارت رود و بد نامی عاید شود۔ اصلح آنست کہ روہیلہ ہا را بصلح بر آریم و شہر را سلامت نگہداریم۔ پایان کار با نجیب الدولہ سر بسر کرد و از شہر بر آورد۔ او بہ سہارن پور کہ در فوجداری خود داشت، رفت۔ وزیر و اعزہ دیگر داخل شہر شدہ، فوج دکن را رخصت نمودند۔ ناروغگی توپ خانہ بہ پسر ○ راجہ تقرر یافت۔ میر بخشی احمد خان ¶ شد۔

* (ن) سرداران
 † کار بیہودہ کردنت
 ‡ یعنی واقف
 □ (ن) برائے
 ○ (ن) و میر بخشی گوی بہ
 ¶ احمد خان بلگش

یکے پیش راجہ جگل کشور شکایت	راجہ جگل کشور سے
روزگار کردم، آن عزیز از خجالت سرخ	شکایت روزگار اور راجہ
و زرد شدہ گفت کہ من شال کہنہ *	کا میر صاحب کو تسلی
دارم، اگر دستے می داشتتم، چشم	دینا اور کچھ مدت
نہی پوشیدم۔ روزے سوار شدہ بخانہ	کی پریشانی کے بعد
راجہ ناگرم رفت و تقریب من کردہ	قدر کافی

طلب داشت، رفتم و بدست او ملاقات نمودم۔ لطف بسیاری کرد و گفت، ضیافت شیرواز حاضر است[†] یعنی حصہ شہا ہم خواهد رسید، بارے تسلی شدم و برخواستم۔ روز دیگر کہ صحبت شعر اتفاق شد، گفت کہ ہر بیت میر سانا بعقد گہر است، طرز این جوان مرا بسیار خوش سی آید۔ بہہین وتیرہ چندی رفتم، اما چیزے بدست نیامد۔ چون کارہ باستخوان رسیدہ بود[‡]، اضطراب بسیاری لاحق شد۔ یکے بعد از نماز صبح بر در ایشان رفتم، جے سنگہ نام میر دہہ چوبداران پیش آمد و گفت کہ این کدام وقت دربار است۔ گفتیم کہ حالت اضطراب است۔ گفتا شہا را مردمان درویش می گویند، مگر گوش زد نشدہ است کہ ”لا تتحرک ذرۃ إلا بانذن اللہ“۔ این جا از علو مرتبت پرواے کسے نیست، صابر و شاکر باید ہوں، ہمہ چیز در گرو وقت است، این راہ اندکے دور است، دیدن پسر کلان II ایشان ضرور است۔ تو آمدم و بر آمدم —

* کنایہ از افلاس † یعنی آنچہ سہاست موجود ست
 ‡ یعنی کار بتسامی شد R (ن) از تنگ دستی بجان
 آمدہ ام II (ن) صاحبزادہ J یعنی شرمندہ شدہ

شبیے بگفته او پیش پسر ایشان* رفتم؛ در باغی مهانحت کرد و گفت دیدن ایشان این وقت امکان ندارد - ناچار برگشته آمدم - دیگر بعد از نماز عشا باز رفتم؛ دیدم که در بی دربانست - پرسیدم که "در بان کجا رفت؟" گفتند "امروز درک سرش بکده گرفته بود که نهی ترانست نشست" - دانستم که اراده حق تعالی متعلق است؛ بدیوان خانه در آمده؛ در یافتم؛ و صحبت شعر داشتم - خواجه غالب† که جوان زور مندی بود؛ و با من تعارفی داشت؛ احوال مرا مفصل گفته چیزه مقرر کنانید؛ تا یک سال می یافتم - شبیے بخدست راجه حاضر شدم؛ ایشان زر یک سائے مرا تذخواه نمود؛ گفتند "اکثر مرا می دید؛ باشید" - ازان روز بعد نماز عشا بطریق ملازمان در خانه باغ ایشان می رفتم و تا دو پهر شب می ماندیم - گل این خدمت آن بود که بشگفتگی خاطر اوقات میگذرانیدیم - اکنون خامه زبان دراز طرح سخن بطور دیگر می اندازد -

(سانحه) سرداران دکن ملک را از خود می دانستند و خیال جنگ شاه در سر میداشتند - تیهور شاه پسر شاه درانی و جهان خان سردار فوج را با مردم قلیل شنیده و از دنباله آن پروا نکرد؛ یلغر به لاهور رفتند - فوج کم شاهی تاب جنگ نیاورد؛ گویخت - اینها تا برو خائفه آتک متصرف شده؛ صاحبانام سردارے را برے ضبط آن طرف گذاشته؛ روانه وطن

* برادرے بهادر سنگه † (ن) جالب ‡ یعنی حاصل
 ر دنباله داشتن از عقب داشتن چیزه و این در محل
 نفرین استعمال کنند -

کہ عبارت از دکن است گشتند —

چون نوشتن ابن سافحات بر سبیل اجہال منظور داشتیم اکثر مقدمات مثل چشم سخت کردن * عہد الملک	چند سافحات کا اجہالی ذکر
--	-----------------------------

بر شجاع الدولہ و مصلح ہون راجہ و ہنگامہ بے ادائیگی
بدخشیان و زبون گشتن آنها از جرأت وزیر و راجہ و
نجیب خان و رفتن وزیر بہ لاہور برائے ضبط اموال
معین الملک کہ خسرا ہود و بر آوردن زن صوبہ دار مذکور
از شہر مسطور و گشتن عاقبت مسموم کشمیری و کشتہ شدن
ستار قلی خان کشمیری و حرابی شہر دہلی و بغارت رفتن
خانہاے مردم از جور بے تہہ چند کہ تازہ بر روی کار آمدہ
بودند و غافل ہون این خران از چوب خدائی و رفتن
عالی گہر با یکے از سرداران دکن کہ حالا تہمتی بادشاہت
است و بدست فرنگیان گرفتار و پس از چندے آمدن او
شہر برائے ملازمت پدر و برسم پذیرہ رفتن راجہ و غدر
کردن یاران و زخمی سدا رفتن او بجانب مشرق و لکد بخت
خوردن و بادشاہ شدن و قید کردن انتظام الدولہ خان خافان
و بر آوردن سلاطین از قلعہ بگفتہ فاکسان و باز آمدن آنها
بر سوائے کہ با نوشتہ بہ است قلم زبان آور من بتفصیل نہ
فگاست زیراچہ این موجز گنجائی این ہمہ اطناب نہ دانست۔

* تند و تیز نظر کردن ۱ مغلوب گشتن † بے حوصلہ
‡ از انتقام Δ ہوشوار رفتن ۲ لکد بخت خوردن
معنی فلک زده و حوادث زده سمت و لکد روزگار خوردن
مراکف آن ۳ یعنی مختص ۴ طول دادن

فوج دکن کی چڑھائی
دلی پر

ہنوز روزگار میں ہمد بلاہا را بتمام
ہرنچیدہ بود کہ گردش آسمان حقہ باز
فتنہ تازہ را بعرضہ ظہور آورہ - آشوب

عجیبے برخواست، یعنی سردار جنگو نام، با فوج بسیاری از
دکن رسید و گذار لشکرش در سواد شہر افتاد، دل اکثری از
جا شد، قیامت برپا شد، رئیسان رنگ رو باختند، شاہ و
وزیر باو ساختند۔ دتا نام سرداری کہ مدارالہمام آن سردار
جگدرار* و جوان چارشانہ † ہوں، از خود کردہ، بہ نجیب الدولہ
کہ بکنار گنگ در جاے قلب ثبات قدم ورزیدہ تہکن داشت
دوانیدند۔ آنجا جنگ عظیم اتفاق افتاد۔

ابن جا عزیزان بخانہ وزیر انجمن شدند کہ اگر این فوج
سنگین بر گرد و برسا ریزد، قیامتی بر انگیزد کہ عالم
تہ و بالا شود و شہر بغارت رود؛ اگر دست دہد، شریک شدہ کار
نجیب الدولہ بسازیم و گرنہ واسطہ گردیدہ بصلح پردازیم۔

دھوکے سے بادشاہ
عالہگیر ثانی اور
انتظام الدولہ خانخانان
کا قتل

ہرگاہ قرار یافت وزیر برآمد و آنطرف
آب خیمہ کردہ، مکلف بادشاہ گشت۔
او تہارض نہودہ جواب صاف دہ۔
یاران چون از بادشاہ دلجمعی نہداشتند،

مشورت کردند کہ بشہر بروند و بادشاہ را از میان بردارند
و انتظام الدولہ را نیز زندہ نگذارند۔ راجہ ہمان شب آنروز
آب رفت۔ سفیدہ دم آن سپاہ درونان از لشکر بہ شہر آمدہ

* یعنی جبری
† یعنی لجمع شدتہ
‡ یعنی قریہ و زور آور
§ بہرمانہ مرض کردن

پیش بادشاه حاشا زدند* که ما با وزیر بدیم، اما زمانه سازی نمی
کنیم، فوز عظیمی دست بهم داده است، اگر حضرت دریا بند -
آن سادہ لوح فریب آن ناسرانجامان خورده پرسید کہ چیست؟
گفتند فقیر صاحب کھالی دست از دنیا برداشته از دوسہ
روز در قلعہ فیروز شاہ وارد است، فردا خواهد رفت، آخر
روز اگر دیدہ شود، غالب است کہ از دعای این بزرگ ازین
بلا رھائی یابیم، و بر وزیر غالب آئیم - بادشاہ از زبان درتہ
زبان داشتن † عزیزان عصر غافل بود، وعده داد کہ البتہ
خواهم دید - آخر نزدیک بشام سوار کردہ بردند - چون در
قلعہ رسید، بزخم کار کار آن بیگناہ ساختند، و مردہ او را
پائین دیوار انداختند - بعد از شام از آنجا برگشتہ در نہاز
رسن بہ گلوے خانخانان افگندہ کشیدند و بسختی تھامش کشتہ
لاشہ او را از نظر مردم پنهان ربودند و غرق دریا نمودند -
مردہ بادشاہ تھام روز برسوائی تھام بر روے خاک افتادہ ماند -
ھر کہ می دید، بر سرتکبان این اسر ناشایستہ لعنت میکرد -
آخر وارثان او جگر از سنگ کردہ †، شبشب زیر خاکش پنهان
ساختند، و از ہراس آن بے چشم و رویان § ماتم نگرفتند -
صبح دیگر آن ستم کیشان در قلعہ آمدہ شاہجہان نام جوانے را
بر تخت نشانیدند و نذرھا گزرائیدند - مدت سلطنت عالمگیر
ثانی ہفت سال بود -

* یعنی قسم خوردند

† یعنی بیخوف شدہ

یعنی منافقت

§ یعنی بے مروتانہ

درانیوں کا دکنیوں کو
شکست دینا

هر گاه این زبون گیر چند از کشتن
بادشاه و انتظام الدوله فراغت کردند،
وزیر را کوچ با کوچ بردند - او بعد از

قطع منازل و طے مراحل بفوج دکن پیوسته شریک جنگ شد -
هفته بر این زرفته بود که خبر رسید، فوج ساهی از آتک
گذشته، صاحب را شکست داد - سرداران دکن جنگ نجیب الدوله
را گذاشته، سرا سیهه برای سه راه شدن روانه گشتند - و برابر
پانی پت از آب جون عبور نمودند فرود آمدند - در اثنا
راه جهانی سر سخت خورد * - از آنجا سنگ به سنگ زنان †،
آنطرف کرنال که قصبه ایست مشهور، و آستانه شاه شرف
بوعلی قلندر آنجاست، خیمه گاه ساختند - شام شنیده شد که
لشکر ساهی بر سمت دریا سیاهی کرد - ایسان نیز سیاهی
فوج نمودند - روز دیگر پیش از تیغ کشیدن آفتاب، جوانان
جرار کارگذار قریب هشت هزار سوار، و یکی از سرداران
جدا کرده فرستادند - وقتیکه رفتند و بروی آن فوج ایستادند،
بیک تک تک پا بسپاری از پا افتادند - سخت دلان کوه پیگر
بر سر سنگ نشستند §، زنج زنان ¶ را زنجده آنها شکستند -
خونخواران آنطرف بوضع آویختند که خون بسا کس بیگم
ریختند - چشم لشکریان این جادب ترسیده و دل جوانان بخود
لرزید - اگر خدا نخواسته آن دسته بو دائره لسكر میزد

* یعنی تصدیع کسید

† یعنی دعوی کنان

‡ یعنی بتبرک و تار

§ یعنی معذب شدند

¶ بیهوده گویان

ہمان روزگار ہتھامی کشیدے و از ما مردمان یکے بشہر سلامت
فرسیدے۔ اینان شاخ از پیشیہانی برآوردہ برگشتند؛ آنان
سرگاوے زدہ* از آب گذشتند۔

ہرگاہ مخیم شاہ درابہ شد و نجیب الدولہ ملحق گشت،
دکھنیاں وزیر را جہت محافظت لشکر و شہر دستوری دادند
و خود کنار آب گرفتہ آمدند، و شش کروہ آفطرت خیمہا زدند۔
این جا وزیر شہر را محکم کردہ ملچارہا قسمت نہود و حویلی
دارا شکوہ کہ بر دریا واقع است، براجہ سپردہ، بادشاہ نو
را کہ شاہجہاں با شد دید۔

پس از چار روز فوج شاہ و نجیب الدولہ پا جفت دویدہ،
بدریا رسید، دلاوران پیکار جو و سواران جنگجو دریئے پور فال،
گودیدند، پیادگان روہیلہ پیش قدمی نہودہ ہنگامہ جنگ را
گرم ساختند، و چنان تردد کردند کہ پا بہائے شان پوست
افداختند؟۔ ازین طرت دتا کہ سر کردہ فوج دکن بود بکار
گذاران خود پہلو دادہ، بہ یک پہلو افتاد و مقابل آن فوج
سنگین ایستاد۔ نخستین تگنگے کہ ازان سو سرد دہ شد، تیر
او بہ دتا رسید و بہ پہلو غلطید۔ دکھنیاں دست و پا کم کردہ
لاش اورا برداشتند و کنار آب گذاشتند۔ آذان این طرت آب
آمدہ دست جلالت کشادند، اینان سر بیابان ہزیمت نہادند،
وزیر سرداران خود را بر ملچارہا گذاشتہ با فوج دکن آمیخت

* بمعنی انتفاع برداشتن
† یعنی تہیبہ و گوشمال
‡ امہاد نمودہ
+ یعنی برابر فریدند
۱ کذا یہ از محکمات بسپار
۲ بجد شدن درکارے

زمانہ غدار رنگ خرابی ریخت - درانیان دنبال گریختگان
اقتادہ اکثری را علف تیغ بیدریغ کردند و برگشتہ انداز
قاراج شہر نمودند -

راجہ شام از شہر برآمدہ * قصد
قلعہ جات سورج مل کرد و سلامت
رفت - بندہ برائے حفظ ناموس خود

درانیوں کے ہاتھوں
شہر کی تباہی

بشہر ماندم - بعد از شام منادی شد کہ شاہ امان دادہ است؛
باید کہ رعایا پریشان دل نگردد - چون لختے از شب گذشت؛
غار تگران دست تطاول دراز نمودہ شہر را آتش دادہ؛ خانہا
سوختند و بردند - صبح کہ صبح قیامت بود؛ تمام فوج شاہی
و روہیلہ ہا تاختند و بہ قتل و غارت پرداختند؛ دروازہ ہا
شکستند؛ مردمان را بستند؛ اکثری را سوختند و سر بریدند؛
عالمے را بخاک و خون کشیدند - تا سہ شبانروز دست ستم
برفداشتند؛ از خوردنی و پوشیدنی ہیچ نگذاشتند؛ سقفا
شکافتند؛ دیوار ہا شکستند؛ جگہ ہا سوختند؛ سینہ ہا خستند -
آن زشت سیرقان بر در و بام؛ اکابران بہ بے سیرتی؛ تمام؛ شیخان
شہر بحال خراب؛ بزرگان محتاج دم آب؛ گوشہ نشینان بیجا شدند؛
اعیان ہمہ کدا شدند؛ وضیح و شریف عربان؛ کدخدایان بے خان
و مان؛ اکثرے بہ بلا گرفتار؛ رسوائی کوچہ و بازار؛ بسیاری
خدا گیر؛ زن و بچہ اسیر؛ بر سر شہرے هجوم؛ قتل و غارت

* (ن) با چندے از رؤسای این جا † یعنی بہ ناموسی

‡ بہلہ گرفتار

علی العموم؛ حال عزیزان به ابتری کشید، جان بسے به لب رسید؛
 زخم میزدند، و زبان به تلخ می کشوند؛ زر را می گرفتند
 و سلاخی می نمودند؛ باهر که بر میخورند، تا ستر پوش*
 می بردند؛ جهانے از جهان ناشاد رفت، ناموس عالمے بر باد رفت؛
 شهر نو بخاک برابر شد، روز سوم نسق مقرر شد: انزلا خان نام
 نسقی باشی رسید کلاهما و نیم قن† مردم او کشید، بارے
 قدغن چیان غارتگران را از شهر بر آورده باحتیاط پرداختند
 و آن بیرحم مردمان بشهر کهنه چسپیده، جهانے را هلاک
 ساختند. هفت هشت روز این هنگامه گرم بود، اسباب پوشش
 و قوت یک روزه در خانة کسی نهاند. سر مردان بے کلاه، زنان
 بے روسا سیاه. جمعے چون راهها قفل بود، روزے از زخم
 پراگنده خوردند؛ جماعتے را از سردی هوا دندان بدنان □
 کلید Δ و مردند، به بے حیائی تهام تاختند، روها بر زمین
 انداختند II، غله ها را از گرسنه چشمے می اندوختند، و بدست
 غربا بطرح ○ می فروختند. شور و غارت زدگان شهر تا آسمان
 هفتم میرسید، اما شاه خود را که فقیر می گرفت، بسبب
 استغران نمی شنید؛ هزاران خانه سیاه †، در عین آن آتش
 تیز با داغ دل جلاي وطن کرده سر بصحرا زدند و چون

* بمعنی ازار † بمعنی انگرکهه ‡ یعنی بسعد برد
 § (ن) هم نخوردند [] "دندان بدنان کلید شدن" چسپیدن
 دندان باهم Δ (ن) کلید شد ○ (ن) مردم II یعنی بے عزت
 گردند ○ یعنی بزور می فروختند † یعنی خانه خراب

چراغ صبحگاهی در راه از هواے سون خانه روشن گردند؛
 بے شمار بے دست و پایان را آن سیاه درونان در رکاب انداخته
 اسپرانه بدائره لشکر خود بردند - دست دست! ظالمان بود،
 دست کجی! میکردند، دست پلمشتی □ می نهوند، دست
 چرب بر سر می کشیدند، دست ببازوے زنان میورسیدند،
 تیغها می آختند و - تگاہ می ساختند - از دست شهردان هیچ
 نمی آمد، زیرا که دست و دل ایشان سون شده بود ⊠؛
 کسے دست پاچه می شد و کسے دست بزیر سر ستون ⊕
 می نهود؛ بر هر درے درون سیاهے در هر بر زلے ⊖
 بز نگاهے ⊕، بازاری و گیر و داری ⊙؛ هر طرف خونریزی، هر
 سمت بز آویزی ⊕، پاتابه پیچے ⊕ میکردند، بنا گوشے
 میزدند؛ غریبان از خوف خشک بودند، دیدے درایان
 تریبا * می نهوند، خانها سیاه، کوچها داغ گاه، صدها از
 چوب کاری هلاک شدند، جامه خون بسته، یکے بر سر چوب
 کرده نشد، عالمے از زخم ستم جامه در خون کشید ⊕ و جان
 داد، اما کسے دم نزد - زمین شهر کهنه که جهان تازه اش
 میگفتند، دیوار صورت کاری افتاده را مانا شد، یعنی تا هر جا

* یعنی مردند † دور دوره † دست درازی
 □ دست برد نمودن ⊠ یعنی بیکار شده بود
 ⊕ مضطرب ⊕ حیدران ⊖ کوچه ⊕ (ن) برمگاه
 ⊙ گرفتندی و پورسیدنی
 ⊕ نوعے از تعویب ⊕ عیاری ⊕ طمانچه
 ⊕ شوخی ⊕ یعنی بداد کسے کسے نرسید (حاصل معنے)
 ⊕ یعنی کشته شد

کہ نظر میرفت سر و سینہ و دست و پاے گشتگان بود،
 خانہاے آتشزدہ، سینہ سوختگان از نار بت خانہ ہا یاد
 میداد، یعنی تا چشم بینندگان کار می کرد، سبہ می نبود؛
 سخت خوردہ * کہ خود را بکشتن داد آرامید +، چشم خوردہ
 آنها روے بہبود ندید۔ منکہ فقیر بودم، فقیر تر شدم، حالہ از
 بے اسبابی و تہی دستی ابتر شد، تکیہ کہ بر سر شاہ راہ
 داشتیم، بظاک برابر شد۔ غرضکہ آن بے مروتان تمام شہر را
 بار کردہ بردند، عزیزان ہمہ ذلیل شدہ جانہا سپردند —

در انبویوں سے دکنیوں
 کی جھڑپ

ہنوز از نہیب و غارت دست بر نداشتہ
 بودند، مشہور شد کہ فوج ہزیمت
 خوردہ دکن با فوج دیگر کہ در فواح
 میوات بود، پیوست، ارادہ فاسدے دارد۔ شاہ از استماع
 این خبر، مہیایے آن طرت گشتہ، شاہجہان را کہ تہمت زدہ
 چند ماہہ سلطنت بود، دستور سابق در سلاطین فرستاد
 و جوان بخت پسر عالی گہر را ولیعهد او گردانیدہ از شہر
 کوچید و رفت۔ عہدالہاک ہمراہیان سرداران دکن گذاشتہ
 بقلعہ جات سورج مل آمد + و نشست۔ وقتیکہ شاہ در فواح
 میوات رسید و دکھنیاں دیدند کہ تیغ ما نہی برد + و چشم
 لشکریان ترسیدہ است، جنگ گریز کدان، بطور قدیم خود،
 تا شاہجہان آباد آمد، از دریا عبور کردند۔ شاہ فیض متعاقب
 در رسید و شب در سواک شہر گذرانیدہ از راہ پایاب گذشت۔

* رنج کشیدہ + یعنی بعین الکمال گرفتار شدہ

‡ (ن) رفتہ ¶ یعنی تیغ ما کار نمی کند

آنروز آب چون معسکر شد، جهانخان سردار فوج پیش رفته قریب سکندرآباد، با فوج ملهار که احوال او گذارش یافت در آویخت - شاه ازین جا با سه هزار غلام سوار شده در عرصه دو پاس شریک او شد - سردار آنطرف تاب مقاومت او نیاورده، دم خود را بیکے از سرداران دکن سپرده، پنهان گریخت - آن سرکرده داد دلاوری داد، و کشته افتاد - کسان دیگر داندان بحرت گذاشته * از روبرو جبران فوج شاهی گریخته، پراکنده شدند - شاه تا کول که قصبه ایست معروف - تعاقب کمان رفت - گریختگان بقلعجات سورج مل پناه برده، بعد از دو سه روز روانه پیشتر گردیدند - فوج شاه با یکے از قلعه‌ای او که این طرف آب چون بود، چسپید و کار بر مردم حصار سخت گرفت - زمیندار مسطور آماده آنها بالقوه خود ندیده بدر تغافل زد، ناچار حصاربان آنها ز فرصت یافته، هنگام شب گریختند و میان دار فرستاده صلح نمودند -

بهاو سردار دکن کا فوج
لے کر آنا

بود، شهرت یافت که فوج سنگینے از دکن بانداز جنگ در نواح اکبرآباد رسیده است، و زود می‌رسد - فحیب الدوله سرداران سمت مشرق مثل شجاع الدوله و احمد خان و حافظ رحمت وغیره را برای ملازمت آورد و هر یکے را بوعده ملکه خوش دل ساخته سرا پا + دهانید و آماده جنگ گردانید -

درین نزدیکی بهاؤ که سرسران دکن بود بانبوه پیش از پیش

* داندان بحرت گذاشته، بمعنی عاجز شدن + یعنی خلعت

از ملک سورج مل گذشت و وزیر و راجه او را مستهال ساخته، با خود آورد و متصرف شهر گشت. یعقوب عالی خان که قرابتی باشا ولی خان وزیر شاه درانی داشت، و در قلعه بادشاهی بتوقع آنکه فرج شاه آنطرف آب است، کم مددی نخواهد کرد، بخود سپرد*، بدست و دندان در جنگ چسپیدا - دکنیان† معاصره نموده بباد ایچها گرفتند. اکثر مکانات بادشاهی را که نظیر نداشتند (بناک کسان) ساختند. چون دریا بسبب برشکال عسیرا عبور بود و شاه نمی توانست گذشت، خان اندکور بدست راجه سربرسر کرده از قلعه برآمد، نظر بر عهد و پیمان کسی مزاحم احوال او نشد. در این ایام من بخدمت راجه حاضر شدم و التماس کردم که از گرم و سرد روزگار در آتش و آبم میخوام که ازین شهر برویم و جای دیگر بروم شاید که آسوده شوم. ایشان رعایتی نمودند و رخصتم فرمودند. لواحقان را همراه گرفته^۱ بروآمدیم. جای مد نظر نداشتیم، بتوکل قدم در راه گذاشتم. در تمام روز پس از خرابی بسیار هشت و نه گروه راه طے شد. شب در سرای زیر درختی بسر کردم. صبح آن زن راجه جنگل کشور که احوالش نگاشته آمد، ازان راه گذشت، ما کم پایانرا، از خاک برداشته همراه خود تا برسانه که معبد هنودانست و قصبه ایست هشت گروه این طرف قلعه جات سورج مل، برد و بافواع مراعات دلدھی کرد -

* بمعنی مغرور شدن † بمعنی کوشش تمام

† (ن) جنوبیان (ن) برابر † (ن) پیاده پا

<p>میر صاحب کا راجہ کے ساتھ کاماں جانا اور پریشانیء حال</p>	<p>سلیخ ذیبحجہ او بکامان کہ سہ کروہی آن مکان شہر یست سرحد راجہ جے سنگہ رفت - بندہ با اہل و عیال در عشرہ آنجا اقامت نمودم، فرداے عاشورا</p>
---	--

قدم کشیدم و بہ گھمیر* رسیدم —

این جا بہادر سنگہ نام پسر لالہ را دھا کشن کہ بیشتر
خزانچی گری صفدر جنگ داشت، و در این اوقات با راجہ بود،
شام آمد و سر دستمی بہن گرفتہ او میانہ سر کون : احسان مند
اویم کہ غیر از دوست روی حقی بر نداشتم - چندے بفروافت
ماندم و روز و شب گذراندم —

(حکایت) روزی بسبب فقدان اسباب معیشت دل تنگ
فشستہ بودم، بخاطر رسید کہ با اعظم خان پسر اعظم خان
کلان کہ در عہد فودوس آرامگاہ امیر شش ہزاری بود و دست
و دلے داشت، اگر ملاقات کردہ شود، یک دو دم خرش بر آوردہ
شود۔ رفتم و در طویلۂ سورج مل کہ تازہ اقامت گاہ خانہ
خرابان شہر دہلی شدہ بود بر خوردم۔ آن عزیز خدائش
بیامرزاد، لب را بخیر پرسش من کشاد، سر رفتہ خود بر زبان
آورد، سامعان را از ہوش بردم، چون حقہ و قلیان بہیان
آمد، این بیت آمدہ بر زبان آمد: —

امروز کہ چشم من و عرفی بہم افتاد
باہم نگریستیم و گریستیم و گذشتیم

چند شعر ازین قبیل خواندم؛ دوسه اشک از مژه افشاندیم- پس از نفسه چند خان را متفکر دیدم ، گفتم * چه بخود فرو رفته گفت خیر- گفتم - آخر گفت هر گاه شما در شهر می آمدید + ، اقسام شیرینی و انواع حلویات می آوردیم و باهم میخوریم امروز عجب اتفاق است که دست بر شکر خام هم نداریم ، تا کاسه شربت برائے شهابیاریم - گفتم که مواج این همه نیستیم آنهم بر سبیل تغنن بود ، صاحب خوب میداند که گاهی شکم را نان سهاط نکردیم- اوقات مختلف است ، آن هنگام شربت و شیرینی بود این موسم تلخی کشید نست - همین گفت و شنود بود که زنی خوانی بر سر از در در آمد و گفت همشیره سعیدالدین خان سامان دعا گفته است و قدری حلوی + نزاکت و شیرینی شنبه فرستاده - خان چون سر خوان کشاد نگاهش بر گل حلوا فتان گل گل شگفت و با من گفت که این روسپاه قدر خود خراب میداند ، عه ریست که بفاقه کشی میگذرانند ، گاهی از جابه دم آبه لب نانه نرسیده ، تا بکلوا و شیرینی چه رسد ، شما مهبان عزیزید ، این اقامت ۹ شهاست حصه مرا بدهید و بخانه خود فوستید ، گفتم بسیار است من چه خواهم کرد - گفتا بکار میر فیض علی پسر شما خواهد آمد - غرضکه مرد خوشی بود کاسه بند نهوده Δ ، قاب حلوا و خوان شیرینی

* (ن) پرسیدم — + (ن) بر می خوردند —

+ نوعی از حلوا - و شیرینی شنبه ، چنانچه شیرینی - پنج شنبه که این جا رسم است که آن جا روز شنبه فاتحه می کنند -

۹ به معنی مهبانی — Δ یعنی خوشامد کرده —

بخانہ من فرستاد و خندان خندان دام داد * ، دو روز
 بہمان شیرینی گذرانیدہ شد - روز سوم پسر خورد راجہ †
 مرا طلبید و احوال گیری کردہ گفت تا تشریف آوردن
 راجہ صاحب پیش من باشید ؛ گفتم کہ اسباب معیشت مفقود
 است - گفت ، دل را جمع کنند ، اینجا ہمہ چیز موجود است
 آن نوگل باغ کرم کہ شاداب و خورم باشد ، بہ شگفتگی خاطر
 مایحتاج مرا میر سافید -

(سانحہ) اینجا چنان مسہوع شد کہ بشہر شہرت گرفت کہ صہدخان فوجدار سر ہند با چند زمیندار و فوج بسیار می آید ، و ارادہ لشکر شاہ دارد -	درانیوں اور دکنیوں کی مشہور خونریز جنگ پانی پت میں
--	--

بہاؤ سردار دکن کہ جوان بر خود چیدہ ‡ بود ، کسی را پیش
 خود وجود نہی گذاشت ④ ، اسباب زاید در قلعہ شاہجہاناباد
 گذاشتہ ، بہقتضای حرارت ذاتی قصد حرکت آن طرف نہود
 بخاطر داشت کہ وزیر جواہر بسیاری دارد و سورج مل
 زمیندار کلانی است ، اگر زمانہ فرصت دہد ، از ایشان چیزہ
 بگیریں - راجہ ناگر مل بسبب ملاقات سرداران او ازین معنی
 خیر بود ، روزی براجہ پیغام فرستاد کہ تصدیت مہالک
 مہروسہ باختیار شہا میگذارم - این عزیز نظر بران معنی گفت
 کہ از مدتی با وزیرم ، مناسب فیست کہ او فاکام باشد و من کار
 خود برم ، پس انسب آنست کہ اورا دستوری بہرت پور شود ،

* یعنی رخصت داد - † (ن) راے بشن سنگہ -

‡ یعنی مغرور - ④ یعنی موجود نمیداشت -

من و سورج مل بطریق مشایعت رویم و از سرش واکرده موافق گفته کاربند شویم - غرضکه از چرب زبانی * روغن قاز مالیده روز کوچ دکهنیان ، خود و سورج مل به بهانه که نگارش یافت با بهیرونیه از لشکر آنها بجزگرداری تهاجم † سوار شده در پام گده که حصار نیست محکم ، دوازده گروه شهر آمده نشستند - وزیر و اسباب و خیمها روانه پیشتر شدند - وکلای دکهنیان هرچند بسماجت گفتند ، اما بشنیدن حرف آنها نبرد اختند و نسبت خود بشاه درست ساختند - رئیس دکهن که استقلال واقعی داشت و نظر بر لشکر بیبشمار والات و اسباب بیحد جمعیت ایشانرا بحساب نهی گرفت ‡ چون شنید بخود پیچید و گفت که اینها چه چیز اند ؛ چراغ دولت اینها به پغی § در بند است ، من با عتقاد اینان از دکن نیامده ام ، در مؤگان بهم زدن بخاک برابر خواهم کرد - تدارک این حرکت بر وقت دیگر موقوف داشته ، رفت و قلعه نجابت خان روهیله سر سواری گرفته ، صهدهان را کشت و آن انبوه را پرا گنده ساخت . چشم دکهنیان از برهم زدن این فوج خیره شد ، از آنجا برگشته متصل پافی پت سنگریستند ، و آماده جنگ میدان شاه گشتند - وقتی که آب چون روبکمی آورد ، شاه بصد جوش و خروش بر سرداران سمت مشرق از دریا عبور نموده ، دست جلالت کشود - چند روز پیش از جنگ صف خبر رسید که گویند پندت باجم غفیر △ آمده است و انداز □

* زبان آردی یعنی فریب داده
 † یعنی بخاطر نمی آورد § یعنی به اندک چیزی موقوف
 ‡ نیست △ یعنی انبوه بسیار □ قصد

پیوستن لشکر دکهنیان دارد، سردارے بافوج سنگین از لشکر شاه جدا شده دوید و بے خبر رسیده، اورا بخاک و خون کشید؛ اسپایش همه بغارت برد، آن اجماع برهم خورد —

درین ولا راجه در کههیر که قلعه سورج مل است، باوتشریف داد، مکه بدسب قسمت در آنجا بودم، رفته التماس نمودم که از چنده انتظار قدوم فرحت لزوم داشتم؛ اکنون اجازت شود، بطرفے برجم که با روز گارناساز گار طرت* نمی توانم شد از راه عنایتے که بحال من میداشتند، گفتند، معلوم شد که قصد بیابان مرگ شدن دارد، اما اگر من هم گذارم - همان روز چیزے جهت خرچ فرستادند و علوفه من بدستور سابق دستخط کرده دادند —

چون این بزرگوار بسبب آن که شاهجهان آبک خرابه بیش نهانده است و مردمان سالے سو بار خانها را بر خروش بار می کنند† کسے تا کجا خانه بردوش باشد و درین سر زمین کدّ گوشه عافیتے است و رئیس این جا مرد آر میده هست، بر خود نمی شکنند، توطن اختیار کرد - ما مردم نیز در سایه دیوار او مقر خود مقرر ساخته افتادیم —

(سانحه) حقیقت هر در لشکر آنگه اگر دکهنیان بجنگ گریز که طور قدیم آنها بود می جنگیدند اغلب که غالب

* مقابل † کنایه از خانه ویران کردن

† (ن) بدسب ظاهر ‡ مخدوم شدن

می گردیدند - ایشان توپخانه را گرد کرده نشستند ، فوج شاهی در پئے آن شد که رسد نرسید ، وقتیکه کار تنگ شد ، سردار دکن مستعدے حرب گشت ، سران از سنگر و سنگ چین * بر آمده میخ دوز + ایستادند ، و جگر داران شاه میخ چشم + آنها بوده بیک پهلوی افتادند ، کار گذاران میدان کشیدن ؟ و برهم کردن آغاز کردند ، دلاوران پیکار جو بند بر بند قبا بافته ¶ به پشت کمان گرفتند ○ ، نبرد آزمایان جنگ جو ، بند و قبا گرفته بدست و دندان چسپیدند || ، بر رو استاد گان تیغ ها II آخته بر سر هم دویدند ، بے دهل رقصان ☉ معرکه گشت و خون بر کار سوار گشتند ☽ . پیش جنگان پیاده شده در آویختند ، و از هم گذشتند ☉ ؛ زخمها بجوانان رسیدند ، جامدها در خون کشیدند ، جنگ آوران عرصه تنگ آوران از دو طرف ریختند ، و تفنگها گرفته آویختند . سردار دکن ثبات ورزیده پا به میدان گذاشت و اکثر دستهای فوج شاهی را ز پیش برداشت - چون فتح از شاه بود ، از ترون کاری نه کشود ، هزار هزار بندوق می انداختند و بیک نفر این طرف نمی رسید و از دست تفنگ اندازان سهل مردان ☼ کار آمده از کاری رفتند چنانچه در اول ☉

* سنگ چین دیوارهایی خورد + مضبوط و محکم
 † آزار رسان ☽ یعنی بجد تمام ؟ میدان کشیدن خود
 را جمع کرده پس رفتن برآی جستن ¶ یعنی یکجا شده
 ○ بمعنی تیر باران کردن || بجد و کد کردن کاری
 II یعنی حریفان ☉ پهلوانان زبردست
 ☽ یعنی مقرر شدند ♀ یعنی مردند
 ☉ یعنی هلاک شدند ☼ یعنی مردان که کار از دست
 ایشان بر آید ☉ یعنی اول مرتبه

و هلهٔ تیر تغنگ بوسواس راؤ که ریاست بنام او بود؛ رسید و بخاک و خون غلطید - می گویند که بهاؤ جوان غیورے بود و داک مردانگی میداد، د می که این سانحه را بچشم خود دید، بر زبان راند که حالا روی رفتن دکن نهاند، دل از جان برداشته دندان بجگر افشرد، بر قاب سپاه زد - یعنی دیده و دانسته خود را بکشتن داک؛ ملهاری پیر گرگ بغل زن * بادوسه هزار کس ازان مهلکه بیرون رفت و تهاام لشکر غارت شد - سردارانے که زنده بر آمده بودند، برهنه بحال فقیران آواره شدند، واسپ و سلاح هزار هزار سوار فرار نمودند را د د زمیندار اطراف شهر گرفتند چه نویسم چه که روز سپاه بر این قوم آمد، هزاران عربان + گریه کنان از هر راه که می گذشتند، باعث عبرت می گشتند - مردم دیهات محبوب بریان کرده، بهر نفر یکمشت میدادند و احوال آنها را باحوال خود سنجیده، زبانهها بشکر میکشادند - شکستی این چنین کم اتفاق افتاده باشد، بسیاری از گرسنگی مردند و بسیاری از سردی هوا جان سپردند - فوجی را که در قلمه گذاشته رفته بودند، از خونت دست اندازی مردمان شاه هنگام شب گریخته رفت - جنس کرورها بدست لشکریان شاه و سرداران مشرق افتاد - و باهم قسمت شد - توپخانه و آلات دیگر حرب و فیل و گاؤ و شتر و اسپ سوائے نقد و جنس شجاع الدوله و غیره بپای خود گرفتند -

* نوعی از گرگ که در رفتن از راهی آواز بر آید + (ن) هزاران

درانیان که فقیران، محض بودند، سوار دولت گردیدند۔ با هر ده با شی صد شتر بار، بایک نفر دو خروار، دولت عظیمی دست بهم داد، هر یک کلاه کج نهاد۔ شاه بعد ازین گونه فتعے که شاهان سلف را هم میسر نه آمده باشد، با کروزر تھام داخل شهر شده، رقبها بقم سرداران اطراف و جوانب نوشت که بیایند و نوکری نمایند۔ نوشتہ براجہ نیز رسید، ایشان بگمان آنکه شاه بادشاه هندوستان شد و ازین ملک زرخیز نخواهد رفت و سارا نوکری باید کرد، رفتند۔ و نجیب الدولہ پیشوا آمده برد و ملازمت شاه بدست شاولی خان وزیر اوف نمودند۔ صحبت بآن دستور دانشور برآر شد۔ مهرخون حوالہ کرد و نیابت وزارت دان، چنانچه موجب رفاه امرائے عظام گشتند۔

راجہ سی وساطت سے	وزیر یکبار گفت کہ پدر شجاع الدولہ با شما تہ دلی داشت + و این بابا طفلست و غیر بابا + کاری ندارد و نہی فہمید کہ
شجاع الدولہ کی صفائی	
وزیر درانی سے	

این شاه است، بیک پشت چشم فزک کردن § جہنی را بر باد میدهد، خبر شرطست، با د پرائی ○ اینگونه بسیار بدماغش میخورند ○ نظر بر رفاقت هیچ انہی گوید، لیکن برین غرہ نباید شد۔

بادشاهان و نکویان دو گروه عجیبند

کہ نبودند و نباشند بفرمان کسی

بہتر آذست کہ شاہ و نجیب الدولہ رفتہ اورا معقول کنند،

* یعنی طالع مذمذ شدند + یعنی دوستی داشت + یعنی بلند پروازی

§ یعنی بیک ناز کردن ○ یعنی غرور ⊕ یعنی غرور ○ آزردہ کردن

و گونہ فردا جرم از مانیست - رفتند و اورا با تیغ و کفن آوردند
از وزیر رخصت گرفتند - بارے صحبت کوک شد و کدورت بصفدا
انجا مید - من دراین سفر بایشان بودم -

درانیوں کے حملے سے دلی کی خرابی اور غارت گری کی پرورد داستان	(حکایت) روزے پرست زدم، راہم برویرانہ تازہ شہر افتد، بر ہر قدمی گریستم و عبوت گرفتم، و چون بیشتر رفتم، حیران تر شدم، مکافرا نشناختم، دیاری
---	--

نیافتم، از عہارت آثار فدیدم، از ساکنان خبر نشنیدم -

از ہر کہ سخن کردم، گفتند کہ اینجا نیست

از ہر کہ نشان جستم، گفتند کہ پیدا نیست

خانہا نشستہ §، دیوارها شکستہ، خانقاہ بے صوفی، خرابات بے

مست خرابہ بود، ازین دست تابان دست -

ہر کجا افتادہ دیدم خشت در ویرانہ

بود فرد دفتر احوال صاحب خانہ

بازارها کجا کہ بگویم، طفلان تہ بازار کجا، حسن کو کہ بپرسم،

یاران زرد رخسار کو، جوانان رعنا رفتند، پیران پارسا گذشتند،

محلہا خراب، کو چہا نایاب، وحتنت ہویدا، انس نا پیدا، رباعی

استادے بیام آمد -

افتاد گذارم چو بویرانہ طوس

دیدم چندے نشستہ بر جاے حروس

گفتم چہ خبرداری ازین ویرانہ

گیدا خبرایدت کہ امسوس امسوس!

ناگاه در محله رسیدم که آنجا میماندم، صحبت میداشتم، شعر میخواندم، عاشقانه میزیستم شبها می گویستم، عشق باخوش قدان می باختتم، ایشان را بلند می انداختم *، یا سلسله مویان می بودم، پرستش نکویان می نمودم، اگر کسی بی ایشان می نشستم، تنها بر تنها می شکستم، بزم می آراستم، خوبانرا می خواستم، مهمانی میکردم، زندگانی می کردم. دوست روی نیامد که باو نفس خوش برآرم، مخاطب صحیحی نیافتم. که صحبت دارم؛ باز از وحشت گاهی کوچه بصحرا راهی استادم و بعیرت دیدم؛ مکروه بسیاری کشیدم، عهد کردم که باز نیایم، تا باشم قصد شهر نهجایم —

(سافحه) هرگاه قرار یافت که ساولیکان با راجه برآید و ملک گیری نهجای فوج شاه که از غنیمت ممالک بود، بردارخانه هنگامه آرا شده گفتند که ما بوطن خود میرویم، اگر شاه خواسته باشد بماند؛ مدتست که برائی کار[△] بر کار سواریم[○]، از زن و فرزند خبر نداریم. شاه چون فکر نمود، دید که بی فوج در ملک بیگانه نمی توانم بود ناچار رفتن فندهار که دارالهاک او بود، مقرر گردانید. وزیر خیمه بر آمده را باز طلبید و از روئے سرداران اینجا خجالت کشید. در روز پیشتر شجاع الدوله و راجه را مرخص کرد، شهزاده جوان بخت را ولیعهد شاه عالم نمود و شهر را با اختیار نجیب الدوله گذاشته برخواستند، و در راه فوجدار سرهند زین خان نام افغانی □ را که از قوم و قبیلۀ آنها

* ستایش کردن † اشنا روی[△] (ن) او[○] یعنی مقررم □ سردار

بودا کرده بلا هور رفتند. چون غور این قوم از حد گذشت، غیرت الهی از دست سگهان که عبارت از نا کسان و شعر بافان و نفاقان و بزازان و سہساران* و بدالان † و نجاران و قزاقان و مزارعان و کم بغلان † و پاجناریان ○ و کلل خسپان ¶ و بازاریان و بے تہان ☒ و بی مایگان و تہی دستان آن فواح باشد، ذلیل ساخت: قریب چہل و پنجہا ہزار کس گرد آہلہ خود را بر روئے آن لشکر گوان کشیدند۔ گاہی برنگی چہرہ △ می شدند کہ زخمہا بر میداشتند و رونہی گردانیدند، و گاہی طرف شدہ باطرات پریشان گردیدہ) (۱) صد دو صد را بدنبال می بردند و می کشتند۔ ہر صبح گرد فتنہ می انگیزتند، ہر شام از چارسو مہر ریختند، لشکریان را سکان روی یخ ساختہ بودند II، یخ بسیار آب می گشت (۲) تا فرار می نہودند۔ گاہی سفید □ می شدند و بر ہمیر و تہہ می افتادند، گاہی سیاہی می نہودند و می استکاندند و ہنہر می ریختند، و سنگ بسنگ میزدند (۳)۔ مو پریشان و سر پیچدار در اردو می شدند: سب نثر و شور، روز عروکور (۴) ڈیالہ آنها ہشتیر بر سوار زدی و قلع زین را خون ریز کردی، دست کش (۵) شان قدر انداز (۶) را گرفتہ بردی و شست آویز (۷) نہودی غرض کہ این بے نا موسان بے دولت آن بی حقیقتان را آنقدر

* دلالان † ای بقالان † کم مایگان ○ یعنی مفلسان ¶ یعنی کسا نیکہ در گلخن می خواہند ☒ یعنی بے حوصلہ گان △ ای مقابل (ن) نہ گردیدہ II ای مضطرب کردہ ہوتند (۲) یعنی رنج بسیار می کشیدند □ نمودار (۳) یعنی خراب می گردند (۴) یعنی آواز فریاد نامعقول و ہرزہ و طمطراق بے جا (۵) یعنی خادم (۶) یعنی قادر انداز (۷) شست آویز، نوٹہ از تعذیب

رسو ساختند که سرداران اطراف این صحبت را شنیده، از نظرها انداختند. مقام و مت بواقعی نتوانستند، سلامت رفتن خود غنیمت دانستند، آخر سراپائی نظامت آن شهر به هندوی داده راه پیش گرفتند. این انبوه دنباله گردان، غارت کنان، سر کله زنان، تا آب آتک رفت و شست و شوی، خوبی داده متصرف آن صوبه که دو کرور روپیه حاصل داشت، شد. بعد از چندی آن هندوی خون گرفته شهر نشین را کشته مالک گشتند. چون وارثه در میان نبود، آن عوام کالانعام ملک را با هم قسمت نمودند و بر روئی رعایا در احسان کشتند، یعنی آگاه رسم ملک داری نبودند، پرچه مزارعان دست برداشته دادند، مفت خود شهرده گرفتند —

(سابقه) در همین سال سورج مل که زمیندار زور آوری است، آبا و اجداد او همیشه مورد عنایات بادشاهان اولوالعزم مانده اند، در حالتی که خبر بود، راهداری سابقین اکبرآباد و شاه جهان آباد باو تعلق داشت. در این ایام از سستی رؤسای اسلام سوی کشید و متصرف اکثر محالات گردید. بسبب حرام توشگئی قلعه دار سیه روزگار حصن حصین اکبرآباد گرفت؛ شاه عالم بتحریریک شجاع الدوله که حالا وزیر اوست، با لشکر بیشمار حرکت کرد، زبان زد خلق شد که برای اخراج سورج مل سی آید، زمیندار مذکور جهت محافظت شهر و حصار مسطور، از قلعه جات خود رفته به اراده پرخاش نشست و به راجه نوشت که آمدن شما

* به معنی خالصت + ای معمول کنان | تبجوه خوب کرده

== چون گرفته، احاطه رسیده *

ملائقہ قرابت ایشاں کہ آشنا از چوب خشک بہتر اشدند * میان
دار فرستادہ، آن انہوہ را باز گردانیدند۔

میر صاحب کا آگرے جانا | من بہ این تقریب بعد سی سال،
باکبر آباد رقتم، و زیارات مزارات

پدر و عم بزرگوار کردم۔ شعرای آن جا سرا سر آمد این فن
دانستہ، اکثر ملاقات می کردند۔

(حکایت) اوازہ عالمہ شنیدم، رقتم و دیدم، ملاے قشری +
بر آمد، یعنی بہمز سخن نہی رسید، ہنوز نفس درست
نکرده بودم کہ از بے تہی سخن سر کرد کہ اکثر جوانان این
عہد رافضی می باشند، و در حق بزرگان از سقیفہ سازی چہا
کہ نہی تراشند †۔ این تسبیح خاک امام شہا کہ موجب غبار
خاطر ما صفا پیشگانست دلیل است کہ شہا میل بر فرض دارید،
اگر در واقع چنین است، مرا بحال من وا گذارید۔ گفتم کہ
مرا نیز ہمین تردد ہوں، الحمد للہ کہ صاحب سنی بر آمدند۔
مغز خر خوردہ * کنایہ نفہمید و بسیار خوش گردید۔ چون سرا
موافق یافت، پر و پوج چندے بافت بیہزہ تو شدم و
برخاستہ آمدم۔

(حکایت) صبح و شام بر لب دریا کہ بسیار بخوبی
واقع است، افطرت باغات و این طرف قلعه و حویلیہاے امرای
عظام، گوئی کہ نہر بہشتی است، میر رقتم و چشم آب میدادم †۔

* ای مخترع آشنائی بودن † یعنی بے منز

‡ یعنی حرف دروغ بستنی * یعنی احمق † یعنی تماشا کردم

شور بکر تراشی من * آفاق را گرفته بود ، بکر نگاہان † ، مژگان
 سیاہان ، خوش ترکیبان ، جامہ زیبان ، پاکیزہ طینتان ، موزون
 طبعتان مرا نہی گذاشتند و بعزت میداشتند - دو سہ بار
 سراسر شہر رقتم ؛ علما ، فقرا ، شعراے آنجا را دیدم ، مخاطبے
 کہ ازو دل بیتاب تسلی شود ، نیافتم - گفتم : سبحان اللہ این
 آن شہریست کہ ہر برزن او ‡ عارفے ، کاملے ، فاضلے ، شاعرے ،
 منشتے ، دانشمندے ، فقیہے ، متکلمے ، حکیمے ، صوفئے ، محدثے ،
 مدرسے ، درویشے ، متوکلے ، شیخے ، ملائے ، حافظے ، قاریئے ، امامے ،
 موزنے ، مدرسے مسجدے ، خانقاہے ، تکیئہ مہمان سوا ، مکانے ،
 باغے داشت ، اکذون جاے نہی بینم کہ درو شاہ کام نشینم ؛
 آدمی بہم نہی رسد کہ باو صحبت کزینم : خرابہ وحشت فانی
 دیدم ، رنجے کشیدم و بر گودیدم - مدت چار ساہ ازین قرار /
 در وطن سالوت گذرانیدے ، وقت رفتن آب حسرت بچشم
 گردانیدم و بقلعجات سورج مل رسیدم --

قاسم علی خان ناظم	(سانحہ آنجا آمدہ سنیدم کہ با
بنگاہ سے شجاع الدولہ	قاسم علی خان ناظم بنگاہ و نصرانیان
کی بد عہدی	تجارت پیشہ کہ آنجا از مدت سکونت
	داشتند ، جنگ واقع شد - رعایا

و زمینداران آن ملک از ستم بے نہایتش بہان آمدہ بودند ،
 حانب او نگرفتند - پایان کار ہزیمت خوردے ، با لشکر سکستہ و
 زر و جواہر و اقمشہ ، امتعہ بسیار ، بہ نظیم آبد کہ این صوبہ ہم

* یعنی معنی تارہ پیدا کردن یعنی خوبان شرمگین

† اوی ہر کوچک او / با ہر طہ

باو بود آمد - فرنگیان نیز در رسیدند، خواست که شهریند
 شود و بجنگد؛ لشکرش پشت داد، باز شکست افتاد، مال و
 اسباب خود را بار نهوده، با نه، ده هزار کس بسرحد
 شجاع الدوله رسید، آنها بالفعل دست برداشتند و قدم پیش
 نگذاشتند - و قتیکه متصل بنارس رسید، خیمه کرده، بوزیر
 نوشت که من بامید اعانت شما آمده ام، اگر سردستی بمن
 بگیرند و بجنگ نبرانیان مخالف مذهب در آیند، خرج
 سپاه و ملازمان حضور متصدیان من سر انجام نمایند - ایشان
 نوشتند که اول شما بیائید و ملازمت بادشاه نهائید، آنچه
 بحضور قرار خواهد یافت، موافق آن بعمل خواهد آمد -
 آن فلک کرده * آسپان غدار، نا آگاه از نه کار، مع اسباب و
 آلات و پانصد فیل، باعثان خام داستان + چند که واسطه
 بودند، از آب آن رود خانه که زیر شهر مذکور واقع است
 گذشته داخل لشکر شد و دائره کرد - نظر تنگ چشمان این
 طرف نظر بر اسباب بادشاه، نه او افتاد، چشم سپاه کردند
 و کهنه فعله چند فرستاده، بغریب و عذر محبوسش ساختند -
 بعد از دو سه روز از زر بسته † و خرده و جواهر و اجناس
 دیگر و اسب فیل و گاؤ و شتر و خیمه و فرش هر چه داشت
 وزیر بگفته نا مال اندیشان پیش او هیچ نگذاشت - بد عهدان
 که در میان بودند، نظر به عهد نامه نداشتند، چون خامه سیه

* فلک کردن نوعی از عذاب کردن آن واژه آویختن است.

+ اے خام طمعان یعنی مکار و متعطل و تجربه کار

† زر بسته، مقابل خورده (ن) استر

رودندان بحرت خود گذاشتند*، آمدہ بود کہ کسے دست او
خواہد گرفت، این حا انگشتر† باشد، چون انگشت از ستم
روزگار بر آورد‡ و حلقہ بر در وزیر زد، یومیہ از سرکار بیگم
کہ عبارت از نام شجاع الدولہ باشد، برائے او مقرر شد، باقی
داستان بفردا سب میگنارم کہ افسانہ دیگر بر زبان دارم۔

خواہر سنگہ کی	(سانحہ) جواہر سنگہ پسر کلان
دست درازی اور	سورج مل کہ سردار جگر در ریست †،
نجیب الدولہ کی	از مدت خیال ریاست در سر دارد؛
گوشہ لئی	چنانچہ پیش ازین با پدر در آویختہ،
	خون بسیاری ریختہ بود و دو سہ

زخم دامن دار برداشت۔ در این ایام بفرخ نگر کہ سہ منزلی
شاہجہان آباد، شہریست، بسمت مغرب، و سرحد آن بسرحد
ملک پدر او پیوستہ است، رفت۔ و با زمیندار آنجا کہ پدرش
فوجداری گرد شہر دہلی میگرد، آویزتری نہود و طول داد۔
او نیز سو فرود نیارودہ در افتاد؛ چون دو ماہ برین گذشت،
سورج مل با فوج سنگین قصد آن طرف نہود۔ بخافہ راجہ
برائے رحمت آمد، ایشان گفتند کہ شہا زینہار فروید، سہاد
باعث فتنہ و ہنگامہ شوید، آنجا نجیب الدولہ ہم قریب است،
اگر میراعات اسلام کند، جنگ بہیمان آید، معہذا طرف ثانی
قلعہ دار و صاحب ائوس است، اگر سہاجت فہاید و دیر شود،

* اے برگفتہ خود ثابت نبو دن

† کلایہ از چیزے مختصر ‡ اے بقاہ خواستن

§ یعنی مرد جری

عظیم‌شان شهنشاهانند - در آداب ریاست نوشته اند که ذکار از تقریر آید، باید که سردار به پسر نفرماید، و تا از پسر شود، خود نرود - خاصه آنست که چون وعده قریب می شود، حرمت معقول نمی شنود - گوش بر حرمت ایشان مینداخت، رفت و رئیس آنجارا اسیر ساخت؛ سپاهیان دست تعدی دراز نمودند، خانهای شرفائے آنجارا بغارت بردند - برادرانش که با نجیب‌الدوله بودند، دستارها بر زمین زدند و له طاقتی نمودند - او برائی خاطر آنها ملتجی شد که ایشان به سزائی کرده خود رسیدند، اکنون از سر تقصیر باید گذشت، نشیند و دلیرانه بشاهجهان آبدار رفت - او بدر تغافل زده دروازه هائے شهر را بند نمود و سر بر نکرد؛ این بر خود چیده، متکبر از آب دریا گذشته، بر سرش دوید و موجب آشوب گردید - در آدمی گیری او شبه نیست؛ صد بار پیغام داد که من با شما سر پر حاش ندارم، لهذا فوج خود را بر نمی آورم، غربائی شهر تصدیح می کشند، دایره کردن اینجا مناسب نیست. یک جواب آدمیانه ندان، و بسفاهت گفته فرستاد که من فوج نواب را دیده، حواهم رفت؛ اگر زود برآیند، احسان است که کارهائے دیگر در پیش دارم، وگر نه فوجی که در اختیار من نیست صبح و شام بشهر می تازد - آن سردار گفت که البته صبح برمی آیم و سان * فوج خود می نهانیم -

(نقل) شخصی که در میان بود بهن می گفت که دل شب

فوج را رخصت عبور دریا داد و خود را کشید - و بعد از ساعتی چشم کشاد ، و گفت که عجب واقع * دیدم - گفتند چه طور است ؟ گفت ، کلاغی بر درختی نشسته است و زاغان بسیار بر و گرد آمده ، شوری دارند - منکه ازان راه گذشتم ، بیک تیرش بر خاک انداختم - زاغان کشته اورا دیده ، همه یکبارگی پریزند - غالب که فتح از من است ، انشاءالله صبح سوار میشوم ، و این سیاه درون را می کشم —

چون صبح رسید ، آسمان بیخ حادثه بپرخ کشید ، جار چیان جار زدند ، خود بر فیل نشسته ، از آب گذشتت و باستقلال تمام مقابل گشت - حریف چون گاؤ چهار پهلو † بر خود شکسته و خر خود را ① دراز بسته ② صفوت فوج بر روئے ایشان کشید تفنگ چیان گوم انداختن تفنگ ، آزموده کاران نظر بر اسلوب جنگ ، سردار این طوط آماده کین استاده بود و پا از وضع خود بیرون نهی گذاشت - رئیس آن طرف دامن بالا زده خود کشی ③ می نمود و دست از شوخی بر نمیداشت —

هر گاه روهیله ها سرگرم دوتیغه بازی شدند ، او در دسته خود را پنهان ساخت و بالا بالا رفته ، غافل از این که اجل چیره دست ④ در کھین است ، بر سپاه که بسمت شهر بود ، زد -

* واقع عجبی † یعنی تیز کرد ‡ اے فر به
 ① اے مغرور ② کنایه از با ما ئی کردن
 ③ اے جهد باغ ④ یعنی تھزد ست

شورے برخاست، روکاران قلب بھد آنها شتافته این بلا
 را برچیدند* - در همان گرد و غبار آن اجل رسیده زخمی
 برداشت که از اسپ برخاک افتاد و جامه گذاشت† - اما کسی
 ندانست که این سورج مل است باهم می گفتند و قتیکه او سهند
 را جلو خواهد داد، قیامت در جلو او خواهد بود - ندانستند
 که جماعت درازبست از پیش جنگی خود را بکشتن داده
 است - از آن وقت تا شام باز جنگ بهیمن فیامد، آن جا کار
 تمام شد و این جا هراسان که شب افتاده است، مبادا
 شبخیزد زند، و مارا برخاک هلاک افکند - بعد شام فوج
 روپوشه بود، پراکنده شد و رفت؛ تا نصف شب مهیائے
 کار براسپ و فیل سوار استاده ماندند - اما همه متامل که چه
 بلاست از آن طرف صدای بر نهی خیزد، نشود که فوج حریف غافل
 بریزد و قیامت بر انگیزد - حاسوسان از لشکر بر آمده دوسه
 گروه این طرف آن طرف کافتند، احدی را نیافتند - قریب
 بشکستن شب ‡ آمده گفتند که از مردم دیهانت شنیده شد که
 جماعتی بسوا-یمگی میرفت و میگفت، افسوس سردارے
 چون سورج مل گشته شود و ما بیهر و تان لاش او را برخاک
 میدان گذاشته از ترس جان برویم - ازین جا به ظهور می
 پیوندد که او درشورش آخر روز که بفوج التمش^۴ بود کشته
 شد و لشکرش گریخته رفت -

* یعنی درو کردند + یعنی مد -

‡ یعنی قریب آمدن شدن شب ^۴ یعنی چند اول

در این گفتگو بودند که صبح سفید شد و سوارے دست بریده آورد و گفت که این دست آن دست خشک شده ارست که جرات * داشت؛ دیگران نیز شناختند و کوس شادی نواختند؛ و چون به یقین پیوست، قدم بتعاقب کشادند و دنبال گریختگان افتادند؛ اگر از دریامی گذشتند، باعث خرابی جهانے می گشتند. اما راجه نوشت که نواب این دولت را که عبارت از چنین فتح است از صحرا یافته + باید که غنیمت بدانند و عذران بگردانند. این جا انبوه بسیار است، اگر اُستادگی نهابند، باز کار دشوار است. - راء در ستے و قلب سلیمے داشت، نوشته ایشان را دید و بر گردید -

جواهر سنگهه که از استماع این خبر جان در تن نداشت و بظاهر خود را بهسهار دوخته قایم بود، آمد و بر مسند ریاست نشسته در فکر گرد آوردن لشکر افتاد - در همت و شجاعت و مروت صد مرتبه از پدر خرد بهتر است -
دولت ندهد خدای کس را بغلط

— (حقیقت حال لشکر بادشاه و وزیر) —

(سافحه) حالانکه شجاع الدرله بگفته نا کسان و نا تجربه کاران چند که در مزاجش تصرف داشتند، بطمع صوبه عظیم آباد که اگر به یک نگ تگ † یا بدست بیاید مفت است، شاه عالم را با خود گرفته بشکر بآنصوب کشید - کشیش △

* یعنی ناسور
+ از صحرا یافتن منت یافتن
† (ن) تگ و دو
△ این معرب قسیم است یعنی
نوس و اغلب =

عیسائیان یعنی سردار فرنگیان شهر را محکم کرد^۴، دوستی که سر بر سر کسیکه داشتیم * او را زدیم و ازین ملک برآوردیم؛ با نواب و بادشاه کارے نداریم؛ سبب این حرکت معلوم نمی شود که چیست و محرک سلسله فتنه و فساد کیست؟ اگر انقیاد منظور است ما مطیع منقادیم؛ حاجت بکشیدن این رنج بیفائده نیست؛ رگر استیصال ما بگفته نو کیسه گان^۵ نا فهم مقصود است؛ گذر نداریم †؛ مزاج بزرگان حکم سیل تند دارد؛ بهر جانب که روسی آرد می آرد؛ ما حسانرا چه سر و سامان که سد راه توانیم شد؛ طبیعت سرداران را بپاک صرصر نسبت میکنند؛ ما که مشت خاکیم؛ چه ساز و برگ داریم؛ که راه بر توافیم گرفت - نا معامله فهمان حضور که بے بهر از شعور بودند؛ فرشتن با مکرے آنها را محمول بر بد دانی^۶ نمود؛ باصرار باعث کوچ شدند —

هر گاه تلاتی فریقین در ظاهر آن شهر دسب بهم داد؛ فرنگیان بندوقها گرفته در آویختند؛ مغلان غیرت بهرام بر خزانه آقا ریختند؛ نصرانیان قدم جرأت پیش گذاشتند - عیسی نام چیله نواب جسارتے^۷ کرد و جان داد؛ باد. اه چون تهاشائیان ایستاده ماند؛ شکست افتاد - نواب که بطرفے از اطراف^۸ می جنگید توقف مصلحت ندیده؛ با معدودے راه صوبه پیش گرفت؛ مسافت بعید را بیک نیم روزے طی نمود؛

* یعنی کینه کسیکه داشتیم + اے نو دولتخان

† یعنی چاره نداریم Δ اے نا مردی ⊙ دلیلی

⊙ (ن) شهر

بهتر خود رسید - از آنجا نقد و جنس و ناموس بضرورت
برآورده زوائف فرخ آباد شد -

اگر چه این عالم دارالجزا نیست ، اما گاهی چنین هم اتفاق
می افتد که این شکست فاحش بر این چنین لشکر گران کیفر آن
بود که بقاسم علی خان کرده بودند -

آنجا نصرانیان متصرف خیمه ها و آلات حرب وغیره گشته ،
بادشاه را با خود گرفتند و بآرمیدگی عازم این طرف شدند -
در عرصه هشت هفت روز باو ده که دارالقرار شجاع الدوله
باشد ، آمده شکرانۀ این فتح که فوق تصور آنها بود ، مجوز ازار
احد نگشتند - بعد از هفته بادشاه را دو لک روپیه ماهیانه
کرده به اله آباد رخصت کردند که حضرت بطور خود باشند
ما را نیم و ملک --

(سافحه) در خلال همین حال جواهر سنگهه با لشکر غدار
او ملهار که احوال او فوشته آمد ، بدعوی خون پدر ، بر
نجهب الدوله رفته ، به دهلی چسپیده بود - خلقی از گرانی غله
بعان آمد ، قتل و قتال ، جنگ و جدال قریب دو ماه ماند -
عهد الهلک که در فکر کناره کردن بود ، معه ناموس از قلعه
بهرت پور بر آمده ، مردمان زاید را بغرح آباد فرستاد و خود
شریک جواهر سنگهه شد -

آخر از آمد آمد شاه که در این سال تا شاه آباد آمد و از
تشویش سکهان بے سر و پا برگشت ، مسوده ها همه باطل شدند
و آن جنگ بصاح آنجا مید - عهد الهلک با ملهار ، پیش
عهد خان بنگش که ربط درستی داشت رفت ؛ و جواهر سنگهه

بہلک خود آمدہ بکارہائے دیگر پرداخت - سرداران عہد پدر
کہ بخاطرش دہی آوردند؛ بعضے را کشت و بعضے را سفید
ساخت -

نواب عہدالہلک باین سن یگانہٴ عصر است؛ اوصاف * بسیار
دارد؛ چنانچہ پنج شش خط بخوبی می نویسد، شعر ریختہ
فارسی، ہر دو ہامزہ می گوید - بحال فقیر عنایتے بیش
از بیش می کند؛ ہرگاہ بخدمت شریف او حاضر شدہام،
خطے برداشتہ -

(سانعہ) تبیین مقال احوال شجاع الدولہ آنکہ باسیدحمایت
کسان کہ بہ فرخ آباد رحل اقامت افگندہ بود؛ از آنها غیر
شہادت و بے مروتی ندید + ناچار باسلمہار کہ احوال او سبق
مذکور شد، طرح سلوک انداختہ انبوہے گرد آورد، و بجنگ
فرنگیان برد، چون مقابلہ فہیتن شد، بادلچہا از طرفین
انداختند، گرفتند، دستہ ہائے فوج دکن، برائے نہون جرأت
خود، بروے توپخانہ رفتہ نیزہ بازی نہودند و دست خونریز
کشودند - عیسائیان از سنکر باہستگی برآمدہ توپ اندازان
بو ضعی در آمدند کہ چشم دکہنیمان ترسید و ترکی تمام کردید -
آفچیان دست و پا کم کردہ گریختند کہ گوئی درمیان
نہودند - در دو سہ روز بگوالیار کہ سہ منزلی اکہرآباد،
شہریست حاکم نشین و در تصرف آنها بود، رسیدند و حال
شکستہ خود را در چند روز درست کردہ آمادہ جنگ

جواهر سنگهه شه‌ند۔ آنجا دعویں شجاع الدولہ قطع شد اراضی بہرگ
 بودہ ، تن تنہا پیش فرنگیان رفت ۔ آنها رو ازو گرفتند دست
 از ہمہ چیز برداشتند و صوبجات را بطور او گذاشته بہ
 عظیم آباد رفتند —

ہر گاہ رفع حجاب + شد ، باز خلعت وزارت پوشیدہ ،
 خلع العذار بدارالقرار خود کہ اودہ باشد آمد و نشست —

<p>(سانحہ) این جا دکھنیاں تیرہ روزگار ، با فوج بسیار ، بسوحد جواہر سنگهہ آمدہ ، اکثر دیہات را تاختند و خراب ساختند ۔ جواہر سنگهہ کہ دلاور مقرر یست ، از قلعجات بر آمدہ ہشت</p>	<p>دکنیوں کی شکست پر شکست اور ملہار راؤ کا شکستہ دل ہوکر وفات پانا</p>
--	---

نہ ہزار سوار سکھان کہ دران ایام دران ضاح آمدہ بودند ،
 نوکر کردہ رفت و چہرہ شد † ۔ ہنگامیکہ جنگ بہم پیوست ،
 آن مدبران رو باختند و ایشان باسر و نہیب پرداختند ۔ چنانچہ
 قریب پانصد کس با سردارے اسپر کردہ آوردند و عرض
 سپاہگیری آن ہا بر دند ۔ چون ملہار سرد رودارے ہون ،
 شکست بر شکست خورد ، از فرط اندوہ و غم سہ چار منزل
 رفتہ سرد —

* یعنی از و شرم کردہ — (ن) بادشاہ و وزیر —

† ای مقابل —

دکنیوں اور جواہر سنگھہ | بہترین نزدیکی رکھنا تھے راؤ کے سردار
 کی لشکر آرائی۔ شاہ | مقرری دکنیان است، بافوج کثیر
 درانی کی آمد کی خبر | رسیدہ، بیکی از زمینداران انطرت
 سنکر دشنوں کا صلح | سرحد جواہر سنگھ چسپید و موجب
 کر کے بھاگ جانا | فتنہ آن ملک گردید۔ زمیندار مذکور
 بایشان رفتگی داشت، نوشت کہ اگر

دکنیان مرا پایمال ساختند، یقین خاطر باشد کہ بہلک
 شاہم دست تصرف دراز خواهند کرد؛ آمدن بسرحد
 خد من از واجبات است و صرفہ من نیز درین است۔
 این جوان فراخ دامان با لشکر بے پایان رفتہ،
 این طرف چذبیل کہ رود خانہ مشہور است، دایرہ کرد۔
 دکنیان دودلہ شدہ، طرح یکدلی افداختند۔ ہنوز ہردو
 لشکر مہادی بودند کہ خبر آمدن شاہ شایع گشت۔
 سران* دکن کہ از نام او آب می تاختند، جگر درباختہ
 رہگراے او طان خود گشتند و بشکستن قید اُساری کہ در
 جنگ ملہار بگیر آمدہ بودند، صلح نمودند۔ این عزیز
 بعضی نیک بھرامان را کہ بادکنیان در ساختہ، چہا کہ
 نہی گفتند، گوشمال بواجبی دادہ باکبوابان آمد۔

راجہ از قلعجات برائے ملاقات اور رفت، مرا زیارت
 مشت خاک پدر و عم بزرگوار باین تقریر باز میسر آمد:
 ہمگی پانزدہ روز آنجا ماندہ عدان آن طرف بگرداند۔

این بار هم شاه درانی تا این طرف
ستلج کہ روں معروف است، از
دست سکھان پا در هوا خرابیہا کشید
و برگشت —

شاه درانی کا ستلج کے
اس طرف تک آنا اور
سکھوں کے ہاتھوں سے
تنگ آکر واپس جانا

(سانحہ) درین ولا جواہر سنگہ را
باراجہ مادھو سنگہ پسر جے سنگہ
بر اوے از اسورات زمینداری
ناخوشی شد و رفتہ رفتہ بنزع کشید.

جواہر سنگھ راجہ
مادھو راؤ میں تذازع
اور جنگ —

این جوان جرّی بخرابی ملک او کھر بستہ در ظاہر
بیہانہ ملاقت راجہ بچے سنگہ پسر بخت سنگہ کہ احوال
او رقمزدہ کاک سحر طراز گردیدہ، بر بھکر کہ آبگیر
کلانیست، غیرت بحیرہ*، و ہنودان غسل آن جا را عبادت
میدانند، رفت و در راہ اکثر قریات را بنخاک برابر ساخت
بچے سنگہ اگرچہ جوان بزرگ لیکن رائے صایبے داشت،
آمدہ بر خورد و واسطہ صلح شد عہد پیمانہ پیمان آمد
چون جواہر سنگہ برگشت، سرداران راجہ مادھو سنگہ
نقض عہد نمودہ آمادہ پیکار شدند، تا در پھر جنگ تیر و تفنگ
ماند، آخر راجپوتان جہالت کیش از اسپان فروں آمدہ،
دست بشمشیر ہا زدند، پائے ثبات اکثر از جا رفت.

* یعنی جوہیل و قالب (ن) دائے بہادر سنگہ
یعنی کلان راجہ کہ جوان بجرأت و ہمت آشناست درین سحر
ابہ جواہر سنگہ بہ تقریب غسل آن آبگیر وقتہ بوی چون
ازان جا برگشتند۔

این جوان دلاور* داد جوانمردی داد، این چنین بلائی صعب را برچیده† چون شام افتاد بر هر دو لشکر شکست افتاد آتش تیز کهن از هر دو سو زبانه کش است و رعایا مثل خس و خاشاک می سوزد باید دید که از پرده غیب چه ظهور میرسد —

(سابعه) چون جواهر سنگه بقلعجات آمد و نشست، فوج راجپوتان بخیرگی تهاج دست تاراج بدیهات فواج دراز کردند، و باستظهار‡ دکهنیان	راجہ مادھو راؤ کا بیمار ہو کر مرجانا اور لڑائی کا خاتمہ
---	---

آبادیها را خراب نمودند. درین ایام انبوھے از سکھان آنطرف آب جون بود. رئیس این طرف بانھا مستظھر شدہ طرف گشت، گشت و خون بہمان آمد. عالیہ تلف گشت، آخر فوج حریف را از ملک خود بدر کردہ، سرداران سکھان را بر روے آنها دوانید II و رفتن خود مصلحت ندید. این قوم دغل بانھا در ساخت و باین سردار بد باخت. هر گاہ بد عہدی این بے سرو پایان دید، کار بسیار بے مزگی کشید. در ہمین حال اقبال یاورى کرد کہ راجہ مادھو سنگہ بسبب بیماری کہ داشت در گذشت. سرکردگان آن فوج ناچار سر بسر کرده برگشتند و سکھان بے تہ از همان راہ گذشتند —

* (ن) جواهر سنگه و راے بہادر سنگه - (ن) چیدند
† پشت کر می II (ن) کشید R صلح

جواہر سنگھہ کا قتل۔ (سانحہ عظیمہ) آدکھ درین نزدیکی
 اُسکے بیٹے کی جانشمینی اور مارا جافا۔ کھیری
 سنگھہ کا جانشین ہونا۔
 ابتری اور خانہ جنگی

رسید۔ این سیہ کار مدام شراب میخورک و بر خلق خدا جفا
 از حد می برد، چنانچہ در ریاست ده ماه باکس و فاکس
 بد باخت، آخر مہوسے بزخم کارک کار او ساخت۔ سردارے،
 بنام پسر او کھیری سنگھ مقرر شد، اختیار بدست فوکران
 افتاد، کار ابتر شد۔

اکنون کار پردازان، نول سنگھہ پسر چارمین سورج مل را
 کہ در عرصہ نبود، بہ نیابت آن طفل برداشته اند، اگر از آب
 خوب بر می آید خوبست وگرنہ کار بسیار بے اسلوب است۔
 وقتیکہ نفاق این قرم بہ طول کشید و فوجت کار پردازوی ملک
 بہ سفہا رسید، نول سنگھہ و برادر حورک رنجیت سنگھ کہ
 قلعه کھیر باو تعلق دارد، هر دو بجنگ بر خواستند، قریب
 پانزدہ سہانروز جنگ توپ و بان و تیرو تفنگ درمیان ماند۔
 چون قلعه استحکام واقعی داشت، ناچار نول سنگھہ بدر صلح
 زن و گذاشت۔ هر چند درمیان هر دو برادر بظاہر صلح و صفا
 شد، اما کینہ باطنی را چہ علاج؟۔ جیہا رام کہ سر کردہ فوج
 رنجیت سنگھہ و مدارالہمام ہوں، در لشکر دہنیان، کہ در آن
 ایام چار پنج منزل آن طرف سی گشتند، رفت: سرداران را
 ترغیب نمودہ در ملک خود راہ داد۔ ہمین ہا کہ حالا کلہ گوتہ

به آسمان می ساینده، بحال خراب باو آمده، زیر دیوار قلعه کمهیر دایره کردند. آن قدر دل باخته بودند که از هر کس می پرسیدند، فوج نول سنگه چه قدر است و چه قسم می جنگه. اگر نول سنگه از جاے خود حرکت نمی کرد، کار او باین خرابی نمی کشید و دکهنیان هم بطریق ضیافت چیزے گرفته میرفتند. چنانچه حرکت بجانب متھرا کرده بودند که هنگام شب نا آزموده کاران نول سنگه قریب گوردھن که آن هم معبد هندوانست، آمده پریشان جنگیدند. صد این جا و دو صد آنجا هزاری این جا و پانصدی آنجا از این جهت هر که هر جا بود، همان تنها بود، کسے بداد کسے نرسید، نسیم فتح و ظفر بر پرچم علمهای دکهنیان وزید. اسپان و فیلان و شتران و آلات حرب بسیار این طرف بدست قلعچیان آنطرف افتاد. بر چنین شکست هم نتوانستند که بقلعجات نول سنگه بچسپند، غنیمت شهر ده از رود خانه جون گذشتند و میان دو آب را خیمه را ساختند. چون اقامت ایشان بامتداد کشید، نجیب الدوله از حزم بهره وافی داشت، با خود سنجید که این بلا بالا بالا نخواهد رفت، مبادا که آسیبی بشهر رسد، با پسر و برادر و فوجے که همراه بود، توکل کرده پیش سرداران آمد، تا جان در تن داشت نگذاشت که دکهنیان رو بسوی شهر کنند. وقتیکه او از موض مزمنے که داشت، از میان رفت، سرداران بر امورے* از امورات سهل نا خوشی بضابطه خان

پسر او در میان آوردند - آخر الامر او واسوخته بسکرتال رفت،
ایشان قریب شهر آمده خیمها زدند —

چون بد پردازی و ناسازی جاتان از حد گذشت و لطف
باش و بود بالکلیه رفت، راجه ناگرم با بست هزار خانه *
که بسبب این سرد آباد شده بودند و اکثر وابستگی بدامن
دولت این داشتند، برخاستن مقرر کرد، و اجازت از سرداران
آنجا خواست، که آن بے چشم و رویان که هنوز در کھین آزار
مردمان اند، بلیت و لعل گذرانیده، خواستند که در بنای
عزم این سر کرده خلل انداز شوند، و باهستگی دست تطاول
کشانید - هر گاه بیقیمین پیوست که اینها فہمی گذارند، بلکه
سد راه می شوند، راجه نظر بر خدا کرده آنچه لازمه
سوداریست، بکار برد، با هر دو پسر بجرأت تھام سوار شد
و بیرون قلعه آمده، چنان ہمت بامداد غربا گھاشت کہ ناموس
نفرے ہم آنجا نگذاشت - از لطف دادار بیہمال و بیہن نیت
خوب در دو سه روز معہ این قافلہ گران داخل کامان کہ شهر
سرحدے راجه پرتھی سنگھہ پسر مادھو سنگھہ است کہ
حالا رئیس او را قرار دادہ اند، گشت - ما تلخ کامان نیز
بسبب علاقہ نوکری وابستگی در این اقامت گزیده ایم و
می بینم کہ آبخور † چندے اینجا فگاہ میدارد، یا جائے دیگر
می برد —

* (ن) مردم دھلی

† بمعنی قسمت

(سانحہ) درین ایام مشہور است*
 کہ رایات اقبال بادشاہی، بفرخ آباد
 سایہ افگن گشت؛ راجہ مرا پیش
 حسام الدین خان کہ در مزاج بادشاہ
 تصرف داشت؛ فرستاد، رقتم و عہد
 اور عہد و پیمان کرنا۔
 راجہ سے شکر رنجی

و پیمان درست کردہ ام۔ این جا پسر خورد او کہ با من خوب
 نبود، از آن سبب کہ من با برادران کلانش ربط گونه داشتم،
 علی الزعم بہ پدر فہمائید کہ پیش دکھنیاں رقتن اولی است۔
 چنانچہ بلشکر بادشاہ نہ رفتند و عازم شہر گشتند۔ ناچار من
 نیز معہ لواحقان خود برسوائے تہام با ایشان شدم؛ چون بشہر
 رسیدم، زن و فرزند را در سراے عرب گذاشتہ، از ایشان
 برخاستم +

در این ولا سندھیا کہ یکے از سرداران
 کلان دکھن است پیشوا رقتہ، بادشاہ
 را با خود آورد و داخل شہر کرد۔
 سندھیا کی قوت اور
 بادشاہ کی ذلت

چندین برین نرفتہ بود کہ سرداران باہم قرار دادند کہ
 بادشاہ را با خرید گرفتہ، بر ضابطہ خان پسر نجیب الدولہ
 مرحوم باید رفت۔ ہر چند بادشاہ قملل بہیمان آورد، فائدہ
 نکرد، باین تقریب من ہم! ہواہ لشکر بادشاہ روانہ آنطرف

* (ن) شد

+ (ن) بعد از دو سہ روز با راے بہادر سنگھہ ہر خوردہ
 حقیقت حال ہمہ بیان نمودند۔ او با ما موافق مقدور خود در
 برداخت احوال شکستہ تقصیرے نکرد۔
 + (ن) با راے بہادر سنگھہ

گشتم - رفتند و ضابطہ خان را بے جنگ گریزانیده، اسواں و اسباب و خانہ و ناموس او بتصرف در آوردند۔ بادشاہ را غیر از دو صد اسپان لاغر و چند خیمہ کہنہ نہ دادند۔ بادشاہ ازین حرکت بسیار بے مزہ ماند، اما چہ فائدہ کہ نکہتیان مغتر، و این جا زور نہ زر؛ چون زور بآنها نرسید، متصدیان حضور بضبط جاگیرات اعزہ این جا پرداختند و بسا عزیزان را دلیل و خوار ساختند —

من * بگدائی برخاستہ بردار ہر سرکردہ لشکر شاہی رفتم، چون بسبب شعر، شہرت من بسیار بود، مردمان رعایت گوئہ بحال من مبدول داشتند۔

میر صاحب ک لشکر شاہی کے ہر سرکردے پاس جانا اور مایوس ہونا

بارے بحال سگ و گربہ زندہ ماندم، و با وجیہہ الدین خان † برادر خورد حسام الدولہ ملاقات نمودم آن مرد نظر بر شہرت من و اہلیت خود، قدرے قلبیے معین کرد و دلدہی بسیار نمود —

القصد چون بادشاہ از سر کشئی رئیسین دکن دل خوشی نداشت، بے مرضی آنها روانہ شہر شدہ، داخل قلعہ گشت۔ ابن جا آمدہ نجف خان

بادشاہ کو بھڑکا کر دکنیوں سے لڑانا اور ناکام رہنا

کہ خود را در لشکر بادشاہی سپاہی می گرفت، بادشاہ را نا سنجیدہ و نا فہمیدہ برین پلہ آورد کہ محالات متعینہ جات را متصرف باید شد۔ آخر باصرار تہام اجازت این امر عظیم،

* (ن) ازین جہت راے بہادر سنگھہ را نیز دستے نماند۔

† (ن) وجیہہ الدولہ — (ن) دل پرے داشمی۔

بے مشورت حسام الدولہ کہ با سرداران دکن ربط تھام داشت ،
 گرفتہ دہ پانزدہ ہزار مردم مفلوک شہر و بیرونجات گرد
 آورد و شروع در آن مہم نمودہ ، دوازده محالات نزدیک
 شہر را متصرف شدہ طرف کلاہ بر شکست - چون کم سن و نا
 دیدہ روزگار بود ، بگفتہ سفیہان نا مال اندیش از جائے رفتہ ،
 مستعد حرب دکھنیاں شد - آنها مشورہ کردند کہ ہنوز بادشاہ
 مانا بگداست ، باین زور و طاقت ارادہ مقابلہ ما کردہ است ،
 اگر زور واقعی بہم خواہد رسایند ، کار بر ماتنگ خواہد کرد ،
 بہتر آنست کہ دوآبہ کوچ بطرف شہر نہایم و فرصت ندادہ
 کار او بسازیم - اگر در جنگ از میان بروں ، رفتہ باشد
 وگرنہ سر جنگی زدہ انبوسہ کدائی را پرا گندہ سازیم و خودش
 را بحال فقیران نگاہ داریم ، کہ بنان و نمک معاش سی کردہ
 باشد و دست نگر ما باشد —

شہر کا سلامت رھنا | ہرگاہ این مشورہ قرار یافت ، ضابطہ
 خان را* بوعدهٔ بخشی گری وسہارنپور
 کہ از تصرف او بر آوردہ ببادشاہ دادہ بودند ، خوشدل ساختہ ،
 رفیق نمودند - فوج جات را نیز برین منوال ہمراہ گرفتہ ،
 از میان دوآب بتری ہائے ا تھام † برابر در عرصۂ یک ہفتہ
 برابر فریدآباد آمدہ ، عبور دریا پایاب کردند - دوسہ روز
 زود خوردی ماند - آخر روزی جنگ ہمیان آمد ، از این طرف
 ہم نجف خان دیلوچان و موسی مدک فرنگی کہ باغوالے

* (ن) پسر نجیب الدولہ — † اے بشوخیہائے —

† (ن) کہ نہ نوشتہ بہ است —

نجف خان از نوکری جات دست برداشته ، ملحق این فوج فلک زده گشته بودند ، پائے جلالت به میدان معرکه فشردهند - چون سیاهی فوج دکهنیان دیدند ، مغلان حرام قوشه پشت داده ، روسیاهی گزیدند - اجل رسیدگان چند کے جامہ ہم سرتن نداشتند ، مغت زخم هائے دامن دار برداشته ، بوادی عدم شتافتند - دستة آن طرت میدان را خالی یافته بے محابه به شهر در آمد - فیلان بادشاهی ویراق بسیاری را بر سر گویختگان گذاشته ، باخود برد - پریشانی چند که جمع شده بودند ، بیک چشمک زدن از میان رفتند - تا یکپاس شب گذشته ، حسام الدین خان بامعدودے چند در ریتی استاده ماند و باز برخاسته پیش بادشاه رفت ، قریب نصف شب نجف خان فیروز مظلومان چند را بکشتن داده ، داخل حویلی خود شد - شهر کهنه که جسته جسته آبادی داشت ، در این سانحه از سر نو بغارت رفت ماغربا را حافظ حقیقی در حفظ خون نگهداشت ، صبح جراران این طرت تاب مقاومت نداشتند که به میدان برآیند ، مورچال برابر دیوار شهر پناه درست کرده ، بجنگ بادلچها آن روز گذرانیدند - اقبال بادشاهی کار کرد ، وگرنه قلعه مبارک راهم می پرازیدند - سلیقه جنگ و استعداد این طرت همان روز معلوم شده بود که چون آمد آمد فوج دکهنیان شد ، هوش اکثرے رفت و مردم توپخانه درائے تیاری آلات حرب مثل توپ و رھکله و جزایر افتاده و سرب و باروت و بان وغیره ، عرضی بحضور اقدس کردند ، متصدیان صد روپیہ به میز آتش که از برت خذک تراست ، تندخواه کردند - هتیمت او و سبلیت او اگر بینی

دانی کہ مردمان چنیں می باشند۔ آنچنان در کتجے خرید
کہ تا جنگ در میان بود، اورا کسے ندید۔ آخر روز سوم
حسام الدولہ سوار شدہ رفت و صلح داخواہ آنہا کردہ آمد۔
بارے شہر نو سلامت ماند، کتوں باشارۂ مختار * دکھنیاں
در پے بر آوردن نجف خان و مغلان حرام کوزہ آند، بہ بینم
کہ چنان صورت میگردن، این ادبار زدگان چہ طور از شہر
برسی آیند و بکجا میروند —

القصہ سندھیا کہ سردار سیوسین دکھنیاں ہوں، بطرت جے پور
رفت۔ سرداران دیگر ارادۂ آن طرت آب دارند، غالب کہ از راہ
فرخ آباد بچھانسی بروند، از آن جاسبب آشوب ملک
شجاع الدولہ شوند —

(سانحہ) چون زبان زد مردم شہر بود
کہ نجف خان وغیرہ سرداران و
مغلان شورہ پشت دعویٰ تنخواہ در
سر دارند، ہر گاہ دکھنیاں کوچیدہ

مغلوں کا شہر بدر ہوا
اور دکھنیوں پاس
چلے جانا

میروند، این جم غفیر † بر در بادشہ فہستہ، متصدیان را تنگ
کردہ زر طلب خود خواہند خواست۔ لہذا حسام الدولہ
بدکنیاں گفت کہ این ہا نمک بحرام و ہنگامہ پردازند، بہر
طوریکہ دانید، ہمت بر اخراج ایشان بر گھارید۔ حالا
حسب الاشارہ □ او سرداران جنوب در پے آند کہ آن قوم را از

+ (ن) سیہ دو
○ (ن) کہ مختار ہونکہ

* (ن) نواب موصوف
† بمعنی جماعت کثیر
□ (ن) الارشاد نواب مذکور

شهر بر آرند، چنانچه قدغن است که مغلی در شهر نهاند. وقتیکه این گفتگو بطول کشید و متصدیان حضور در قلعه رفته نشستند و مردم شهر را بند کردند. در ظاهر آن گروه بے شکوه تا لاهوری دروازه ملجاریها بسته، آتش فتنه و فساد بر کردند و بباطن با دکنیان بالقوه رو کشی آنها نداشتند، در ساختند - چون از هنگامه آرائی کار پیش رفت و دیدند که در استادگی کشته خواهیم شد، ناچار مهیای بر آمدن شده، با جنوبیان عهد و پیمان نمودند - بعد از دو سه روز نجف خان و دیگر سرکردهائی مغلان با همه یاران خود در لشکر آنها رفته، اهل دکن که صاحب سلوک اند، و مراعات ظاهر را در هیچ وقت نمی گذارند، در عزت این ازدحام نافرجام تقصیر نکردند - اما آن عزت که در نوکری پادشاه بود، معلوم - در چند روز این جهامت بے حقیقت پراکنده می شود، هر کس بطرفی خواهد رفت - و همین مشهور است که بالفعل دکنیان این همیت مجبوعی را تا اکبرآباد باخود می برند و از آنجا اجازت خواهند داد که هر کس هر جا که خواسته باشد برود -

الحاصل مغلان شرارت بنیاد و جنوبیان سراپا فساد، قریب است که بروند و حضرت ظل سبحانی بذات قدسی صفات با دو سه معرر در قلعه مبارک بے تشویش آینده و رونده تشریف دارند - اگر روزی صد بار بر کنگره کنگره حصار جهت سیر بر آیند، کیست که حجاب او مانع شود، و گویا بازار پیاده پا بر آیند حاجب کو که دور باش نهاید - اسلوب پنهان

به نظر می آید که اهل حرفه سر بصعرا زننه و سپاهی
پیشگان بگدائی دست دراز کنند - هر کسے راه خود گیرد، شهر
روفق بسیار پذیرد -

(سائحه) تازه آنکه چون جنوبیان
نجف خان را همراه گرفته، رو بآن
روے آب آوردند، وزیر حال از صوبه
خود باستظهار نصرانیان یلغار کرد،

بادشاه کا حسام الدین
خان کا مغلوں کے
حوالہ کر دینا

به فرخ آباد رسید و روکش کردید - چون سرداران جنوب
خون را دران مرتبه نیافتند که حریف آنها شوند، قریب سه ماه
به قیل و قال گذرانده، خواهان صلح شدند - چون وزیر هم
دلاور مقرره بود، غنیمت دانسته، قبول این معنی نمود -
آخر الامر نجف خان را مختار کار حضور کرد، روانه صوبه خود
شد - دکهنیان و مشرقیان هم جواب و سوال خود باو سپرده
به مکان های متصرفه رفتند - چون نجف خان داخل شهر گردید،
رنگ از روے حسام الدوله پرید، دو سه روز در خانه نشست،
بعد ازان پادشاه در قلعه طلبداشته، کاغذ حساب چند ساله
خود را طلب کرد و همان جا نگاهداشت - مجد الدوله
عبد الاحد خان پسر عبدالهجید خان مغفور که از کار پران ازان
مقرره پادشاه بود، از تغییر راجه ناگرم، خلعت دیوانی
خالصه پوشید و بکار * پادشاهی پرداخت - آخر کار بادشاه
حسام الدین خان را که مختار الهلک بود، مجبور ساخته بابت

* (ن) مختار کار بادشاه شد -

زر پادشاهی و تئذخواہ مغلان بعوض ہشت صد لک روپیہ حوالہ
فتح خان درانی وغیرہ نمود، اور از قلعه بخانہ خود برد۔
حالا مغلان مختار اند خواہ بکشند و خواہ بگذارند :
این شامت اعمال قیامت بسر آورد

(سانحه) عبدالاحد خان کہ دیوان
خالصہ شدہ بود، و در مزاج بادشاہ
داخل تہامی کرد، مختار گشت، و ہرچہ
می خواست، میکرد؛ کسے را یارے
دم زدن نبود فرج بادشاہی باحال تباہ،

نجف خان کا بادشاہ
کی رائے سے جاتوں پر
حملہ کرنا اور کامیاب
ہونا

بادشاہ بیدستگاہ بر سایر شہر و چند دہ گذران معلوم
جات کہ عبارت از اولاد سورج مل باشد، تا درگاہ حضرت خواجہ
قطب الدین بختار کاکی کہ از شہر سہ چہار کروہ است،
متصرف بود۔ نجف خان پیش بادشاہ عرض می کرد کہ
حضرت زندگانی باین قسم ظاہر است، اگر این ملکی کہ
در تصرف جات است بدست بیابد، نصف دل خوش بسر
می توان کرد۔ بادشاہ می گفت "مگر خراب می بینید،
سخن کہ از دہن خود زیادہ باشد، چہ ابا بد گفت،"
او می گفت "گر چنین اتفاقی شود، حضرت مرا چہ میدہند،"
بادشاہ گفت "سوم حصہ از ملک من بلیرم، باقی بخش
شہا است۔" چون ادبار آن قوم نزدیک شد، روزے فوج آنها
بمیدان کرہی کہ قریب درگاہ خواجہ مسطور علیہ الرحمہ
است، آمد و آغاز شوخی کرد، نجف خان با سر می کہ

یراق هم نداشتند، حرکت مذبوحی کرده، بروی آنها دوید. آنها که مغرور بودند، بخاطر نیاورده زود بر دی نمودند. چون جنگ بهمیان آمد صورته که متصور نبود، جلوه گر شد. یعنی تا شام آن جنگ زدند، مردمان پادشاه شب بزراحت خام معاش کرده هم آن جا اقامت انداختند و کوس شادی نواختند. صبح آن قدم پیش گذاشته، به بلم گده که حصار مضبوط آنها بود، بفاصله دوازده کرده از شهر رفته چسپیدند. چند روز جنگ توپ و رهکله در میان ماند، سردار آنجا گفت از گرفتن حصار جنگ جاتان تمام نمی شود، بیشتر بروید، جنگی که با سردارانست، آن جنگ را بزنیید، این حصار را من بی جنگ خالی کرده خواهم داد. نجف خان باین سن کم سردار سخن شنو بود، دست از آن حصار برداشته، همان سردار را آنجا گذاشته اراده بیشتر نمود. چون قریب هوزل که قصبه متصرفه جاتان بود، رسید، کار بدشواری کشید. یعنی فوج سنگین از آن طرت آمده، بر رو استاد، کار کلانی بر سر افتاد، سردار جاتان که فول سنگه نام داشت، بالشکر گران و توپخانه بسیار آمد و چهره شد * هنگامه جنگ گردید، فلک جامه هائے بسا کس بخون کشید + رفته رفته زمین به تنگی گرائید، پرخاش به یراق کوتاه آنجا سید مردمان پادشاهی، از کثوت فاقها تباهی، دست از جانها برداشته، پائے ثبات افشردند، و سخت خوردند، و سردند.

چون فتح باد بار آن قوم بود، سرداران پیاده شده کار را پیش بردند. آن فوج گران هزیمت خورده برگشت — سهرو نام فرنگی که توپ و رهکله آن طرف بجزأت تهم دیوی ایستاده ماند، آخر روز آن هم رو بفرار نهاد؛ نجف خان که این کار بزرگ بسرداری او سر انجام یافت، کلاه کج کرد. هر که این ماجرا شنید، خپله متعجب گردید. سردار جاتان بحصار خود رفت و بر بستر افتاد. این جا بر نجف خان مردم بسیاری گرد آمدند، رئیس کلانے شد. چون زر پیش خود نداشت، مردمانرا بزبان نگاهداشته؛ هر کسے که می آمد، نوکر میشد. در چند روز لشکر حکم دریا ئے بے کزان پیدا کرد. اگر چه کنار خشک* داشت، اما بتر زبانی + کار خود می کرد. چون دید که بسخن هائے دروغ فوج نمی ماند، جگر کرد و سرداران را بهحالات حات فرستادن آغاز کرد. آخر این نقش درست بنشست، خودش رفته بحصار تیک که از آن جا دوازده کروزه، بود چسپید. سردار آن طرف که بیمار بود، قضارا در گزشت، آنها رنجیت پسر چهارم سورج مل را برداشته، همت بر جنگ گهاشتند. داروغه توپخانه آن قلعه سرداران این طرف سازشے کرده، راه در آمد، حصار نندان داد، مردمان یورش نهوده در آمدند، و بغارت شهر منتفع شدند. هر کم بغل دو بغل تاس بادله آورد، اسباب بسیار و توپخانه بیشمار، بدست

نجف خان هم آمد - قلقچیان این فوج مالدار شدند ، بعد غارت هفت هشت روز ، آن قلعه را حوالهٔ سردارے کرد ، قدم پیش کشاد - کھپیر که حصار دیگرش بود ، قصد آنجا نمود ، رفعتیت کہ سردار آن قوم شده بود ، آن قلعه را خالی گذاشته ، و آلات جنگ یکشاخ * افکنده ، به بهرت پور که حصار محکمہست ، رفت - ایشان متصرف این شهر نیز شدند و مال بسیاری بدست سپاہیان آمد - ناچار جاتان پیغام صلح دادند و کشوری کہ مادر رفعتیت باشد ، و از شعور بہرہ داشت ، آمد و آشتی خواست - نجف خان بہرت پور را باینجا دادہ و کار بر وقت دیگر گذاشته ، باکبرآباد کہ دارالسلطنت مقرر است و جاتان متصرف بودند ، رفته ، مہیای جنگ آن قلعه شد - چون اقبال یاور بود ، در اندک فرصت نقب دادہ بدست آورد - سرداریکہ از طرف جاتان دران تھکن داشت ، بوعده و وعید بدر کرد - با مردمان آنجا سر کرد + و تھام آن صوبہ را متصرف گشت - بہر کہ میخواست ، محاللات آنجا تنخواہ می کرد ، در چندے مالک تھام آن ملک شد - راجہا و زمینداران ہمہ سر حساب شدند - اگر جاتان حرکت مذبوخی می کردند ، بیک سیلی زدن ناز روے اینطرف نمی آوردند -

حسب وعدهٔ نجف خان
بادشاہ ملک کا
تیسرا حصہ دینے پر
مجبور ہوا

ہر گاہ نجف خان مالک این ہمہ ملک شد و کار او بالا گرفت و در حضور عبدالاحد خان لکند برابر زد ، یعنی مدار سلطنت بران قرار گرفت - بادشاہ از نجف خان موافق وعده

* اے یکطرف + اے سلوک کرد † فتح کردن و سر بفلک رسانیدن

سوال سوم حصہ ملک نہوں، او در حضور آمدہ گفت کہ این ہمہ فوج کہ با من است ملک تنخواہ مردمان کردہ دادہ ام، حضرت زر سوم حصہ ملک از من می گرفته باشند۔ بادشاہ از زبان زیر زبان * داشتن او اطمینان نہداشت، گفت:- این قدر ملک باید گذاشت، کش زدن + مردانہ او پیش زور آوری عبدالاحد خان پیش رفت نشد، ناچار محالات سوم حصہ ملک بطور مختار جدا کردہ داد، و خلعت سیر بخشیدگی عطا شد، امیرالامرا شد۔ بعد از چندے از حضور رخصت خواستہ، باکر آبان رفت۔

عبدالاحد خان سکھوں سے	این جا عبدالاحد خان سکھان را از
مل کر راجہ پتیالہ پر	خون کردہ، ہر چہ بالقوہ داشت،
حملہ کرتا ہے اور پھر	بآنہا داد۔ باعتبار آن جم غفیر
صلح کر لیتا ہے	بادشاہزادہ فرحندہ اختر را گرفته
	براجہ پتیالہ لشکر کشید۔ نہ داش

این کہ اگر اتفاق شود، سکھان را بروے نجف خان باید دوانیہ۔ آن طوت سیرفت، و خیال این طوت داشت۔ رفتہ رفتہ کار بآنجا کشید کہ مردم بسیاری از لشکر امیرالامرا جدا شدہ، سلازم مختار گردیدند۔ چون ملک دار نبود، و تدبیر ریاست خوب نہیدانست، کارها را نا تمام میگذاشت۔ چندے بسر کرد و بمشورت سکھان با راجہ سربسر کرد، - زریکہ داشت، بخروج آمد، چیزے از بادشاہ خواست۔ شاہ از طلب کردن زر بے مزہ شد

* ۱ے از وعدہ ہاے دروغ او۔
 † دست در گردن حریف انداختہ آویختن۔
 ‡ ۱ے صلح کرد۔

و نوشت کہ بہر طوریکہ باشد، آنجا باشد، من زرنہارم۔
 نواب شجاع الدولہ تنہا (سائحد) وزیر اعظم امیر معظم نواب
 فرنگیوں کے پاس جاتا ہے شجاع الدولہ کہ سر بفلک داشت،
 اور وہ از روے مروت بجنگ حافظ رحمت روہیلہ کہ باو
 کڑہ و الہ آباد واپس دم ہمسری میزد و خصومت سی کرد،
 دے دیتے ہیں برآمد۔ حریف از راہ خصومت،

بفرنگیان سی نرشت۔ وزیر کہ این ہمہ فوج نگہ سی دارن،
 سر بر سر شہا دارن۔ چنانچہ گورنر بہادر کہ صاحب است،
 بارادہ پرخاش پیشتر آمدہ ہون، نواب وزیر کہ مراعات این
 قوم، غالب بیش از بیش سی نمون، تنہا پیش آنہا رفت و گفت
 من پاس شہا سی کنم و از کسے دیگر فروتنی نخواہم کشید۔
 درین ہر چہ خواستہ باشد، بشو۔ یا سرا ہہراہ بہ کلکتہ
 بہرند، یا ملک را بطور من گذارند۔ فرنگیان سکوک وزیر
 دیدہ دست از ہمہ چیز کشیدہ، کڑہ و الہ آباد را ہم حوالہ
 کردہ، رفتند۔ سپہر کاسہ باز، چرخ زن آغاز کرد و زمانہ
 دیگر گشت۔

شجاع الدولہ انگریزوں ہر گاہ وزیر از آنجا برگشت اکثرے
 کی مدد سے روہیلوں از فرنگیان مقدستہ الحیش وزیر شدہ،
 جنگ را بطور خون مفرر کردند ہر حملہ کرتا ہے اور
 و چون چشم روہیلہ ہا ازین لشکران فتح پاتا ہے
 کہ حکم دریاے بیکران داس،
 ترسیدہ ہون، ضابطہ خان و سرداران چند نہ جمعیت دہ دوازنہ

هزار کس الف بر زمین کشیده*، اظهار این معنی نمودند که ما مردم دولت خواهانیم، سرتابی نمی توانیم کرد. وزیر اعظم نظر بر فضل نامتناهی الهی گرفت که پشت فوج استاده باشند، اگر چه بعضی از سرکرده ها گفتند که این قوم غدار است رو نباید داد، مبادا در وقت جنگ موجب تشویش شوند، و چون وزیر جگر دار واقعی بود، پشت چشمی نازک کرده + گفت که "زور اینها را در نظر دارم، به یک تگ تگ پایضاک در آرم -

صاحبزاده آصف الدوله بهادر که حالا وزیر اعظم است، در تردد کارزار، سر گرم بسیار، بهر طرف که رومی آورد، گود می انگیزخت، زنجیره توپ خانه بزرو تیغ می گسیخت. وقتیکه هنگام جنگ گرم ترشد، حریف که غرق آهن بود، از مرم نرم ترشد. گوله ها به این بسیاری می رسیدند که بسیاری را بخاک و خون می کشیدند. چون زمین تنگ شد، حریف دید که گذر و گریز نیست، ناچار جگر از سنگ کرده، در میدان باستانک و دل از جهان برداشته، تن بگردن داد. زود بر روی بهمان آمده، انبوه آن طرف بجان آمد، هوش از سر دلاوران پرید، گوله بسینه اش رسید، صغوقها برهم خوردند، سر دشمن چون گوئی بردند. هرگاه در این لشکر ظفر اثر آوردند و نمودند رو هیله ها زبان به تصدیق کشوند، که هر عمل را جزای، و هر کرده را سزائی است. چون یقین شد که او کشته افتاد، شکرانه این فتح وزیر سر بسجده نهاد. لشکرش

بغارت رفت و فاسوس بگیر آمد* ، ملک سیر حاصل او همد در
تصرت وزیر آمد —

نجف خان که در این جنگ از اکبر آباد آمده ، ملحق لشکر
وزیر شده بود ، رخصت شده باز باکر آباد رفت —

میر صاحب کی خانه نشینی	فقیر در آن ایام خانه نشین بود ، بادشاه انحر تکلیف کرد ، فرستم - ابوالقاسم خان پسر ابوالبرکات خان
---------------------------	--

که صوبه دار کشمیر بود و بنی عم عبدالاحد خان معتاد است ،
مرعات گونه بکار می برد ، گاه گاه باو ملاقات می شد ، گاه
بادشاه هم چیزے بچیزے می فرستاد :

مصرعے گاه گاه می گویم

کار دنیا ئے من همین قدر است

وفات شجاع الدواہ	بعد این فتح عظیم وزیر اعظم ، امیر معظم ، بشکوه تمام ، داخل صوبه
------------------	--

شد - چون چشم سپهر بدنبال + اهل رزگار می باشد ، گوئی
که چشمے † باین افدوه پر شکوه رسید - یعنی دستور جگر دار ،
کلان کار ، بسبب آب گردش Δ بیماری بهر سانید که تدارکش
دشوار به نظر می آمد - هر چند اطبا و فرنگیان بهعالجه سعی
نمودند ، اما فایده ممتدب نشد - از هشیار سری چون دید که
بیماری بطول کشید ، خاف الصدق آصف الدواہ بهادر را که

* اے بقید آمد + در پیے خرابی کسے شدن

† چشم رسیدن - به بلا ئے عین الکمال گرفتار شدن

Δ یعنی تگهرات آب و هوا

شایستہ کار و جرار و عالم مدار و مدوار، فیض و احسان است،
بر مسند وزارت نشاند، و از جہان فانی دامن افشاند۔ در
ماقم آن امیر بزرگ عالمی سیاه پوش گردید، عجیب سائحه
بظہور رسید اگر ہزار سال چرخ چرخ میزند، تا این چنین جوان
سردارے ہمہ تن جرأت، سراپا مروت، بہم می رسد۔

وفات مختارالدولہ اور
حسن رضاخان کی فیابت
بعد از چندے مختارالدولہ کہ اختیار
کاروبار وزارت و صوبہ داری داشت
زمانہ اش فرصت نداد و نگذاشت،

از دست خواجہ سرائے بسنت نام کشتہ افتاد، و سر بواوئی
عدم نہاد۔ نوبت نیابت بہ حسن رضا خان سرفرازالدولہ بہادر
رسید۔ و این سرداریست با تہکین، متواضع، متصف بہ حسن
خلق، صفت کرم، بر صفت ہائے حمیدہ اش غالب، دلجوئی
وضیح و شریف را بہ حسن سلوک طالب، الطان عہدہش مراجعہ
اکثرے را در می یابد، خدش سلامت دارد۔

بادشاہ کی طلبی پر
نجف خان کا آنا اور
عبدالاحدخان کا گرفتار
کونا اور اس کا مرض
سل میں مبتلا ہونا
(سائحہ) بادشاہ از طلب کردن رز
مختار بے مزہ شدہ، بہ نجف خان
ذوالفقارالدولہ نوشت کہ خود را بہر
طوریکہ داند، اینجا رساند او بایہائے
بادشاہ شیرانہ و دلیرانہ روانہ حضور

گردید۔ از استماع ابن خبیر کہ امیرالامرا سی آید، سرکن پرکن
با بنوہ سکھان معہ بادشاہزادہ عبدالاحد خان بآہو سوار شدہ،†

* یعنی چشمہ + اے مضطرب الحال
† اے شتاب

دو روز پیشتر از نجف خان مسطور داخل شهر گشت و در قلعه بندوبست کرده نشست - شوری برخواست که ذوالفقارالدوله آمد، بادشاه همین مختار را برائے پذیرا شدن * گفت، بتزک تمام رفت و ملاقات کرد - وقت سوار شدن هر دو بر یک فیل نشستند، نجف خان عبد الاحد خان را دو رو منافی دانسته، بزبان داشته، تا دروازه قلعه بنر می تمام آمد - ازین جا اشارتی به مردمان خود کرد که توپ و هکله و فوج من بلا تعاشا اندرون قلعه بروند و جا بجای ایستاده شوند - هر چند تفاوت میان هر دو یک پشت کرد بود اگر می خواست، کار مختار می ساخت، اما نظر بر بندگی بادشاه که این هم بنده است، مرضی بادشاه را اول دریافت کنم، بعد ازان هر چه خواهد شد - خواهد شد چون با این هنگامه پیش بادشاه آمد، و ملازمت گردید، آقا دل پری دارد، می خواهد که این را نگذارد - از آن جا برگشته در میان بازار ایستاد و عرضی فرستاد که من از لحاظ حضور دست انداز نشدم، اکنون تا ازین جا عبد الاحد خان را با خود نبرم، نخواهم رفت - بادشاه در ظاهر گفت و شنود بهیمن آورد، و بباطن گفت که بهر طوریکه باشد این را باید برد - چون مردمان مختار مجبور شده رفته بودند و سکهان یکسو شدند - ناچار قول و قسم بهیمن آورده که نجف خان با من بد نکند و خواهان عزت من نباشد - بادشاه گفت : من ضامن شما، بے اندیشه بروید - چون چاره ندید و زمانه را بطور دیگر یافس، آخر روز بر یک فیل سوار شده از

قلعه بر آمد - امیرالاسرا که در بازار انتظار می کشید ،
 خود هم سوار شده ، فیل این را برابر فیل خود کرده بخانه
 برد و آن جا نگهداشت - چند روز به لعل و لعل گذرانید
 که امروز پیش بادشاه میروم ، فردا می برم ، بعد ازان گفته
 که آن جا رفته چه خواهند کرد ، بهتر اینست که پیش
 من باشند - لیکن بر مال و اموال او دست انداز نشد -
 بیست روپیه روز از خانه خود کرده و چند خدمتگار پیش او
 گذاشته ، خود باسورات ملکی و مالی حضور مشغول شد -
 رفته رفته کار بجای کشید که سر بفلک رسانید - بسبب
 مرجعیت و علو مرتبت امیران را وقت مقرر بدست نمی
 آمد - روزی که بحضور می آمد ، در بار می شد ، و گرنه
 بادشاه باچند مصاحب بسر می کرد - چون جوان بود و
 شاهجهان آباد طلسم خانه یاران بعیش عشرتش مایل کردند ،
 باستعمال منہیات و تهاشائی زنان ، چنان پرداخت که قوت
 از بدن زایل شد ، آخر بمرض سل گرفتار شد - اطبا کوشش
 بسیاری در علاج او بکار بردند اما فایده نترتب نشد -
 چون مایوس شد ، بحسرت می گفت که :- من هیچ نمی
 خواهم ، جز این قدر که زنده بهانم - در بیماری او زمانه
 رنگ دیگو گرفت -

<p>فقیر که خانه نشین بود ، خواست که از شهر بدر زده ، از جهت بے اسبابی حرکت متعذر بود - برائے</p>	<p>آصف الدوله کا میر صاحب کو طلب کرنا</p>
--	--

نگهداشتن عزت من ، در خاطر نواب وزیرالهماک آصف الدوله

بہادر آصف الہلک گذشت کہ میر پیش من نیاید - بطلمس
 نواب سالار جنگ پسر اسحاق خان موتمن الدولہ و برادر خورد
 نواب اسحاق خان نجم الدولہ ، کہ خالوے وزیر اعظم
 می شوند ، نظر بر ربط قدیم کہ خالوے من بایشان بود ،
 گفتند ” اگر نواب صاحب از راہ عنایت ، جہت زادراہ ،
 چیزے عنایت نہایند ، میر البتہ بیاید - اشارتے رفت کہ
 چنین باشد ایشان چیزے از سرکار گرفتہ ، خطے بہن بنوشتند
 کہ ” نواب والا جناب شہارا می خواہد ، باید کہ بہر طوریکہ
 دانند ، خود را از این جا برسانند “ - من کہ دل برداشتہ نشستہ
 بروم ، بہجرد دیدن خط برخاستم و روانہ لکھنؤ شدم -
 چون ارادۂ الہی متعلق بود ، بے یار و یاور و بے قافلہ و
 رہبر ، در چند روز از راہ فرخ آباد ، گذر افتاد -
 مظفر جنگ کہ از رئیس آن جا بود ، ہر چند خواست
 کہ چندے پیش من نہانند ، دل من آن جا آب نخورد -
 بعد از یک دو روز روانہ گردیدہ بہنزل مقصود رسیدم -
 اول بخانہ سالار جنگ رفتم ، ایشان را خدا سلامت دارد ،
 عزت بسیاری نمودند - و آن چہ می بایست بہجناب بندگان
 عالی گفتہ فرستادند -

پس از پنج چار روز اتفاقاً نواب عالی جناب ، بتقریب جنگا نیدن خروس ، تشریف آوردند ، منکہ آن جا	نواب آصف الدولہ سے ملاقات
--	------------------------------

بودم ، ملازمت حاصل نمودم - از فراست دریافتہ فرمودند
 کہ میر محمد تقی است ! بعنایت تہام بغل گیر شدہ ، باخوہ

در نشینہ * بردند ، و شعر ہائے خود مخاطب نہودہ خواندند۔
گفتم ” سبحان اللہ کلام الہلوک ملک الکلام “۔ از فرط مہربانی
مکلف من ہم گودیدند ، آروز چند شعر غزل التماس نہودم۔
وقت برخاستن قواب ، سالار جنگ گفتند کہ ” حالا میر
حسب الطلب آمدہ است ، بندگان عالی مختار اند ، جاے برائے
ایشان نہایند و ہر وقتیکہ خواستہ باشد ، طلبداشتہ صحبت
دارند “۔ فرمودند ” من چیزنے معین کردہ ، پیش صاحب
می فرستم “۔ بعد از دو سہ روز یاک فرمودند ۔ حاضر شدم ، و
قصیدہ کہ در مدح گفتہ بودم ، خواندم ۔ شنیدند و بلطف تہامم
در سلک بندگان منسلک گردانیدند و عنایت و مہربانی بحال
من مبدول دارند۔

دلی میں نجف خان کا انتقال اور مرزا شفیح کی وزارت	بعد از آمدن من این طرف ، آنجا کہ نجف خان بر بستر افتادہ بود ، فوت کرد۔ کاروبار حضور در ہی پذیرفت ، غلامان او مثل نجف قلی
--	---

خان ، و افراسیاب خان ، و دیگر سرداران ، ہر کسے بطرف
خون کشید ۔ چندے کشاکش درمیان ماند ، آخر مرزا شفیح کہ
از برداران او بہد ، برائے تنبیہ سکھان فوج کشی می کرد ،
باشارۃ حضور حاضر شد و عبدالاحد خان را عہوی خود
قرار داد ، از قید رہا کرد۔ و دیوانی حاصلہ دہانید ، و خود
بر مسند ریاست نشست۔

(ساندھ) چون سفاک و جرار بود ہر یکے ازو خطر مند

می ماند، از سرکشی غلامان نجف خان بے مزه شد، در شهر طرح جنگ انداخت، و نجف قلی خان را اسیر ساخت - افراسیاب خان آمده، در ظاهر به سرزای مذکور پیوست - چون دولت این بابا مستعجل بود، چند روز نکشید که "اطافت" خواجه سرائیکه از طرف وزیر الممالک بحضور می بود، و فی الجمله روزی همداشت، و فرنگی از اقربای سهر و فرنگی باهم ساخته هیچگاه او را یافتند در آن بر تافتند - بادشاه را نیز فهانیدند که این عزیز بے تمیز است - چون آس او پختند، و او هم خبر شد، یک آس پختن * صبر کرده از شهر بدر زد، و عبدالاحد خان را با خود برد - با خبردار شدند، خبر او نیافتند - بادشاه شقه ها به سردان شهر و اطراف نوشت که هر جا که بیابند، نگذارند، و بحضور بیارند - نوشته بسردار بلم کهز نیز رسید - اتفاقاً این آنجا رفته فرود آمده بود، سردار آن قلعه نوشته را نمود، مضرب گردید - عبدالاحد خان را پیش او گذاشت و خود راه گریز اختیار کرد - یک منزل دو منزل پیش رفته، متوقف گشت - در اکبر آباد که احمد بیگ همدانی تسلط داشت، باو عهد و پیمان درست نمود، بجنگ یاران حضور مستعد ساخت - او با بست هزار کس همراه او شده روانه گشت - این جا فرنگی و خواجه سرا و دیگر اعزه بادشاه را از شهر بر آورده خیمه براب دریا استاده کردند - غافل از ریسهان + تابیدن او که تا قتل

+ کلمه از کلمه -

* یعنی باندک مدت -

همراه است، بطمنظنهٔ تهاام قریب رسیدند - بادشاه چون دید که کار او بالاست، لطافت علی خان خواجه سراے و فرنگی را برای آوردن او پیش فرستاد - آنها دؤیدند، خواجه سرا را گرفتند، و فرنگی را کشتند - بادشاه بجوأت تهاام خود را نگهداشت، زور آنها نیز پیش نرفت، بجواب و سوال پرداخته، بسیار کسان را به وعده و وعید از خود ساختند - هرگاه دیدند که بادشاه، بے جنگ و جدل بدست نمی آید عبدالاحد خان را در میان داده، قول قسم بکار بردند، و اظهار رسوخ و بندگی نمود، از خیمه بقلعه آوردند - نجف قلی خان و افراسیاب خان و عبدالاحد خان یک دل شده، بکار بادشاهی دخل کردن آغاز نهادند - با همدانی که سرزا شفیع وعده و وعید داشت، هیچ ندان - او چند توپ و رهکله گرفته، روانهٔ اکبرآباد گردید - این جا بعد چند روز افراسیاب خان به محالات خود رفت و سرزای مذکور با نجف علی خان در شهر جنگیده، او را بدست آورد - پیش بیگم که همشیرهٔ نجف خان است، فرستاد و عبدالاحد خان از خانهٔ خود آمده، به چرب زبانی باز کار خود را پیش برد - بیگم مسطور شفیع شده، نجف قلی خان را و رهانید - و بجائے داد وردانه ساخت - رفته رفته تسلط سرزا شفیع خوب شد - بیرون شهر آمده، متوجه ملک گیری گشت - چون همه ها از دلجمعی ندانستند، افراسیاب آمده، همدانی را آورد و مقرر کرد که سرزا برای دلدهی همدانی بخیمه او بیاید، آوردند و بعد او را کشتند - بعد کشته شدن او دور دور افراسیاب خان شد، کار ریاست باو رسید - همدانی باز

بھکانہاے خود رفت۔ ایشان در حضور امیرالامرا شدہ، بکار
بادشاہی مختار گشتند —

<p>(سافحہ) این جا وزیر اعظم ، امیر مکرم ، برائے پذیرہ شدن گذورفر بہادر ، کہ از کلکتہ حسب الارشاد می آمد ، و غالب این تہام ملک او بود ، روانہ</p>	<p>گورنر کا لکھنؤ آنا ، اس کا استقبال اور سہانہ داری</p>
--	--

شدند۔ گرد فوج تا آسمان می رسید ، این سفر تا الہ آباد
کشید۔ از آمد آمد صاحب مسطور ، سرداران این ضلعہ ہمہ سر
حساب شدہ ، مہیائے دیدن او شدند۔ یک منزل پیشتر ، با فواب
گردون جناب ، ملاقات شد۔ از آنجا با خود در لکھنؤ کہ محل
سکونت است ، آوردند۔ و در ہر منزل ضیافتی جدائے اتفاق می
افتاد ، و خیمہ ہائے نو و طعاسہائی خوب ، و اسپان ترکی
و تازی ، و فیلان کوہ پیکر ، کشتی ہائے پوساک و جواہر ،
بیش بہا ، و شربتہائے خوشگوار ، میوہ جات لاتحصیل ، تحفہ ہائے
نغز این جا ، شمشیر ہائے جنوبی و مغربی ، و کمانہائے چاچی ۔
ہر گاہ در دارالقرار لکھنؤ آمدند و داخل دولت خانہ شدند ۔
فرش بوقلمون ہر روز ، در گوشہ ہائے طلای لخلخہ سوز ،
اطراف مکان گلاب پاشیدہ ، بستر خواب مالیدہ ، لباس بوئے
خوش برداشتمہ ، فروش مخمل پانگذاشتہ ، دیوار ہاے سیم
گل کردہ ، ایوانہائے مرتب بخچی و پردہ ، بہار عنبر * طرفہ
بساطے گستردہ ، مکان گرد از بہار بند بردہ ، پستہ و بادام

بوداده * ، نقل فرنگی برائے تنقل نهادہ ، شبہا رقص زنان
 پری دش ، نے نے از حوران بہشتی ہم دلکش ، گلدانہائے شیشہ و
 چینی بسلیقہ چیدہ ، طاقتا پر از سیوہ ہائے زسیدہ ، رقص
 فرنگچی ، تہاشائے خوشی ، خانہ جائے خوشی ، ہوائی خوشی ،
 شام سیم بندی کردہ + ، آتش بازی سی آوردند - ستارہ و
 ہوائی سر بفلک سیزدند ؛ تہاشائے چراغان دل از دست
 ربودے ، مہتابی شب را روزے نمودی ، سائبان زر بفت بدین
 خوبی کشیدہ کہ دیدہ خورشید مثل اوندیدہ - اسپران سر گرم
 پاسداری ، راجہ ہا در خدمت گذاری ، مدح خوان شاعران
 مربوط ، جوانان مضبوط ، در ہر خانہ داربست خوب ، ظل
 مہدود و ماء مسکوب ، نوکسدانہا برابر جلوہ پرداز ، چون
 باغ بنظر † برت بہ از سیم مذاب § خوب بر آمد - از آب گلہائے
 فالودہ الوان شربت آن شیرہ ، جان ، اقسام نان در وقت طعام نان ،
 بادام ، بنزاکت تہام ، شیرمال باقرخانی بر خورشید گرم
 فواخانی ① - ، نان جوان بہ آن گرمی و خوبی بود ، کہ پیر از
 خورد آن پیر افشانی سی نمودل - نان ورقی چنان کہ اگر
 وصفش کنم ، دفتر شود ، نان زنجبیلی کہ ذایقہ از درکش
 محظوظ تر شود ، انواع قلیہ و دو پیازہ ، درمیان نهادہ ،
 نان مہمانان ہمہ بروغن افتادہ ، اقسام کباب بردستار خوان

* بریان کردہ + یعنی چراغان کردہ † بمعنی پائین باغ —

§ گداختہ — ① کنایہ کردن —

دل در پیری کار جوانان کردن —

کشیدہ، کباب گل* بخوبی و تازگی رسیدہ۔ کباب خوش نمک
 ہندی دھارا از دست می برد۔ کباب قندھاری + امزجہ سوئے
 خود می آورد، کباب سنگ † از سختی کشیدگان راہ کوفت زایل
 می کرد، کباب ورق عجب نسخۂ برشتہ بون کہ طبایع را
 مایل می کرد، کباب ہائے متعارف ہمہ باسزہ و با نمک۔
 قابادہ دہ گذاشتہ، پیش یک یک پلازہا انواع و آشہا اقسام،
 عجب آس درکاسۂ سبجان ذی الجود والا کرام —

سہانے باین وفور، میزبانے ہہچو دستور۔ سہانے باین
 شوکت، میزبانے باین دولت، سہانے باین حسن احلاق، میزبانے
 باین ریاست آفاق، سہانے باین خوبی و خوش معاشی،
 میزبانے چون خورشید بہ این زر پاشی۔ سہانے باین عقل کامل
 میزبانے باین لطف شامل، چشم روزگار ندیدہ، و گوش عقلا
 نشنیدہ۔ بدین گونہ روز و شب تاسش ماہ گخت و شرف و باہم
 معاش و مشورت و صحبت ہون —

ہرگاہ این خبر بحضور رسید، ہریکی ار اسرایان آفعا بفکر خویش افتاد، عبدالاحدخان کسان را ایلیجا فرستان	بادشاہ کو فرنگیوں سے ملانے کے لئے اکبر آباد لانا
--	---

دا فرنگیان ساخت۔ افراسیاب خان وغیرہ را گمان ند کہ فونگی
 اینجا خراہد آمد۔ چون زبردست است، بادشاہ را بطور خود نگاہداشتہ
 آس ماخواہد پخت (۱)۔ بہتر آنست کہ پادشاہ را باکبرآباد

* نوعے از کباب † نسخے از کباب

‡ کبابے کہ در سنگ گرم کنند —

○ آس کسے پختن، در فکر کسے ہون

بہریم و مردمان را گرد آوریم، و مرہتہ کہ منصرف رانائی کوہد
والہ است، از آن خود کردہ، پیغام با فرنگی کنیم - اگر جنگ
اتفاق افتد، افتد، و گرنہ ازین دبدبہ ہمانجا باشند - چنانچہ
بادشاہ را بر آوردہ بہ اکبرآباد رفتند و در راہ عبدالاحد خان
را محبوس ساختند -

(سانحہ) وقتیکہ بہ شہر مسطور
رسیدند، پادشاہزادہ جوان بخت از
آنجا گریختہ، پیش نواب وزیر
و فرنگی آمد - مضطرب با مرہتہ عہد و پیمان درست کردند
او جانب ایشان گرفتہ، گفت و شنود فرستادن شہزادہ
درمیان آوردند - این جا فرنگی بزبان داشتند کہ کار ملک
خود کہ کلکتہ باشد، مد نظر داشت -

گورنر کا واپس کلکتہ
جانا اور شاہزادے کو
واپس بھیج دینا
بعد چندے پادشاہزادہ را ہہراہ
گرفتہ، از وزیرالممالک رخصت شد
و رفت - ہنگام وداع بہر دمان

صاحب نواب والا جناب چنان انعام بی احصا سبذول
داشت کہ در قیاس نگذرد - بہر کس اسپ و فیل و قباے
بہرے سر و پا سراپائی -

چون صاحب از راہ دربا متوحہ شد و وزیر بہارالقرار
خود آمد مرہتہ و فراسیاب خان با معہد بیگ ہمدانی
ارادہ پر خاش کردند، او ہم سر فرود نیاوردہ، بجہک

ایٹھان ایستاد و درہمین اثنا کس میر زین العابدین ہوا در
 مرزا شمیم خنجرے باقراسیاب خان حوالہ کرد۔ بعد از
 دو چار روز مرد۔ حالاً سرداری در حضور نیست ، بادشاہ
 بے زور است۔ غالب نہ دور دور مرہتہ شود۔ بعد این
 سانکات فوج مرہتہ و احمد بیگ ہمدانی باہم جنگیدند ،
 چون دست براو نیافتند ، عذر کردہ ہمدانی مذکور را
 بگیر آور دند * - این جا صاحب کہ بادشاہزادہ را باخود
 بردہ بود رخصت کرد ، چنانچہ برگشتہ آمدہ اند ، یا در
 اطراف می مانند ، یا پیش بادشاہ می رسانند - بالفعل سایہ
 دولت نواب عالی جناب می گیرند ، آنچه ایشان می گویند
 می پذیرند -

میر صاحب کا نواب	این جا فقیر با نواب عالی منزلت
وزیر کے ساتھ شکار	است در دعا گوئی ایشان بسومی
میں جانا اور شکار نامہ	کند۔ بندگان عالی برائے شکار قا
موزوں کرنا	بہرائیچ رفتند ، من در رکاب بودم ،

شکار نامہ موزوں نہوہم . بارہ دیگر باز برائے شکار
 سوار شدند ، تا دامن کوہ شہالی تشریف بردند۔ اگرچہ مردمان
 از نشیب و فراز این سفر دور دراز سخت حورندند ، لیکن
 شکار چنبن و فضائی چنبن و ہوائی چنبن ندیدہ بودند - بعد
 از سہ ماہ بدارالقرار حود آمدند - فقیرے سکار نامہ دیگر
 گفتہ بحضور خواند ، دو غزل از غولہائی شکارنامہ افتخاب
 زدہ ، حود بدولت ، شمس کردند ، بخوبی نہ می یایست

و در زمین غزل پسند افتاده، غزل دیگر فرمایش نمودند-
 آنهم از فضل الهی گفته شد، زبان مبارک به تحسین کشادند،
 و داد سخنوری دادند -

درین ایام بسبب آیدرودش بعد عشره محرم الحرام
 در مزاج عالی شد، استعلاج نمودند، نصیب اعدا بطول کشید-
 عالمی از خیبر و خیبرات بهره اندر ز شد، و هر کسے دست
 بدعا افراشت - حکیم مطلق و شافی برحق شفا داد، بر ما
 و بر عالمان مدت نهاد، ع -

الهی تا جهان باشد تو بانی

مرهتوں کا تسلط | (سانحه) چون در حضور بادشاه از
 غلامان نجف خان که مسلط بودند،
 کسے نهاد، مرهتہ کہ قریب بود، تسلط بہر ساینده، کوس
 امن الملک زد - بادشاه مرهتہ را مختار ساخت، و روہائی
 مردمان نجف خانی بخاک انداخت: اکثر مشورہ باو دارند
 و امورات رابطور او می گذارند - فوج مرهتہ بہ شاہجہان آباد
 ہم رفت: زبان زد است کہ تسلط یافت - سکھان کے اطراف
 شہر را می تاختند، جالا سر حساب شدہ اند، چراکہ
 کھان دکھنیاں نمی توانند کشید و بگرد میدان داری اینان
 نخواهند رسید بادشاه بیرون شہر اکبرآباد خیمہ داشت،
 پس از چند روز روانہ دہلی شدند - عبدالاحد خان را در
 علی گدہ کہ در تصرف ہمیشیرہ نجف خانست، اکثر مردمان
 نجف خان در آن قلعہ جمع اند، فرستادہ: مفید ساختند -
 مرهتہ مالک الملک است، ہر چہ می خواہد می کند، بادشاه

را چیزی دست برداشته میدهد و هر جا که می خواهد، می برد - چنانچه در شهر یکماه ماند و به علی گنده برود، ده پانزده روز به جنگ کشید، آخر بعهد پیمان بیگم را برآورد، ازو چیزی از مال نجف هان گرفت و گذاشت - از آنجا بادشاه را بر اچپوتان برد، آنها استادگی کرده اند، بعد از چند روز صاحب از راجپوتان نهوده، بادشاه بشهر دهلی آمد و مرهته در شهر اکبر آباد ماند - چون خیال راجپوتان در سر داشت، باز فوج کشی کرده به آن طرف رفت - راجه ها همدانی را که سردار نجف خانی بود، طلب داشته رفیق خود کردند - جنگ بمیان آمد، همدانی جرأت نمود و گشته شد - سرداری بجای او مرزا اسمعیل که همشیره زاده او بود، یافت - این بابا بعسارت تمام جنگید، بلا مرهته را بر چید، شکست فاحشی شد، آلات جنگ و اسباب مرهته بالکل رفت - جان خود را غنیمت دانسته گریخت و به اکبر آباد آمد - آنجا هم مرزا اسمعیل رسیده، ازان شهر بر آورد و قلعه را خود چسپید - جنگ قلعه بطول کشید، مرهته صرفه خود بطرف دیگر دید، بادشاه از شهر بر آمده، به نجف قلی خان که جانب حصار بود، رفت - آنجا جنگ بسیار شد، آخر الامر از نجف قلی جان چیزی گرفته بشهر رسید - درین حال پسر ضابطه خان که غلام قادر نام داشت، بعد از پدر خود متصرف سهارنپور و غیره بود - زور به بهر سافیده و فوج سکهان را همراه گرفته آمد - اکثر محالات پادشاهی که میان دو آبه بودند، ضبط کرد: قریب رسیده، از بادشاه چیزی خواست - بادشاه جواب داد - او

آنروز آب مورچال بستہ، مہیائے جنگ شد۔ چنانچہ یک ماہ کسری زیادہ جنگید۔ بادشاہ اگرچہ فوج و زورے نہ داشت، بہ دندان چسپیدہ، آن بلا را بر چید۔ آن از آنجا برخواستہ، تا گرد اکبر آباد تسلط کرد۔ این جا کہ مرزا اسمعیل بیگ در شہر بقلعہ چسپیدہ بود، روز آن را دیدہ، دستار بدل شد و عہد و پیمانہ بپیمان آمد کہ با مرہتہ ما و شہا بالانفاق خواہیم جنگید۔ بعد از چند روز مرہتہ کہ ارادہ آن طرف چنبل داشت، یلغار کردہ، رسید۔ درین روزها این جا شاہزادہ صاحب عالم بود، لیکن تغافل کرد، تنہا جنگ بر سر مرزا اسمعیل افتاد، آن بابا پائے جسارت افشردہ، این جنگ را ہم زد۔ مرہتہ گریختہ آن طرف گوالیار نہ در تصرف او بود، اقامت کرد۔ بعد از چندے فوج دیگر طلبہاشتہ، سرگرم پرخاش شد۔ دہ پانزدہ روز در ظاہر اکبر آباد جنگ شد، آخر شکست مرزا اسمعیل اتفاق افتاد۔ غلام قادر خان تہاشائی ماند، مرزائے مذکور فرار کردہ پیش غلام قادر آمد۔ این را دید کہ در احتیاط خود است و بکار من نہی پردازد، ناچار پیش او ماند، و بعد از چند روز ارادہ ملک خود نہردہ، روانہ شد۔

غلام قادر کاجور وستم
اور بادشاہ کی آنکھیں
فکال لینا

بیانید، گفتہ من بادشاہ نہی شنود،

یعنی طرف مرہتہ نہی گذارد۔ ایشان ہر دو شہر رفتند، بادشاہ خود زورے داشت بہ دستورت خاطر نہک بہ حرام بندوبست در قلعہ کردہ بادشاہ را برداشت، و سلوے کہ

فہمی بایست گرد، و تھام قلعه را غارت کرد، و با پادشاهزادہا
 آنچه نہ کردن بود کرد. زر بسیارے بدستش آمد. چشم پادشاه
 برآورد و بادشاه دیگر کرد؛ چون تسلط کلی یافت، ناظر را نیز
 قہد نمود، و بر شہر ہم کار تنگ گرفت. چون غلبہ از حد
 فزون گشت، از مرزا اسمعیل پے ہیچ بے مزہ شد و در چیز
 دادن کوتاہی کرد، آن عزیز با مرہتہ صلح کرد. درین هنگام فوج
 مرہتہ قریب رسید؛ بعضے از سرداران داخل شہر شدند؛ روہیلہ
 قلعه بند گشت، و هنگام شب از راہ خضری دروازہ، معہ فوج
 و اسباب و زر و مال خود و پادشاهزادہا را و ناظر را و
 لراحقان او را نیز ہمراہ برد. نزد شاہ دورہ با فوج سنکر
 بستہ استادگی کرد؛ اخرا لاسر مرہتہ ہا بے حیائی او دیدہ،
 آن روے آب رفتہ، مقید جنگ شدند. گاہے ایشان غالب
 می آمدند و گاہے آن ملعون. چون قریب یک ماہ کشید،
 علی بہادر نام سردارے از دکن آمد و گرم جنگ روہیلہ شد.
 بعد از دورہ جنگ بجزرات تھام او را اسیر کردند. مال او
 اسباب معہ پادشاهزادہ ہا ازو گرفتند و قید داشتند. و پادشاه
 ہمان شاہ عالم کور را مقرر داشتند، و قلعه را حوالہ جائقان
 نمودند، و صد روپیہ روز بہ پادشاه می دهند، و بر تھام ملک
 متصرف اند. آن ملعون را بخواری تھام کشتند. حلا پادشاه
 مرہتہ اسرا ہر چہ می خواہد می کند. باید دید کہ چینی تا
 کجا خواہد و —

(المقصد : جہان عجب حادثہ گاہیست

چہ مکانہا حراب گشتند، و چہ جوانان

عبرت و خاتمہ

از هم گزشتند* چه باغها ویرانه شدند، چه بزم ها افسانه
 شدند، چه گلهای افسردند، چه جوانان مردند، چه مجلسها
 برشکستند، چه قافله ها رخت بستند، چه عزیزان ذات کشیده‌ند،
 چه مردمان بجان رسیدند - این چشم عبرت بین چها دید و این
 گوش شنوا چها شنید

هر کاسه سر ز افسوس می گوید
 هر کهنه خرابه از در می گوید
 دنیاست فسانه پاره ما گفتیم
 و آن پاره که ماند دیگر می گوید

درین مدت کم، این یقظه خون که داش می نامند، انواع
 ستم کشید، و همه خون گدید - مزاج فاسازی داشتیم، ملاقات
 همه کس گذاشتیم - اکنون که پیری رسید، یعنی همه عزیز
 بنصرت سالگی رسید، اکثر اوقات بهار می رسم، چندی درد
 چشم کشیدم، ضعف بصر، چشم خود دیدم، عینک خواستم و
 دست بهم سودم، نظر بر این شعر ترک نظر بازی نمودم
 دیده چون محتاج عینک گشت فکر خویش کن
 بر نفس دارند روز و ایسبن آینه را
 از وحش اسنان خود چه گویم، حیران بودم، که پاره تا کجا
 حویم، آخر دل درکادم، و یک یک را از بیخ برکنند.
 روزی، خود را برنج از درد دندان میخورم
 فان بخون تو میشود تا پاره فان می خورم

غرض که از ضعف قوی و بی دماغی، و نا توانی، و دل شکستگی،
و آزرده خاطر، معلوم میشود که دیر نخواهم ماند، زمانه هم
قابل ماندن نهانده است، دامن باید افشاند - اگر خاتمه
بخیر شود، آرزوست و گرنه اختیار در دست اوست —



